جملہ حقوق محفوظ ہیں

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وہو فی الآخرۃ من الخاسرین

بہائی مذہب کی حقیقت

جسمیں بابیوں و بہائیوں کی خلاف اسلام تعلیمات و عقائد کا راز
انہی کی مستند و مسلمہ کتب کے حوالوں سے طشت از بام کیا گیا ہے

مصنفہ
مولوی فضل الدین صاحب احمدی پلیڈر از قادیان (پنجاب)

جسے
مینجر بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان نے ماہ دسمبر ۱۹۲۵ء میں
شائع کیا
باہتمام بھائی بہادر سنگھ منیجر و پرنٹر
در مطبع وزیر ہند امرتسر مطبوع گردید

بار اول — تعداد — ایکہزار (۱۰۰۰)

بہائی مذہب کی مختصر تاریخ

شیعہ مذہب کا عقیدہ ہے کہ بارہویں امام حضرت محمد بن حسن عسکری جو سنہ ۲۵۶ ہجری میں پیدا ہوئے تھے، غائب ہیں۔ جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوں گے۔ ان کے غائب ہونے کے ستر سال بعد سنہ ۳۲۸ ہجری تک جو غیبت صغریٰ کا زمانہ کہلاتا ہے۔ ان کے چار نائب مقرر رہے۔ جو ابواب اربعہ سے موسوم ہیں۔ سنہ ۱۱۶۶ ہجری مطابق سنہ ۱۷۴۳ء میں ایران کے فرقہ شیعہ میں ایک شیخ احمد بن شیخ زین الاحسائی پیدا ہوئے۔ جو اپنے آپ کو امام غائب کا نائب بیان کرتے تھے۔ چونکہ بعض خیالات میں دوسرے شیعوں سے یہ اختلاف رکھتے تھے۔ اس لئے ان کا فرقہ شیخیہ نام سے مشہور ہو گیا۔ سنہ ۱۲۴۲ ہجری مطابق سنہ ۱۸۲۶ء شیخ موصوف فوت ہو گئے۔ ان کے شاگرد اور وصی حاجی سید کاظم رشتی متولد سنہ ۱۲۰۵ ہجری ان کے جانشین مقرر ہوئے جو سنہ ۱۲۵۹ ہجری میں انتقال کر گئے۔ ایک شخص علی محمد پسر مرزا رضا بزاز جو یکم محرم سنہ ۱۲۳۵ ہجری مطابق ۲۰ اکتوبر سنہ ۱۸۱۹ء شیراز میں پیدا ہوئے۔ وہ شیخیہ فرقہ کے خیالات رکھتے تھے۔ ضروری تعلیم حاصل کرنے کے بعد اٹھارہ سال کی عمر میں انہوں نے تجارت کا کام شروع کیا۔ حاجی سید کاظم رشتی کے وفات پانے کے بعد انہوں نے بھی ۲۵ سال کی عمر میں امام غائب کے نائب ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور اپنا نام باب تجویز کیا۔ بہائی کہتے ہیں کہ انہوں نے پنجم جمادی الاولیٰ سنہ ۱۲۶۰ ہجری مطابق ۲۳ مئی سنہ ۱۸۴۴ء کو یہ دعویٰ کیا تھا اور بعد ازاں مہدی اور قائم آل محمد ہونے کے بھی مدعی ہوئے۔ باب کے دعویٰ کو سب سے اول فرقہ شیخیہ کے جن اٹھارہ اشخاص نے مانا تھا انکو بہائی فرقہ میں حروف حی ۱۸ سے موسوم کرتے ہیں۔ علی محمد باب اور اس کے متبعین کی نسبت حکومت کو ایسی رپورٹیں اور شکایتیں پہنچیں کہ تدارک کرنا ضروری معلوم ہوا۔ اس لئے علی محمد باب کو شیراز سے اصفہان۔ ماکو۔ چہریق میں رکھا گیا۔ مگر چہریق کے زمانہ میں بابیوں نے حکومت کے خلاف کئی جگہ ہنگامے برپا کئے۔ آخر علی محمد باب کو چہریق سے تبریز میں لایا گیا اور اتمام حجت کے بعد ۲۸ شعبان سنہ ۱۲۶۶ھ کو میدان تبریز میں گولیوں سے ایسے وقت میں مار دیا گیا کہ خود بابیوں کو بھی صحیح طور پر معلوم نہ تھا کہ علی محمد باب کی کیا تعلیم ہے۔ علی محمد باب کے جو القاب عام طور پر بیان کئے گئے ہیں، وہ یہ ہیں۔ نقطۂ اولیٰ۔ طلعت اعلیٰ۔ حضرت اعلیٰ۔ نقطۃ البیان۔ ذات حروف سبعہ۔ علی محمد کے مریدوں میں میرزا یحییٰ صبح ازل اور میرزا حسین علی الملقب بہاء اللہ بھی داخل تھے۔ جو آپس میں سوتیلے

بھائی تھے۔ اور یہ مقام نُور (مازندان) کے رہنے والے میرزا بزرگ کے لڑکے تھے۔ علی محمد باب نے اپنے قتل ہونے سے ایک سال پہلے ۱۲۶۵ ہجری میں میرزا یحییٰ صبح ازل کو جو اس وقت ۱۹ سالہ نوجوان تھے۔ اپنا وصی اور جانشین نامزد کیا۔ اس کے بعد ۲۸ شوال ۱۲۶۸ ہجری کو تین بابیوں نے ناصر الدین شاہ ایران پر حملہ کیا۔ اس وقت میرزا یحییٰ صبح ازل نُور سے بغداد چلے گئے۔ اور میرزا حسین علی (بہاء اللہ) کو حکومت نے ماہ شوال ۱۲۶۸ ہجری کو قید کر لیا۔ قریباً چار ماہ بہاء اللہ قید رہے۔ آخر ۱۲۶۹ ہجری کو بہاء اللہ بھی طہران سے بغداد بھیجدیئے گئے۔ بغداد میں یہ لوگ آزادی سے رہے۔ مگر بعض ملکی مصالح کے ماتحت ۱۲۸۰ ہجری مطابق ۱۸۶۳ء کو بحکم عبد العزیز خان سُلطان ترکی بغداد سے آستنبول میں منتقل کیے گئے۔ قریباً چار ماہ یہ لوگ استنبول میں رہے پھر اسی ۱۲۸۰ھ میں استنبول سے ادرنہ بھیجدیئے گئے جہاں پر قریباً پانچ سال یہ لوگ رہے۔ ادرنہ کے پانچویں سال بہاء اللہ نے صبح ازل کی خلافت سے علانیہ انکار کر کے خود دعویٰ کر دیا۔ اور صبح ازل کو دجال اور شیطان وغیرہ کہنا شروع کیا۔ جب پر میرزا یحییٰ صبح ازل اور میرزا حسین علی (بہاء اللہ) کے درمیان سخت جھگڑا پیدا ہو جانے کی وجہ سے حکومت نے میرزا یحییٰ صبح ازل کو معہ اس کے فریق کے جزیرہ سائپرس میں بھیجدیا۔ بہاء اللہ کے ادرنہ میں دعویٰ کرنے سے پہلے اس فرقہ کا نام بابی فرقہ تھا۔ مگر اب اس فرقہ کے اس حصہ کا نام جو صبح ازل کے تابع تھے۔ ازلی ہو گیا۔ اور جو بہاء اللہ کے تابع تھے۔ ان کا نام بہائی ہو گیا۔ ادرنہ سے بہاء اللہ اور اُس کے فریق کو عکا واقعہ فلسطین میں بھیجدیا اور بہاء اللہ ۱۲۸۵ ہجری سے ۱۳۰۹ ہجری تک قریباً ۲۴ سال عکا میں رہے اور ۱۳۰۹ ہجری مطابق ۱۸۹۲ء میں بعمر ۷۶ سال فوت ہوئے۔ بہاء اللہ ۱۲۳۳ ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔ بہاء اللہ کے بعد ان کا بیٹا عباس آفندی جو باب کے دعویٰ کے دن پیدا ہوا تھا۔ جانشین ہوا۔ مگر بہاء اللہ کے دوسرے بیٹے محمد علی اور عباس آفندی کے درمیان سخت جھگڑا اور دشمنی جاری رہی۔ کیونکہ میرزا محمد علی کا دعویٰ ہے کہ بہاء اللہ کی اصل وصیت میرے حق میں تھی۔ عباس آفندی ۱۹۲۱ء میں فوت ہوئے ہیں۔ اور مرنے سے پہلے اپنے نواسہ شوقی آفندی کے حق میں جانشینی کی وصیت کر گئے ہیں جو حیفا میں رہتے ہیں۔ عباس آفندی کے عام القاب یہ ہیں۔ عبد البہاء۔ غصن اعظم۔ غصن اللہ الاعظم۔ من ارادہ اللہ۔ من طاف حولہ الاسماء۔ الفرع الکریم المنشعب من الاصل القدیم۔ سر اللہ۔ سرکار آقا۔ حضرت آقا + اور میرزا حسین علی الملقب بہ بہاء اللہ کے عام القاب ہیں۔ جمال قدم۔ جمال مبارک۔ طلعت مبارک۔ حضرت مقصود ❖

خاکسار فضل الدین پلیڈر۔ قادیان دارالامان۔ ۲۴ دسمبر ۱۹۲۵ء مطابق ۷ جمادی الثانی ۱۳۴۴ھ

بہائی فرقہ کی نئی شریعت

شریعت بہائیہ کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے

علی محمد باب جو بہائیوں کے موعود مہدی یا قائم آلِ محمد ہیں انہوں نے جو تعلیم اپنے چند سالہ دعویٰ میں لوگوں کو دی یا اپنی کتابوں میں لکھی تھی۔ وہ اوّل سے آخر تک ایک نامعقول اور وحشیانہ تعلیم تھی۔ اس سے اسکے ۱۲۶۶ھ میں قتل کئے جانے کے بعد مرزا حسین علی الملقب بہ بہاءاللہ نے اسمیں بتدریج ردّ و بدل اور ترمیم و تنسیخ کرنی شروع کی۔ لیکن اصل منشاء چونکہ مرزا حسین علی صاحب کا بھی یہی تھا۔ کہ اسلام کو مٹا کر ایک نئی شریعت جاری کی جائے۔ اس واسطے انہوں نے بھی جس قدر احکام اپنی کتابوں اور الواح میں لکھے۔ وہ بھی سب کے سب اسلام کے مخالف اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے متناقض تھے۔ مگر اس وجہ سے کہ ان احکام کا جو مرزا حسین علی صاحب ایرانی نے اپنی کتابوں میں درج کئے ہیں بہائیوں کی طرف سے کسی مصلحت کے ماتحت اخفا کیا جاتا ہے۔ اور بالخصوص مسلمانوں کو عام طور پر نہیں بتایا جاتا۔ کہ انہوں نے شریعت اسلامیہ کو منسوخ کر کے کونسی نئی اور جدید شریعت قائم کرنی چاہی ہے۔ اس واسطے بعض ناواقف مسلمان اس دہوکہ میں رہتے ہیں۔ کہ یہ بھی مسلمانوں کا کوئی خاص فرقہ ہوگا۔ حالانکہ بہائیوں کو اسلام کے ساتھ کوئی واسطہ اور تعلق نہیں ہے۔ اسلئے مناسب سمجھا گیا کہ مرزا حسین علی الملقب بہ بہاءاللہ کی تعلیم کے بعض حصے اس مختصر رسالہ کے ذریعہ شائع کردیئے جائیں۔ تاکہ ان لوگوں کو جو بہائیوں کی تعلیم سے ناواقفی کی وجہ سے مغالطہ میں پڑے ہوں۔ معلوم ہو جائے کہ مرزا حسین علی ایرانی اسلام کی تائید کے لئے نہیں اُٹھا تھا۔ بلکہ اسکا منشاء اسلام کو دنیا سے مٹا دینے اور اپنی ایک نئی شریعت جاری کرنے کا تھا۔

بہاءاللہ کا دعویٰ معبودیت

اسلام کی پہلی تعلیم یہ ہے کہ دنیا کا معبود (جس کی عبادت کی جائے) اور مسجود (جس کے آگے

سجدہ کیا جائے) ایک خدا ہے جو سب کا خالق اور پیدا کرنیوالا ہے۔ مگر اس کے مقابلہ میں بہائی تعلیم یہ ہے۔ کہ "مرزا حسین علی الملقب بہ بہاء اللہ خدا ہے جس کے دعویٰ خدائی اور الوہیت کے متعلق کسی قدر تفصیلی بحث اس رسالہ کے آخر میں آئیگی۔ لیکن اس حیثیت سے کہ اس حصہ مضمون کے ساتھ بھی میرزا حسین علی ایرانی کے اس ادّعا کا تعلق ہے۔ اسجگہ بھی بعض حوالجات اس کے اس ادّعا کے متعلق پیش کئے جاتے ہیں۔

رسالہ طرازات (طراز ششم) صفحہ ۱۳ مطبوعہ آگرہ میں میرزا حسین علی اپنی نسبت لکھتے ہیں۔ "اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا الْمُھَیْمِنُ الْقَیُّوْمُ" کہ تحقیق میں خدا ہوں۔ میرے سوا کوئی خدا نہیں۔ اور میں سب کا محافظ اور سہارا ہوں" اور تجلیات (تجلی چہارم) صفحہ ۵ میں اپنے متعلق لکھتے ہیں۔ اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا رَبُّ کُلِّ شَیْءٍ وَاِنَّ مَادُوْنِیْ خَلْقِیْ اَنْ یَا خَلْقِیْ اِیَّایَ فَاعْبُدُوْنِ کہ تحقیق میں خدا ہوں۔ میرے سوا کوئی خدا نہیں۔ میں ہر چیز کا رب ہوں۔ اور جو کچھ میرے سوا ہے۔ وہ میری مخلوق ہے۔ میں حکم دیتا ہوں۔ کہ اے میری مخلوق صرف میری ہی عبادت کرو۔"

بہائیوں کا معبود بہاء اللہ

چنانچہ اسی تعلیم کے مطابق ایک بہائی شاعر دیوان نوش صفحہ ۹۳ میں کہتا ہے ؎

رخ سوئے تو آوردم اے مالک جان ابہیٰ ٭ زاں روکہ تو در عالم معبودی و سلطانی

کہ اے بہاء اللہ جان کے مالک میں تیری طرف اسواسطے متوجہ ہؤا ہوں۔ کہ تو دنیا کا معبود اور بادشاہ ہے۔

پھر بہاء اللہ اپنی کتاب مبین صفحہ ۲۸۶ میں لکھتے ہیں "لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا الْمَسْجُوْنُ الْفَرِیْدُ" کہ کوئی خدا نہیں۔ مگر میں اکیلا (بہاء اللہ) جو قید میں ہوں۔

بہاء اللہ کے روضہ کی پرستش

بہاء اللہ کی اس تعلیم کی وجہ سے بہاء اللہ کے اصل متبعین کا اسکے اس دنیا سے گذر جانے کے بعد بھی اس کے معبود اور مسجود ہونے کے متعلق ویسا ہی مشرکانہ اعتقاد پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ اسکی زندگی میں تھا۔ چنانچہ بہائی لوگ اسکے روضہ کو ویسی ہی عزت دیتے ہیں۔ جو بہاء اللہ کو اس کی

اس عالم کی زندگی میں دیتے تھے۔ دیوان نوش صفحہ ۷ میں بہاء اللہ کے **روضہ** کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے ؎

جز خاکِ آستانِ تو مسجودِ خلق نیست + اے سجدہ گاہ جان و روان روضۂ بہاء

کہ اے روضۂ بہاء جو میری **سجدہ گاہ** ہے تیرے آستانہ کی خاک کے سوا اور کوئی آستانہ نہیں ہے۔ جس کو **مخلوق سجدہ کرے**"۔ پھر لکھا ہے ؎

گردید انبیاء ہمہ ساجد برایں تراب + اے قبلہ گاہ کرّو بیان روضۂ بہاء

کہ اے روضۂ بہاء جو تمام مقرب فرشتوں کا قبلہ گاہ ہے **تمام انبیاء** نے بھی تیرے اسی آستانہ کی مٹی پر **سجدہ** کیا ہے۔

اسی دیوان نوش کے صفحہ ۱۴۹ میں پھر یہ کہا گیا ہے ؎

اے مقصد و مقصودِ زماں روضۂ ابہٰی + اے معبد و معبودِ جہاں روضۂ ابہٰی

اے معنیٔ اسرارِ نہاں روضۂ ابہٰی + اے سجدہ گہ عالمیاں روضۂ ابہٰی

کہ اے بہاء اللہ کے **روضہ** جو زمانہ کا مقصود اور مراد ہے۔ اور جہان کی **عبادت گاہ** اور لوگوں کا **معبود** ہے۔ اور اے **روضہ** جو تمام پوشیدہ اسرار کی مراد اور مطلب اور دنیا کا **سجدہ گاہ** ہے"۔

جیساکہ بیان ہوا ہے۔ مرزا حسین علی الملقب بہ بہاء اللہ کے **روضہ کا معبود و مسجود** ہونا اس وجہ سے تو ہو نہیں سکتا۔ کہ اس روضہ میں کوئی ذاتی کمالات پائے جاتے ہیں۔ یا اس روضہ میں کوئی اُلوہیت حلول کئے ہوئے ہے بلکہ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ بہائیوں کا خدا اس روضہ میں مدفون ہے۔ جسے وہ حیّ و قیوّم جانتے اور اپنا معبود و مسجود مانتے ہیں۔

بہاء اللہ کے دعویٰ **اُلوہیت** کی وجہ سے اس کی زندگی میں بھی اسکو **سجدہ** کیا جاتا تھا۔ اور اس کا **طواف** ہوتا تھا۔ جیساکہ مرزا حیدر علی اصفہانی (بہائی) نے بہجۃ الصدور صفحہ ۲۸ میں لکھا ہے۔ اور بہاء اللہ کے اس دنیا سے گذر جانے کے بعد بھی ابتک سجدہ وغیرہ ہوتے ہیں۔ جیساکہ اسی کتاب بہجۃ الصدور ص ۲۵۸

میں بیان ہوا ہے" کہ زائرین زیارت وطواف وتقبیل وسجدہ عتبہ مقدسہ اقش نمودہ ونمائندہ اند" کہ بہاء اللہ کے مقدس آستانہ پر زیارت کرنے والے لوگ سجدہ کرتے اور بوسہ دیتے اور طواف کرتے تھے اور اب بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔

بہاءاللہ کے گھر اور علی محمد باب کی قبر کا سجدہ

چنانچہ عبدالبہاء جو بہاء اللہ کا بیٹا اور جانشین تھا۔ اور ایک حد تک روشن خیال بھی سمجھا جاتا ہے۔ وہ بھی اس مرض میں مبتلا رہا۔ بلکہ اس نے ساتھ ہی نے شریعت بہائیہ کا یہ حکم بھی بتلایا۔ کہ بہاء اللہ کے گھر اور علی محمد باب کی قبر کا بھی سجدہ ہو۔ جیسا کہ بدائع الآثار جلد ۲ صفحہ ۳۰۷ میں (جو عبدالبہاء کا سفرنامہ یورپ ہے) لکھا ہے کہ عبدالبہاء نے سفر یورپ سے واپس آکر ۸ محرم کی صبح کو جو کام کیا۔ وہ یہ تھا "بجبین مبین رابر تراب آستان مقدس سودند" کہ عبدالبہاء کرمل پہاڑ پر گئے اور انھوں نے علی محمد باب کی قبر پر جاکر اپنا ماتھا رگڑا۔ اور لوگوں سے بیان کیا "سجود بنص کتاب اللہ مخصوص مقام اعلیٰ و روضہ مبارکہ علیا و بیت مبارک است۔ دیگر سجود نجہتے جائز نہ" کہ خدا کی کتاب میں (جس سے مراد بہاء اللہ کی کتاب ہے) سجدہ کرنا تین جگہوں کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ ایک مقام اعلیٰ کا سجدہ (جو علی محمد باب کی قبر کی جگہ) دوسرے بہاء اللہ کے روضہ کا سجدہ۔ تیسرے بہاء اللہ کے گھر کا سجدہ۔ اور یہ کہ ان تینوں جگہوں کے سوا کسی اور طرف سجدہ کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔" پھر اسی کے ساتھ بدائع الآثار کے اسی صفحہ میں عبدالبہاء اور دوسرے بہائیوں کا بہاء اللہ کے روضہ کی زیارت کے وقت عطر اور گلاب استعمال کرنا بھی لکھا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بہائی فرقہ پرلے درجہ کا مشرک ہے۔ اور یہ شرک ان میں بہاء اللہ کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔

اس کے بعد اب میں بہاء اللہ کی شریعت کے وہ احکام بیان کرتا ہوں۔ جو اس نے اپنے دعوئے خدائی کے رنگ میں اسلامی شریعت کے خلاف اپنے متبعین (فرقہ بہائیہ) کے لئے نازل کئے ہیں۔

شریعت بہائیہ میں صرف ماں سے نکاح حرام ہے

قرآن مجید میں جن عورتوں کے ساتھ نکاح کرنا حرام قرار دیا گیا ہے انکی تفصیل سورۃ النساء

میں یہ دی گئی ہے۔ مائیں۔ بیٹیاں۔ بہنیں۔ پھوپھیاں۔ خالائیں۔ بھتیجیاں۔ بھانجیاں رضاعی مائیں (جنھوں نے دودھ پلایا ہو۔) دودھ شریکی بہنیں۔ ساسیں۔ پہلے خاوند کی اولاد۔ صلبی بیٹوں کی بیویاں۔ دو بہنوں کا ایک ساتھ نکاح۔ جن عورتوں سے باپ نے نکاح کیا ہو۔

لیکن بہائی شریعت میں (جس کے وضع اور ایجاد کرنے والے بہاءاللہ ہیں) سوائے ان عورتوں کے جن کے ساتھ باپ نے نکاح کیا ہو اور کسی عورت کے ساتھ نکاح کرنا حرام نہیں قرار دیا گیا۔ جیسا کہ میرزا حسین علی الملقب بہ بہاءاللہ کتاب الاقدس میں لکھتے ہیں۔

قَدْ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أَزْوَاجُ آبَائِكُمْ إِنَّا نَسْتَحْيِي أَنْ نَذْكُرَ حُكْمَ الْغِلْمَانِ "کہ اے اہل بہاء تم پر اپنے باپوں کی منکوحہ عورتیں حرام قرار دی گئی ہیں۔ اور لڑکوں کے احکام بیان کرنے سے ہمیں شرم آتی ہے۔

کتاب اقدس کے اس حوالہ سے ثابت ہے۔ کہ اگر بہاءاللہ کے نزدیک باپ کی منکوحہ عورتوں کے سوا دوسری عورتوں سے بھی کوئی عورت ایسی ہوتی۔ کہ اس سے نکاح کرنا حرام ہوتا۔ تو بہاءاللہ صرف باپ کی منکوحہ عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے کی حرمت پر اکتفا نہ کرتے۔ بہاءاللہ کا عورتوں میں سے صرف باپ کی منکوحہ عورتوں سے نکاح کرنے کی حرمت بیان کرنا اور اسکے ساتھ دوسری قرآنی محرمات کا بیان نہ کرنا ثابت کرتا ہے کہ اس کے نزدیک دوسری عورتوں سے نکاح کرنا ہر طرح جائز ہے۔

دراصل بہاءاللہ نے یہاں ایک حکم تو عورتوں کے متعلق بیان کیا ہے۔ اور دوسرا لڑکوں کے متعلق۔ عورتوں کے متعلق یہ کہ باپ کی منکوحہ عورتوں سے نکاح نہ کرو۔ اور لڑکوں کے متعلق یہ کہ ان سے اغلام وغیرہ نہ ہو۔ جس کو اس طرح بہاءاللہ نے ادا کیا ہے۔ کہ انکے متعلق کسی حکم کے بیان کرنے سے مجھے شرم آتی ہے۔ عورتوں کے متعلق حکم دیتے وقت صرف باپ کی عورتوں سے نکاح کی حرمت کا بیان کرنا اور باقی عورتوں کی حرمت نکاح کا بیان نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے۔ کہ بہاءاللہ کے نزدیک ان تمام عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے جن کیساتھ اسلام کی رو سے نکاح کرنا حرام ہے۔ اگر کتاب اقدس کے سوا بہاءاللہ کی دوسری کتابوں

میں بھی یہ تصریح پائی جاتی۔ کہ باپ کی منکوحہ عورت کے سوا فلاں فلاں عورتوں کے ساتھ بھی نکاح کرنا حرام ہے۔ تو یہ جواب دیا جا سکتا تھا۔ کہ اگر کتاب اقدس میں تمام محرمات کا ذکر نہیں آیا۔ تو دوسری کتابوں میں تو موجود ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے۔ کہ بہاءاللہ نے باپ کی منکوحہ عورتوں کے سوا دوسری کسی عورت سے نکاح کرنے کی حرمت بیان ہی نہیں کی۔ اگر کی ہے۔ تو اہل بہاء بہاءاللہ کی کسی کتاب کا حوالہ پیش کریں۔

اس بات کو چھپانے کے لئے کہ بہائی لوگ ماں کے سوا سب عورتوں سے نکاح کرنا جائز سمجھتے ہیں۔ کسی دوسرے بہائی کا کوئی تاویل کرنا اوس وقت تک قابل شنوائی نہیں ہو سکتا جب تک بہاءاللہ کی کسی کتاب کا صریح حوالہ پیش نہ کیا جائے۔

دو۲ سے زیادہ عورتیں ناجائز ہیں

اسلامی شریعت کا نکاح کے معاملہ میں ایک حکم یہ بھی ہے کہ انصاف اور عدل کی پابندی کے ساتھ دو۲ سے زائد عورتیں بھی نکاح میں لائی جا سکتی ہیں۔ بشرطیکہ انکے نکاح سے صرف عیش و عشرت مقصود نہ ہو۔ مگر بہاءاللہ اپنی شریعت میں یورپ کی تقلید اور اپنے بچاؤ کے لئے بیان کرتے ہیں۔ کہ دو۲ سے زائد نکاح کرنا ناجائز ہے۔ چنانچہ کتاب اقدس میں لکھا ہے۔

" قَدْ كَتَبَ اللهُ عَلَيْكُمُ النِّكَاحَ اِيَّاكُمْ اَنْ تُجَاوِزُوْا عَنِ الْاِثْنَتَيْنِ لَاتَتَّبِعُوْا اَنْفُسَكُمْ اِنَّهَا لَاَمَّارَةٌ بِالْبَغْيِ وَالْفَحْشَآءِ " کہ اے اہل بہاء نکاح کرنا تم پر فرض کیا گیا ہے۔ مگر دو۲ سے زیادہ ہرگز نہ کیجو۔ اس کی خلاف ورزی کر کے نفس کی پیروی نہ کرنا۔ جو کہ سرکشی اور بدکاری کا حکم دیتا ہے۔ بہاءاللہ کا اسلامی شریعت کے خلاف مطلقاً یہ حکم دینا کہ کسی صورت میں بھی دو۲ سے زائد نکاح کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اور جو ایسا کرتا ہے۔ وہ نفس پرستی کرتا ہے۔ بہاءاللہ کے غور نہ کرنیکا نتیجہ ہے۔ یورپ کی تقلید سے بہاءاللہ شاید ایک سے زیادہ نکاح کرنا بھی حرام قرار دیدیتا۔ مگر مجبور تھا۔ کیونکہ اوسکی اپنی دو بیویاں تھیں۔ جن کی موجودگی میں اس کے لئے ایسا حکم دینا مشکل تھا۔

بہائیوں میں غیروں سے رشتہ ناطہ کرنیکا مسئلہ

بہائی فرقہ کے فرضی مہدی علی محمد باب نے اپنی کتاب بیان کے واحد ثامن ۸ باب ۱۵

میں نکاحوں کے متعلق ایک حکم یہ بھی دیا تھا کہ جب تک نکاح کرنے والے دونوں فریق (عورت اور مرد) بابی فرقہ میں داخل نہ ہوں۔ اوس وقت تک اونکا آپس میں نکاح کرنا حرام ہے۔ چنانچہ کتاب بیان میں لکھا ہے۔

"لَا یَحِلُّ الْاِقْتِرَانُ اِنْ لَمْ یَکُنْ فِی الْبَیَانِ وَاِنْ یَدْخُلْ مِنْ اَحَدٍ یَحْرُمُ عَلَی الْاٰخَرِ مَا یَمْلِکُ مِنْ عِنْدِہٖ اِلَّا وَاَنْ یَرْجِعَ ذٰلِکَ" اس عبارت کا جسکے الفاظ عربی اور ترکیب ترکی ہے۔ ایک بہائی شیخ محمد الناطق نے اپنی کتاب المناظرات الدینیہ صفحہ ۱۶۹ میں بزبان فارسی یہ ترجمہ کیا ہے" یعنے حلال نیست اقتران و تزویج اگر ہر دو طرف از اہل بیان نباشد و اگر از یک طرف دخول در تزویج واقع شد کہ اجنبی باشد برآں طرف دیگر کہ از اہل بیان است حرام است آنچہ را کہ از زوج خود تملیک میگیرد مگر آنکہ آں اجنبی برگردد و از اہل بیان شود" کہ اگر دونوں فریق (مرد و عورت) کتاب بیان کے ماننے والے (بابی) نہیں ہیں تو انکا میاں بیوی کے طور پر آپسمیں ملنا اور نکاح کرنا ناجائز ہے۔ اور اگر کسی اتفاق سے ایک فریق بابی ہے اور دوسرا غیر بابی تو بابی مرد اور عورت کے لئے حرام ہے۔ کہ دوسرے فریق سے نکاح کرے۔ یا میاں بیوی کے تعلقات پیدا کرے۔

علی محمد باب کے اس حکم کا حاصل یہ ہے۔ کہ کسی بابی مرد یا عورت کا کسی غیر بابی عورت یا مرد سے نہ نکاح کرنا جائز ہے۔ اور نہ یہ جائز ہے۔ کہ کوئی بابی عورت کسی غیر بابی خاوند کے گھر آباد ہو یا کوئی بابی خاوند اپنی کسی غیر بابی بیوی کو اپنے گھر آباد کرے۔

علی محمد باب کے اس حکم کے خلاف میرزا حسین علی الملقب بہ بہاءاللہ نے کوئی حکم نہیں دیا بلکہ اپنی کتاب اقدس میں علی محمد باب کی اسی عبارت کو درج کر دیا ہے۔ ممکن ہے کہ اس کا یہ ارادہ ہو کہ بہائیوں کے لئے یہی حکم رہے اور ممکن ہے۔ کہ اسکا یہ ارادہ ہو کہ کسی آئندہ مناسب موقع پر اس حکم کو منسوخ کرونگا۔ لیکن پھر موقع نہ ملا ہو۔ جیسا کہ اپنی شریعت کے کئی حکموں کے متعلق بہاءاللہ نے لکھا تھا۔ کہ میں انکی تفصیل پھر کرونگا۔ مگر کوئی موقع نہ ملنے کی وجہ سے اُن کی جو تفصیل وہ کرنا چاہتا تھا۔ نہیں کر سکا۔ مثلاً زخموں اور چوٹوں کے متعلق بہاءاللہ

نے کتاب اقدس میں یہ تو بتایا ہے۔ کہ ان میں دیت یعنی معاوضہ ہے لیکن یہ تفصیل کسی جگہ درج نہیں کی۔ کہ کس زخم میں کتنا معاوضہ ہوگا۔ حالانکہ کتاب اقدس میں انکی تفصیل کرنے کا پختہ وعدہ کیا تھا۔ ایسا ہی بہاء اللہ نے زکوٰۃ کا حکم دیتے ہوئے کسی جگہ یہ بیان نہیں کیا کہ کس نصاب سے بہائیوں کو زکوٰۃ ادا کرنی چاہیئے بلکہ اقدس میں یہ لکھ کر کہ "سَوْفَ نُفَصِّلُ لَکُمْ نِصَابَھَا" کہ جس نصاب سے تم اہل بہا کو زکوٰۃ دینی چاہیئے اسکا بیان ہم پھر کرینگے تفصیل نصاب کو آئندہ پر چھوڑ دیا تھا۔ مگر ان دونوں امروں کے متعلق بہاء اللہ کچھ لکھنے کے بغیر اس دُنیا سے رُخصت ہو گئے۔

یہی حال بہائیوں اور غیر بہائیوں میں رشتہ ناطہ کے مسئلہ کا ہے کہ اس کے متعلق بہاء اللہ نے اقدس میں صرف علی محمد باب کی کتاب البیان کی عبارت درج کر دی ہے جو اوپر نقل ہو چکی ہے اور اپنی طرف سے کوئی جدید حکم جاری نہیں کیا مگر بدائع الآثار جلد ۱ صفحہ ۱۵ میں جو بہاء اللہ کے بیٹے عبدالبہاء کا سفرنامہ یورپ ہے عبدالبہاء کی ایک تقریر میں یہ بیان ہوا ہے۔ کہ بہاء اللہ کی یہ تعلیم تھی کہ

"اَخذ و اِعطاء در اِزدواج با ہر ملتے"

کہ بہائیوں کے لئے ہر مذہب و ملت کے آدمیوں کو لڑکیاں دینا اور ہر مذہب و ملت کی عورت سے نکاح کرنا جائز ہے۔ لیکن نہیں کہا جا سکتا کہ بہاء اللہ نے یہی تعلیم دی ہے۔ کیونکہ میرزا مہدی الحکیم الایرانی نے اپنی کتاب مفتاح الابواب میں لکھا ہے۔ کہ بہاء اللہ نے جو کتاب اقدس میں یہ لکھا تھا۔ کہ

"قَدْ حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ اَزْوَاجُ اٰبَآئِکُمْ" کہ اے اہل بہا تم پر صرف اپنے باپوں کی منکوحہ عورتیں حرام ہیں۔ باقی تمام قسم کی عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے۔ اس کے متعلق بہاء اللہ کے دونوں بیٹوں عبدالبہاء اور میرزا محمد علی میں اختلاف ہوا ہے۔ میرزا محمد علی کہتے ہیں۔ کہ بہاء اللہ کا یہی منشا تھا۔ کہ باپ کی منکوحہ عورتوں کے سوا سب عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے۔ جس میں لڑکیاں اور بہنیں اور سب قرآنی محرمات داخل ہیں۔ اور عبدالبہاء نے جو بہاء اللہ کے اس حکم کو بدلا ہے یہ غلط ہے۔ اسواسطے ممکن ہے۔

عبدالبہاء نے یورپ میں یہ تقریر کی کہ بہائیوں کے لئے ہر مذہب و ملت کے آدمیوں کو لڑکیاں دینا اور ہر مذہب و ملت کی عورت سے نکاح کرنا جائز ہے۔ یہ صرف یورپ کی آب و ہوا کا ہی اثر ہوا ورنہ بہاءاللہ نے یہ تعلیم کسی جگہ نہ دی ہو۔ کیونکہ اگر بہاءاللہ کا منشا اس تعلیم دینے کا ہوتا۔ تو اقدس میں جہاں علی محمد باب کی کتاب البیان کا یہ حکم درج کیا گیا ہے۔ کہ بابی کا غیر بابی کے ساتھ نکاح نہیں ہو سکتا۔ وہاں بہاءاللہ یہ بھی درج کر سکتے تھے۔ کہ البیان کا یہ حکم اب منسوخ ہے۔ اور اب بہائیوں کے لئے آزادی ہے کہ جس مذہب و ملت میں چاہیں۔ لڑکیاں دیں۔ اور جس مذہب و ملت میں چاہیں نکاح کریں۔

بہاءاللہ کا اقدس میں یہ تصریح نہ کرنا صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ عبدالبہاء نے جو یورپ میں اپنی تقریر میں یہ بیان کیا ہے یہ بہاءاللہ کے منشا کے خلاف ہے۔ بہر حال رشتہ ناطہ کے متعلق بہائیوں کی کوئی تعلیم بھی سمجھی جائے۔ خواہ وہ جو علی محمد نے بیان میں لکھی ہے۔ کہ کسی بابی کا غیر بابی کے ساتھ نکاح نہیں ہو سکتا۔ اور خواہ یہ کہ عبدالبہاء نے پیش کی ہے کہ بہائیوں کے لئے ہر مذہب و ملت کے آدمیوں کو لڑکیاں دینا اور ہر مذہب و ملت کی عورت سے نکاح کرنا جائز ہے یہ دونوں تعلیمیں اسلام کے مخالف ہیں۔ اسلام نہ یہ اجازت دیتا ہے۔ کہ ہر مذہب و ملت کی عورت سے نکاح کر لیا جائے۔ اور نہ اسلام میں یہ جائز ہے کہ کسی خارج از اسلام کو لڑکی دی جائے۔

بہائی مذہب میں طریقۂ نکاح

یہ امر اپنے موقع پر ثابت شدہ ہے۔ کہ علی محمد باب نے اپنی کتاب میں صرف فریقین یعنی مرد اور عورت کی رضامندی کو نکاح کے لئے کافی قرار دیا تھا۔ لیکن بہاءاللہ نے ماں باپ کی رضامندی کو بھی اس کے لئے ضروری شرط قرار دیا ہے۔ جیسا کہ اقدس میں لکھا ہے۔ "إِنَّهُ قَدْ حَدَّدَ فِي الْبَيَانِ بِرِضَا الطَّرَفَيْنِ إِنَّا لَمَّا أَرَدْنَا الْمَحَبَّةَ وَالْوِدَادَ وَاتِّحَادَ الْعِبَادِ لِذَا عَلَّقْنَاهُ بِإِذْنِ الْأَبَوَيْنِ بَعْدَهُمَا

لِئَلَّا تَقَعَ بَیْنَھُمُ الضَّغِینَةُ وَالْبَغْضَاءُ"

کہ علی محمد باب نے اپنی کتاب بیان میں صرف زوجین کی رضامندی کو نکاح کے لیے کافی سمجھا تھا۔ لیکن ہم چونکہ بندوں میں اتحاد اور مودت اور محبت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے ہم نے مرد و عورت کی رضامندی کے علاوہ ان کے ماں باپ کی رضامندی کو بھی ضروری شرط قرار دیا ہے۔ تاکہ ان کے درمیان دشمنی اور عداوت واقع نہ ہو"

لیکن اس حوالہ سے ایک تو یہ معلوم ہوا۔ کہ علی محمد باب اور بہاء اللہ کی شریعت کا ایک سرچشمہ نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے احکام کو دشمنی اور عداوت پیدا کرنیکا موجب قرار دیا گیا ہے۔ اور بہاء اللہ اپنے احکام کو اتحاد اور محبت کا ذریعہ بیان کرتا ہے۔ دوسرے یہ معلوم ہوا۔ کہ جس طرح علی محمد باب کی غیر معقول تعلیم خدائی سرچشمہ سے نہیں نکلی۔ اسی طرح بہاء اللہ کی تعلیم بھی بہاء اللہ کی اپنی خود ساختہ ہے۔ کیونکہ اگر دونوں تعلیمیں خدائی سرچشمہ سے نکلی ہوئی ہوتیں۔ تو ان دونوں تعلیموں کا نازل کرنیوالا خدا یہ کبھی نہیں کہہ سکتا تھا۔ کہ علی محمد باب پر جو تعلیم میں نے نازل کی ہے۔ اس سے تو عداوت اور دشمنی پیدا ہوتی ہے۔ اب میں بہاء اللہ پر ایسی تعلیم نازل کرتا ہوں جس سے بجائے دشمنی اور عداوت کے محبت اور اتحاد کو ترقی ہو۔ کیا خدا کو اس وقت جب وہ علی محمد باب پر بہاء اللہ کے سامنے البیان اوتار رہا تھا۔ یہ علم نہ تھا۔ کہ جو احکام میں اب علی محمد باب پر نازل کر رہا ہوں۔ ان سے دشمنی اور عداوت پیدا ہوگی۔ کہ چند روز کے بعد بہاء اللہ کے ذریعہ اسے یہ کہنے کی ضرورت پیش آئی کہ علی محمد باب کے احکام سے چونکہ دشمنی اور عداوت پیدا ہوتی ہے۔ اس واسطے البیان کے ان احکام کو میں اب منسوخ کرتا ہوں۔ اور اس کی بجائے بہاء اللہ کے ذریعہ یہ احکام نازل کرتا ہوں جن سے محبت اور اتحاد کو ترقی ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ نہ علی محمد باب کے احکام خدا کی طرف سے نازل ہوئے تھے۔ اور نہ بہاء اللہ کو ہی خدا کی طرف سے کوئی جدید تعلیم دی گئی تھی۔ کیونکہ بہاء اللہ کے یہ الفاظ کہ چونکہ ہم بندوں میں اتحاد اور محبت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اسواسطے ہم نے مرد و عورت کی رضامندی کے علاوہ

ماں باپ کی رضامندی کو بھی ضروری ٹھیرا دیا ہے۔ خود یہ شہادت دے رہے ہیں۔ کہ یہ دونوں تعلیمیں خدا کی طرف سے نہیں آئی ہیں۔ بلکہ انسانوں کی اپنی بنائی ہوئی ہیں۔ مگر ان باتوں سے قطع نظر کرکے اس جگہ میرا مدعا اس بات کے بیان کرنے کا ہے۔ کہ بہائیوں میں طریقۂ نکاح کیا ہے۔ سو اس کے متعلق عبدالبہاء کے اسی سفرنامہ بدائع الآثار جلد ۱ صفحہ ۱۵۸ میں لکھا ہے۔

(۱۶ر جولائی) "شب مجلس غریبے بود زیرا محفل عقد دو نفر از احباب مستر اوبر و مس ربات بود و غیر از احبا و مبتدیانے مسیحی از مرد و زن ہم حاضر و مشرف و قسیس مخلصے نیز موجود و امر مبارک صادر کہ برحسب قانون مسیحیان کشیش مذکور در مجلس عقد نماید چوں خطبہ و عقد کشیش ختم شد۔ وجود مبارک خود قائم و مناجاتے در بارۂ ازدواج آں دو نفر مومن مخلص فرمودہ برخاستند۔"

(ترجمہ) کہ (۱۶ر جولائی) کی رات کو ایک عجیب مجلس تھی۔ کیونکہ دو بہائیوں مسٹر اوبر اور مس ربات کے نکاح کی تقریب تھی۔ جس میں بہائیوں کے علاوہ عیسائی مرد اور عورتیں بھی آئی ہوئی تھیں۔ اور ایک مخلص پادری صاحب بھی موجود تھے۔ اس نکاح کے متعلق عبدالبہاء نے حکم دیا۔ کہ یہ پادری صاحب جو موجود ہیں۔ عیسائی قانون کے مطابق مجلس میں نکاح پڑھا دیں۔ جب پادری صاحب عیسائی طریقہ کے مطابق نکاح پڑھا چکے تو عبدالبہاء خود کھڑے ہوئے۔ اور ان دونوں بہائیوں کے حق میں جن کا نکاح تھا۔ دُعا فرمائی۔ اور تشریف لے گئے۔ پھر اسی نکاح کے متعلق ۱۷ر جولائی کی صبح کو عبدالبہاء نے فرمایا۔

"دیشب وضع مجلس خیلے موافق حکمت و مورث محبت بود کہ عقد و ازدواج اہل بہاء در مجلس بقانون مسیحی ہم جاری شود تا نفوس بدانند کہ اہل بہاء در بند رسومات جزئیہ نیستند در عایت ہر قوم و ملتے را دارند از ہر تعصبے دور اند و با جمیع ادیان در نہایت صلح و سرور۔"

(بدائع الآثار جلد ۱ صفحہ ۱۵۸)

(ترجمہ) یہ کہ گذشتہ رات جو مجلس نکاح کی تھی۔ یہ دانشمندی کے موافق اور محبت کو پیدا کرنیوالی تھی۔ اور لوگوں کو یہ بتانیوالی تھی کہ بہائیوں کے نکاح عیسائی طریقہ کے مطابق بھی پڑھے جاتے ہیں۔ اور بہائی لوگ رسموں میں جکڑے ہوئے نہیں ہیں۔ اور وہ ہر قوم و مذہب کی رعایت رکھتے ہیں۔ یہ تعصب سے دور ہیں۔ اور تمام دینوں کے ساتھ صلح اور آشتی رکھتے ہیں۔

بہائیوں کا یہ نکاح جس عیسائی طریقہ سے پڑھا گیا ہے۔ اور عبدالبہاء نے خود ایک پادری صاحب سے پڑھوایا ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ نکاح کا جو طریقہ مسنون اسلام میں جاری ہے یہ بہائیوں کے نزدیک ایک متعصبانہ رسم ہے۔ جو ترک کرنے کے قابل ہے۔

عبدالبہاء کی دعائیں بہاء اللہ سے

اوپر ذکر آیا ہے۔ کہ عبدالبہاء نے بہائیوں کے اس نکاح میں دعا بھی کی تھی۔ اس لئے اس جگہ مجھ کو اس بات کا ذکر کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ عبدالبہاء صاحب کس کے آگے دعا کرتے تھے۔ اسکا پتہ اس سے لگ سکتا ہے کہ عبدالبہاء جب کلولنڈ میں گئے تو بدائع الآثار جلد ۱ صفحہ ۲۳۰ و ۲۳۱ میں لکھا ہے۔ کہ انہوں نے یہ کہا کہ "چوں بروضۂ مبارک رسم سر بر آستان گذارم و بجہت ہر یک از دوستان رجائے تائید کنم"

کہ جب میں بہاء اللہ کے روضہ پر پہنچونگا تو اپنا سر اس کے دروازہ پر رکھکر سب دوستوں کے لئے مدد کا خواستگار ہونگا۔ پھر اسی بدائع الآثار جلد ۱ ص۳۶۹ میں لکھا ہے۔ کہ جب عبدالبہاء بالٹیمور میں پہنچے تو وہاں بھی انہوں نے یہی کہا۔ کہ "چوں بارض مقدسہ رسم سر بر آستان روضۂ مبارکہ نہم و مویہ کناں از برائے شما ہا طلب تائید کنم"

کہ جب میں واپس عکہ جاؤنگا۔ تو میں بہاء اللہ کی قبر کی چوکھٹ پر سر رکھکر اپنے بال نوچتے ہوئے تم سب کے لئے مدد مانگونگا۔ پھر بدائع الآثار جلد اول ص۲۳ میں کہا ہے "از آستان حضرت بہاء اللہ جل جلالہ طلبم کہ جمیع شما ہا را سرور ابدی بخشد و در ملکوتش عزیز فرمائد" کہ میں عبدالبہاء تم سب کے لئے بہاء اللہ کی درگاہ سے ابدی خوشی کا طالب ہوں۔ اور یہ کہ وہ (بہاء اللہ) تم کو اپنی

بادشاہت میں عزت عطا فرمائے۔ پھر صفحہ ۲۰۲۔ بدائع الآثار جلد اوّل میں لکھا ہے "یقین است کہ حضرت بہاء اللہ شما را تائید میفرمایند" کہ میں عبدالبہاء یقین رکھتا ہوں۔ کہ بہاء اللہ تم سب کی مدد فرمائیں گے۔ پھر اسی جلد ا صفحہ ۳۵ بدائع الآثار میں لکھا ہے "از ملکوت بہاء اللہ بجہت شما تائید و توفیق می طلبم تا روز بروز مؤید تر شوید" کہ میں عبدالبہاء۔ بہاء اللہ کی جناب سے تمہارے لئے تائید چاہتا ہوں۔ تاکہ دن بدن تم کو زیادہ سے زیادہ اس کی جناب سے پہنچے۔

ان تمام حوالہ جات سے ثابت ہے کہ بہائی لوگ جناب الٰہی کا دروازہ چھوڑ چکے ہیں اور پرلے درجہ کے بُت پرست اور مُشرک ہیں جو ایک مُردہ کے آگے اپنی تمام دُعاؤں اور حاجتوں کو پیش کرتے ہیں۔ عبدالبہاء جو ایک روشن خیال شخص سمجھا جاتا تھا جب اُس کے شرک کا یہ حال ہے۔ تو اس سے قیاس ہوسکتا ہے۔ کہ جن کا وہ خلیفہ اور لیڈر تھا ان کے شرک کا کیا حال ہو گا۔ اور بہائیوں کی اسی روش سے معلوم ہوسکتا ہے۔ کہ بہاء اللہ کا کیا دعویٰ تھا۔

مہر کی مقدار نکاحوں میں مہر کے متعلق کتاب اقدس میں بہاء اللہ نے یہ حکم دیا ہے "قَدْ قُدِّرَ لِلْمُدُنِ تِسْعَةَ عَشَرَ مِثْقَالًا مِنَ الذَّهَبِ الْإِبْرِيزِ وَلِلْقُرَىٰ مِنَ الْفِضَّةِ وَمَنْ اَرَادَ الزِّيَادَةَ حُرِّمَ عَلَيْهِ اَنْ يَتَجَاوَزَ عَنْ خَمْسَةٍ وَتِسْعِينَ مِثْقَالًا" کہ مہر کی مقدار شہروں کے لئے انیس[1] مثقال سونا ہے اور دیہات کے لئے انیس مثقال چاندی۔ اور اگر کوئی شخص اس سے زیادہ مہر مقرر کرنا چاہے۔ تو ۹۵ مثقال سونا تک شہر والے اور ۹۵ مثقال چاندی تک گاؤں والے زیادتی کرسکتے ہیں۔ اس سے زیادہ مہر باندھنا حرام ہے۔ حالانکہ اسلام نے ہر شخص کی طاقت کے مطابق اجازت دی ہے۔ کہ مہر میں کمی و بیشی دونوں باتیں ہوسکتی ہیں۔

مُسافر خاوند کی بیوی نو ماہ کے بعد نکاح کرسکتی ہے عورت اور مرد کے متعلق بہاء اللہ نے ایک حکم یہ بھی دیا ہے کہ اگر کوئی

[1] ہر ایک مثقال قریب ساڑھے چار ماشہ کے ہوتا ہے۔ منہ

شخص سفر پر جانا چاہے۔ تو جانے سے پہلے اپنی بیوی سے وقت مقرّر کر جائے۔ اور اگر کسی عذر سے اُس وقت تک واپس نہیں آسکتا۔ تو اپنی بیوی کو اس عذر سے اطلاع دے۔ اور اگر وہ ایسا نہ کرے۔ تو بیوی کو ۹ ماہ کے بعد اختیار ہوگا۔ کہ دوسرا نکاح کرلے۔ چنانچہ کتاب اقدس میں لکھا ہے۔

"لِکُلِّ عَبْدٍ اَرَادَ الْخُرُوْجَ مِنْ وَّطَنِہٖ اَنْ یَّجْعَلَ مِیْقَاتًا لِصَاحِبَتِہٖ فِیْ اَیَّةِ مُدَّةٍ اَرَادَ.... اِنِ اعْتَذَرَ بِعُذْرٍ حَقِیْقِیٍّ فَلَہٗ اَنْ یُّخْبِرَ قَرِیْنَتَہٗ وَیَکُوْنَ فِیْ غَایَةِ الْجُھْدِ لِلرُّجُوْعِ اِلَیْھَا وَاِنْ فَاتَ الْاَمْرَانِ فَلَھَا تَرَبُّصُ تِسْعَةِ اَشْھُرٍ مَّعْدُوْدَاتٍ وَّبَعْدَ اِکْمَالِھَا لَابَاْسَ عَلَیْھَا فِیْ اِخْتِیَارِ الزَّوْجِ"

کہ ہر شخص جو اپنے وطن سے باہر جانا چاہتا ہے۔ اس پر فرض ہے۔ کہ اپنی بیوی کے ساتھ واپسی کا وقت مقرر کر جائے۔ اگر اس کو کوئی حقیقی عذر پیش آگیا ہے۔ اور وہ واپس نہیں آسکتا۔ تو اپنی بیوی کو اس کی اطلاع بھیجدے۔ اور کوشش کرے۔ کہ واپس آجائے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا۔ تو ۹ ماہ کے بعد عورت کا اختیار ہے۔ کہ دوسرا نکاح کرلے۔

میاں بیوی میں بحالت سفر ناچاقی ہوجائے تو کیا کریں

اس کے ساتھ بہاءاللہ کا یہ بھی حکم ہے کہ اگر میاں بیوی دونوں سفر میں ہیں۔ اور بحالت سفر۔ ان میں ناچاقی پیدا ہوگئی ہے۔ تو خاوند پورے ایک سال کا خرچ دیکر بیوی کو اس مقام میں لوٹا دے۔ جہاں سے گئے تھے۔ جیسا کہ کتاب اقدس میں لکھا ہے۔

"وَالَّذِیْ سَافَرَ وَسَافَرَتْ مَعَہٗ ثُمَّ حَدَثَ بَیْنَھُمَا الْاِخْتِلَافُ فَلَہٗ اَنْ یُّؤْتِیَھَا نَفَقَةَ سَنَةٍ کَامِلَةٍ وَیُرْجِعَھَا اِلَی الْمَقَرِّ الَّذِیْ خَرَجَتْ عَنْہُ"

مطلب اس عبارت کا وہی ہے۔ جو اوپر درج ہوا ہے۔ اس لئے دوبارہ ترجمہ کی ضرورت نہیں :-

عورتوں سے پردہ اُٹھا دینے کا حکم اور اس کے نتائج

امریکہ اور یورپ کی آزادانہ بے پردگی کی تقلید کرتے ہوئے بہائی مذہب میں یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ اسلام نے پردہ کا جو حکم دیا تھا۔ وہ اب منسوخ ہے چنانچہ جب

آخری تحریر جو اس بارہ میں بہائی مذہب کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ اسمیں بہائی فرقہ کے موجودہ لیڈر شوقی آفندی کی ہدایت سے ان کے عزیز رشتہ دار رُوحی افنان نے بیان کیا ہے۔ کہ

اب صرف ایک اور قدم اٹھانا باقی ہے۔ اور وہ پردہ کو متروک کر دینا ہے۔ یہ ابھی تک نہیں کیا گیا۔ مگر بہائی عورتوں نے اپنی سوسائیٹیاں قائم کی ہیں۔ اپنی تعلیم کے لئے اور اپنے امر کو ترقی دینے کے لئے ہم سب اُمید کرتے ہیں کہ جلدی ہی پردہ بھی ایک طرف پھینک دیا جائیگا۔"

(ملاحظہ ہو کتاب ریلیجنس آف دی ایمپائر مطبوعہ لنڈن)

کانفرنس مذاہب سلطنت برطانیہ کی اسی کتاب میں بہائی فرقہ کی ایک دوسری تحریر میں جو وہ بھی شوقی افندی کے حکم سے لکھی گئی ہے۔ اسبات پر فخر کیا گیا ہے کہ

"تحریک نسواں کے ابتداہی میں ایک بہائی عورت قرۃ العین نے سب سے پہلے مشرقی عورتوں کے روایتی پردہ کو دور کیا۔"

ان دونوں فقروں سے ظاہر ہے۔ کہ بہائی فرقہ اسلامی پردہ کے مخالف ہے۔ حالانکہ اگر بہائی لوگ قرۃ العین کے پردہ دور کرنے کے بعد جو نتائج ظاہر ہوئے تھے۔ ان کو مد نظر رکھ کر پورا غور کرتے تو بے پردگی کے اس حکم کو جو بہائی مذہب میں دیا گیا ہے۔ بالکل محو کر دیتے اور پوری کوشش کرتے کہ جو اصل اسلامی پردہ ہے وہ قائم رہے۔ چنانچہ خود بابیوں کی کتاب نقطۃ الکاف میں جو بہائی فرقہ میں سب سے پہلے ۱۲۶۶ھ اور ۱۲۶۸ھ کے مابین لکھی گئی ہے۔ قرۃ العین کے متعلق یہ لکھا ہوا موجود ہے۔ کہ "قرۃ العین پہلے بہت باپردہ عورت تھی۔ جب اس نے علی محمد باب کی پیروی اختیار کر کے حضرت فاطمۃ الزہراؑ کے مظہر ہونے کا ادعا کیا اور اپنے خسر حاجی ملا تقی الدین کے قتل میں اس پر شبہ کیا گیا۔ تو قزوین سے بھاگ کر بابیوں کی اس جمعیت میں آ گئی جو بدشت میں جمع تھی۔ وہاں جو واقعات بے پردگی کے رُونما ہوئے ان کو پیش نظر رکھ کر بہائیوں کے سید الشہداء ملا حسین بشروئی نے یہ فرمایا۔ کہ "من بدشتیہارا حد میزنم" کہ میں ان لوگوں

پر جنہوں نے مقام بدشت میں یہ کام کئے ہیں۔ حد جاری کرونگا۔ (نقطۃ الکاف صفحہ ۱۵۱)

مقام بدشت میں قرۃ العین کے پہنچنے کے بعد جو فتنہ بپا ہوا۔ اس کے اثرات اور نتائج یہ ظاہر ہوئے کہ۔ اوّل۔ رضا خان ایک بڑے باوفا بابی کہ جو خود اس فتنہ بدشت کے وقت وہاں موجود تھا اس سے ٹھوکر کھا گیا۔ اور وہ ابتلا میں پڑ گیا۔ جیسا کہ مصنف نقطۃ الکاف صفحہ ۱۹۴۔۱۹۵ میں لکھتا ہے۔

"از جملہ اصحاب باوفا کہ در نہایت اخلاص دیگر جان نثاری کرد۔ رضا خان پسر امیر آخور شاہ بود… در فتنہ بدشت حاضر بودہ و انواع خدمتہا بجا آوردہ و بعد شہدم دران فتنہ قدرے لغزیدہ"

کہ رضا خان پسر امیر آخور شاہ۔ ان وفادار اصحاب میں سے تھے۔ جو بڑے با اخلاص تھے۔ اور جنہوں نے بڑی جان نثاری دکھائی تھی۔ یہ فتنہ بدشت کے وقت وہاں موجود تھے اور کئی قسم کی خدمات بجا لائے تھے۔ مگر میں نے سنا ہے کہ اس فتنہ بدشت میں ان کے پاؤں بھی پھسل گئے۔

دوئم۔ حاجی محمد علی بار فروشی کو جو قدوس کے لقب سے ملقب تھے اس فتنہ کی وجہ سے بدشت سے چھپکر بھاگنا پڑا۔ حالانکہ بدشت میں ان کا اور قرۃ العین کا اجتماع جُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ کا مصداق سمجھا گیا تھا۔ جیسا کہ نقطۃ الکاف صفحہ ۱۴۴ میں لکھا ہے کہ "جناب حاجی ہم از مشہد مراجعت نمودند و مضمون جُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وقوع دادہ" کہ جناب حاجی محمد علی بار فروشی کا مشہد سے اور جناب قرۃ العین کا قزوین سے بدشت میں جمع ہونا سورج اور چاند کے جمع ہونیکا مصداق تھا۔ مگر صفحہ ۱۵۴ میں لکھا ہے "حضرت قدوس نیز مخفی بازردم ببار فروش تشریف آوردند" کہ بدشت سے حاجی محمد علی (قدوس) بھی لوگوں سے چھپکر بار فروش میں چلے گئے۔

مقام غور ہے۔ کہ بدشت میں کون سا ایسا واقعہ نمودار ہوا تھا۔ کہ جس کی وجہ سے حاجی صاحب کو بدشت سے چھپکر بار فروش آنا پڑا۔ اور رضا خان جیسے مخلص بابی کو ابتلاء پیش آیا۔

سوم۔ نقطۃ الکاف صفحہ ۱۵۴ میں یہ بھی لکھا ہے کہ

"خبر کیفیت بدشت قدرے راست و قدرے دروغ در آن صفحات مازندران شہرت یافتہ ہر کجا کہ حضرات می رفتند ایشاں را بر سوائی ہر چہ تمامتر بیرون می کردند"

کہ بدشت کے واقعہ کی وجہ سے مازندران (ایران) کے سارے علاقہ میں بابیوں کی نسبت ایسی جھوٹی سچی خبریں پھیل گئیں۔ کہ جن کا یہ اثر ہوا۔ کہ جہاں کوئی بابی جاتا تھا۔ اُسے نہایت ذلت کیساتھ وہاں سے نکال دیا جاتا تھا۔

چہارم۔ بدشت کے واقعہ سے بہت سے بابی مُرتد ہو گئے۔ اور جو جمعیت بابیوں کی بدشت میں جمع ہوئی تھی۔ وہ ایسے طور پر منتشر ہوئی کہ الامان۔ چنانچہ نقطۃ الکاف صفحہ ۱۵۲ و ۱۵۴ میں لکھا ہے۔

"در صحرائے خوش فضائے بدشت جمعے بیخود دگردے باخود و طائفہ متحیر و قومے مجنون و فرقۂ فراری شدند"

کہ بدشت کے پُرفضا میدان میں بابیوں کی ایک جماعت بے خود تھی۔ اور ایک باخود۔ ایک حصہ حیرت میں تھا۔ اور ایک حصہ عقل سے خارج سا اور ایک جماعت فراری ہو گئی۔ یہ کیا واقعہ تھا۔ اس پر روشنی ۔ نقطۃ الکاف صفحہ ۱۵۵ کے اس حوالہ سے بھی پڑتی ہے۔ کہ

"در اردوئے مبارک از حکایات بدشت ہیچ معمول نبود بلکہ می فرمودند من بدشتیہا را حد می زنم"

کہ بدشت کے میدان میں جو باتیں واقع ہوئیں۔ وہ مُلا حُسین بشروئی کے مُبارک لشکر میں نہ ہوتی تھیں۔ بلکہ آپ فرماتے تھے کہ ان لوگوں پر میں حد جاری کرونگا۔ جنھوں نے بدشت میں یہ کارروائی کی ہے۔

ہر ایک فہیم انسان سمجھ سکتا ہے۔ کہ وہ کونسا فعل بدشت میں واقع ہوا ہوگا۔ کہ جس کی بنا پر بہائیوں کے سید الشہداء مُلا حسین بشروئی بدشتیوں پر حد جاری کرنا چاہتے تھے۔ اور اس کو دیکھ کر بابی جماعت کا ایک حصہ ارتداد اختیار کر کے علیحدہ ہو گیا۔

پنجم۔ اس فتنۂ بدشت کی وجہ سے غیر بابیوں کو یہاں تک کہنے کا موقع ملا کہ

"حجاب زنان را از مردان موجب عقاب شمردہ" (ناسخ التواریخ طبع ایران جلد ۳)

کہ قرۃ العین عورتوں کا مردوں سے پردہ کرنا ایک عذاب خیال کرتی تھی۔ بلکہ ناسخ التواریخ

ایران کی اسی جلد میں قرۃ العین کی یہ تقریر بھی درج ہوئی ہے جو بدشت کے میدان میں بیان کرنا قرۃ العین کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ کہ

"اے اصحاب این روزگار ما از ایام فترت شمردہ می شود امروز تکالیف شرعیہ یکبارہ ساقط است۔"

کہ اے بابی جماعت کے ممبرو! ہمارا یہ وقت بالکل فترت کا وقت ہے۔ اس میں تمام شرعی احکام ساقط ہیں۔ چنانچہ اس کی تائید مقالہ سیاح فارسی صفحہ ۴۸ سے بھی ہوتی ہے۔ جس میں بہاءاللہ کے فرزند کلاں عبدالبہاء جو بہاءاللہ کے جانشین بھی تھے۔ لکھتے ہیں کہ

"باب چوں در بدایت تاسیس بود کہ قتیل گشت لہذا این طائفہ از روش و حرکت و سلوک و تکلیف خویش بیخبر بودند"

کہ چونکہ علی محمد باب جو اس فرقہ کے بانی تھے اس مذہب کی بنیاد پڑتے ہی قتل کر دیئے گئے تھے اسلئے بابی فرقہ اپنی روش و رفتار اور شریعت و طریقت کے احکام سے بے خبر رہا"

اس سے ظاہر ہے کہ قرۃ العین نے جو تقریر بدشت میں کی تھی۔ اور ناسخ التواریخ میں نقل ہوئی ہے۔ وہ واقعات پر مبنی ہے۔ اب فتنۂ بدشت کے ان واقعات اور نتائج و اثرات پر غور کر کے ہر شخص فیصلہ کر سکتا ہے۔ کہ قرۃ العین نے جو بہائی تعلیم کے مطابق پردہ دور کر کے بے پردگی اختیار کی۔ یہ مشرقی عورتوں کے لئے کوئی بہتر نمونہ ہے۔ یا اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ جس قسم کی بے پردگی کا یورپ اور امریکہ کی تقلید سے بہائی لوگ مشرقی ممالک میں رواج دینا چاہتے ہیں۔ یہ اسلامی سوسائٹی کے لئے ایک زہر ہے۔

تین طلاق کے بعد بھی رجوع ہو سکتا ہے

طلاق کے متعلق بہاءاللہ نے یہ ہدایت دی ہے۔ کہ اگر میاں بیوی میں رنجش یا کدورت پیدا ہو جائے۔ تو ایک سال تک انتظار کیا جائے۔ اگر سال گذر جائے اور اس عرصہ میں محبت تازہ نہ ہو۔ تو طلاق میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے۔ کہ تین طلاق کے بعد بلا تکلف رجوع ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اسلام نے کثرت طلاق کی برائی کا انسداد کرنے کے لئے حکم دیا ہے۔ کہ ایسے مرد و عورت پھر رجوع نہ کریں۔ کتاب اقدس کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

"اِنْ حَدَثَ بَيْنَهُمَا كُدُورَةٌ اَوْ كُرْهٌ فَلَيْسَ لَهُ اَنْ يُطَلِّقَهَا وَلَهُ اَنْ يَصْبِرَ

سَنَۃً کَامِلَۃً لَعَلَّہٗ تَسطَعُ بَینَھُمَا رَائِحَۃُ المَحَبَّۃِ وَاِن کَمُلَت وَمَا فَاحَت فَلَا بَاسَ فِی الطَّلَاقِ.... قَد نَھٰیکُمُ اللّٰہُ عَمَّا عَمِلتُم بَعدَ طَلَقَاتٍ ثَلَاثٍ... وَالَّذِی طَلَّقَ لَہُ الاِختِیَارُ فِی الرُّجُوعِ بَعدَ انقِضَاءِ کُلِّ شَھرٍ بِالمَوَدَّۃِ وَالرِّضَاءِ مَالَم تَستَحصِن۔"

کہ اگر میاں بیوی میں رنجش اور کدورت پیدا ہو جائے۔ تو مرد کو سال سے پہلے طلاق نہ دینی چاہیئے۔ ممکن ہے کہ اس عرصہ میں پھر محبت پیدا ہو جائے۔ اگر باہم محبت نہ ہو۔ تو سال کے بعد طلاق دینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اور جب تک عورت دوسرا نکاح نہیں کرتی اس وقت تک عورت اور مرد کی باہمی رضامندی سے پھر رجوع ہو سکتا ہے۔ خواہ تین طلاقیں ہو چکی ہوں۔

سُود کا لینا دینا مُباح ہے

سُود کے متعلق اسلامی تعلیم یہ ہے۔ کہ وہ مطلقاً حرام ہے۔ اور قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔ کہ سُود کا معاملہ کرنا خدا سے جنگ کرنا ہے۔ مگر بہائی شریعت جس میں ابدی محرمات کے ساتھ بھی نکاح کرنا جائز قرار دیا گیا ہے۔ اس میں سُود کے ناجوازی کے کیا معنی تھے۔ اسواسطے بہاء اللہ نے اپنے آسمان مشیت سے اہل بہاء کے لئے یہ حکم نازل فرمایا ہے "فضلاً علے العباد ربارا مثل معاملات دیگر کہ مابین ناس متداول است قرار فرمودیم۔

(اشراقات اشراق نہم صفحہ ۴۳)

کہ ہم نے یعنی بہاء اللہ نے اپنے بندوں (اہل بہاء) پر مہربانی فرما کر سُود کو بھی مثل دوسرے معاملات کے جو لوگوں میں مروّج ہیں۔ جائز قرار دیدیا ہے۔ اور اب لوگوں کے لئے جائز ہے کہ سُود لیں بھی اور دیں بھی۔ بہاء اللہ نے سُود کے جواز کا جو حکم دیا ہے۔ وہ بالکل انہی الفاظ میں ہے۔ جو خدا تعالیٰ نے زمانہ نبوی کے سُود خواروں کا قول قرآن مجید میں نقل فرمایا ہے۔ کہ اِنَّمَا البَیعُ مِثلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰہُ البَیعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا" کہ جیسا معاملہ بیع ہے ویسا ہی معاملہ سُود۔ حالانکہ بیع کو تو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے۔ اور سُود کو حرام۔

سونے چاندی کے برتنوں اور ریشمی لباس کے متعلق بہاء اللہ کا حکم

اسلامی شریعت میں ایک حکم یہ بھی ہے۔ کہ سونے چاندی کے برتن مسلمانوں کے لئے استعمال کرنے ناجائز ہیں۔ اور ریشمی لباس مردوں کو پہننا جائز نہیں

بہاءاللہ نے کتاب اقدس میں انکے متعلق بھی یہ حکم دیا ہے۔ کہ انکا استعمال منع نہیں ہے۔ چنانچہ لکھا ہے "مَنْ اَرَادَ اَنْ يَسْتَعْمِلَ اَوَانِی الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ لَا بَاْسَ عَلَیْهِ" کہ جو شخص سونے اور چاندی کے برتن استعمال کرنا چاہے۔ کرے۔ اس پر کوئی گناہ نہیں اور ریشمی لباس کے متعلق حکم دیا ہے "اُحِلَّ لَکُمْ لُبْسُ الْحَرِیْرِ قَدْ رَفَعَ اللّٰهُ عَنْکُمْ حُکْمَ الْحَدِّ فِی اللِّبَاسِ وَاللِّحٰی" کہ اے اہل بہاء ریشمی لباس کا پہننا تمہارے لئے حلال کیا گیا ہے۔ اور ڈاڑھی اور لباس کے متعلق جو پابندیاں پہلے تھیں۔ وہ اب منسوخ کردی گئی ہیں۔

ڈاڑھی اور لباس کے متعلق پوری آزادی

کتاب اقدس کے اس حکم کے علاوہ کہ ڈاڑھی اور لباس کے متعلق جو پابندیاں پہلے تھیں۔ وہ اب منسوخ کردی گئی ہیں۔ الواح مبارکہ صفحہ ۱۱۸ و ۱۱۹ میں بھی بہاءاللہ کا یہ حکم بیان ہوا ہے۔ کہ "زمام البسہ و ترتیب لحا و اصلاح آں در قبضۂ اختیار عباد گذاردہ شد" کہ یہ بات اب بندوں کے اختیار پر چھوڑ دی گئی ہے۔ اور ہر شخص کو اختیار دیدیا گیا ہے کہ جو لباس وہ چاہے پہنے خواہ ریشمی ہو یا غیر ریشمی۔ اور اسی طرح ہر انسان کو اختیار دیدیا ہے۔ کہ چاہے تو وہ ڈاڑھی رکھے اور چاہے تو نہ رکھے۔

سر منڈوانا منع ہے

مگر تعجب ہے۔ کہ ڈاڑھی کی بابت تو بہاءاللہ نے یہ آزادی رکھی ہے لیکن سر کا منڈوانا جو شریعت اسلام میں بھی جائز تھا۔ اس کو بہاءاللہ نے ناجائز قرار دیا ہے۔ اور کتاب اقدس میں لکھا ہے "لَا تَحْلِقُوْا رُؤُسَکُمْ قَدْ زَیَّنَهَا اللّٰهُ بِالشَّعْرِ" کہ اے اہل بہاء اپنے سروں کو ہرگز مت منڈوانا۔ کہ بالوں سے ان کی زینت ہے۔

گانے بجانے کی کھلی اجازت

ریشمی لباس پہننے اور سونے چاندی کے برتن استعمال کرنے اور ڈاڑھی کے صفایا اور محرمات کے ساتھ نکاح جائز کرنے کے بعد شریعت بہائیہ میں اگر گانے بجانے کی کھلی اجازت نہ ہوتی۔ تو یہ شریعت نامکمل رہ جاتی اسلئے جناب بہاءاللہ نے کتاب اقدس میں فرمادیا ہے "اِنَّا حَلَّلْنَا لَکُمْ اِصْغَاءَ الْاَصْوَاتِ وَالنَّغَمَاتِ" کہ اے اہل بہاء ہم نے تمہارے لئے گانا بجانا بھی جائز کردیا ہے۔ تاکہ تم پر کوئی دشواری نہ رہے۔

بہائیوں کے عبادت خانہ میں گانے بجانے کا سامان رکھنا ضروری ہے

یہاں تک کہ اگر نمازوں میں بھی اشعار پڑھے جائیں تو بہائیوں کی نماز نہیں ٹوٹے گی۔ چنانچہ اقدس میں بہاء اللہ نے صاف فرمایا ہے "لَا یُبْطِلُ الشِّعْرُ صَلٰوتَکُمْ" کہ اے اہل بہاء نمازوں میں شعروں کا پڑھنا تمہاری نمازوں کو نہیں توڑے گا۔ چنانچہ بہائیوں کے عبادت خانہ میں جسے وہ مشرق الاذکار کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ باجہ کا رکھنا بھی ضروری قرار دیا گیا ہے جیسا کہ بدائع الآثار جلد ۱ ص۲۵۲ میں لکھا ہے کہ مشرق الاذکار کے متعلق ہدایات دیتے ہوئے عبدالبہاء نے مشرق الاذکار کے لوازم میں یہ بات بھی بیان کی "از لوازم مشرق الاذکار است داخل مشرق الاذکار ارغنون و عزفات خواہد بود"

کہ مشرق الاذکار کے لوازم میں یہ بات بھی داخل ہے۔ کہ اس کے اندر اونچی جگہیں بنائی جائیں جن پر گانے بجانے کا سامان انگریزی باجہ وغیرہ بھی رکھا جا سکے۔

گانے بجانے کے متعلق عبدالبہاء کا نمونہ

یہی وجہ ہے کہ عبدالبہاء کے سفر یورپ و امریکہ میں پیانو وغیرہ سے خوب کام لیا جاتا تھا۔ اور فن موسیقی کے ماہر آپ کے لئے بلائے جاتے تھے۔ چنانچہ بدائع الآثار جلد ۱ ص۱۹۲ میں لکھا ہے کہ

(۱۵ اگست) "چوں روز آخر اقامت مبارک در ڈبلین بود لہذا مس پارسنز آں روز مجلس سروری مہیا و چند نفر از مشاہیر علمائے فن موسیقی را دعوت کردہ بود کہ در بدایت مجلس با پیانو مشغول ساز و آواز بودند و وجود مبارک در اطاق دیگر جالس و استماع می فرمودند"

کہ چونکہ عبدالبہاء کے ڈبلن میں ٹھیرنے کا ۱۵ اگست آخری دن تھا اس واسطے مس پارسنز نے اس روز ایک خوشی کی محفل منعقد کی۔ اور اس میں فن موسیقی کے چند مشہور عالم بلائے جنکا گانا بجانا عبدالبہاء مجلس شروع ہونے سے پہلے اپنے دوسرے کمرہ میں بیٹھکر سنتے رہے۔ پھر اسی کتاب بدائع الآثار جلد ۱ ص۳۸۱ میں ہے۔

(۱۸ نومبر) "امشب در منزل مستر ومس کسوی شاعر مجلس پرشورے منعقد ... پائے قبل و بعد مجلس مس ماکسوی کہ در نواختن و خواندن مہارت تام داشت پس از حصول اجازہ بانغمہ و پیانو بسرود و ثنا مشغول شد"

(ترجمہ) ۱۸ ار نومبر کی رات کو مس ماکسوی شاعر کے گھر میں عبدالبہاء کی دعوت تھی اس مجلس کے ابتداء اور انتہا میں مس ماکسوی جو گانے بجانے میں پوری مہارت رکھتی تھی۔ عبدالبہاء کی اجازت سے گانا بجانا کرتی رہی۔

یہی مضمون نغمہ اور پیانو سرود اور ساز کا بدائع الآثار جلد ۱ صفحہ ۲۰۹-۲۴۳-۲۶۳-۲۸۷۔ میں بھی پایا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ بہائی مذہب جس نے لہو ولعب کی باتوں کو اپنے مذہبی اصول کا جزو قرار دے لیا ہے۔ خدا کا نازل کیا ہوا مذہب نہیں ہے بلکہ عام لوگوں کی دل لگی اور مذاق کے مطابق انسانوں کا گھڑا کیا ہوا ایک مشغلہ ہے۔

اہل بہاء کا وضو

قرآن مجید میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ جب نماز کے لئے تیار ہوں تو وہ باقاعدہ وضو کریں۔ جیسا کہ ہر مسلمان نمازی ادائے نماز کے لئے وضو کرتا ہے۔ مگر شریعت بہائیہ یہ حکم دیتی ہے کہ صرف ہاتھ منہ دھونے کافی ہیں۔ چنانچہ کتاب اقدس میں "اَللہُ اَبْھٰی" کا وظیفہ پڑھنے کے لئے جس قسم کے وضو کا حکم دیا گیا ہے اُسی وضو کا حکم نماز کے لئے بھی دیا گیا ہے۔ جیسا کہ کتاب اقدس میں لکھا ہے "یَغْسِلُ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ یَدَیْہِ ثُمَّ وَجْھَہٗ وَیَقْعُدُ مُقْبِلاً اِلَی اللہِ وَیَذْکُرُ خَمْسًا وَّتِسْعِیْنَ مَرَّۃً اَللہُ اَبْھٰی.... کَذٰلِکَ تَوَضَّؤُا لِلصَّلٰوۃِ" یعنے بہائی مذہب کی نماز پڑھنے کے لئے وضو اس طرح کرو۔ جس طرح اَللہُ اَبْھٰی کا روزانہ وظیفہ ۹۵ مرتبہ پڑھنے کے لئے وضو کرتے ہو جو یہ ہے۔ کہ ہر روز صرف ہاتھ اور منہ دھوئے جائیں۔ پاؤں کے دھونے اور سر کے مسح کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اور نہ یہ ضرورت ہے کہ ہر نماز کے لئے وضو ہو۔ دن میں صرف ایک دفعہ اس طرح وضو کرنا جیسا کہ بتایا گیا ہے کافی ہے۔ ہاں کتاب اقدس میں پاؤں دھونے کے متعلق اسکے ساتھ یہ ہدایت ضرور دی گئی ہے۔ کہ سردیوں میں تیسرے دن اور گرمیوں میں ہر روز ایک دفعہ پاؤں دھو لینے چاہئیں۔ چنانچہ اقدس میں لکھا ہے۔ "اِغْسِلُوْا اَرْجُلَکُمْ کُلَّ یَوْمٍ فِی الصَّیْفِ وَفِی الشِّتَاءِ کُلَّ ثَلَاثَۃِ اَیَّامٍ مَرَّۃً وَّاحِدَۃً" کہ اے اہل بہاء موسم گرما میں ایک مرتبہ دن میں اور موسم سرما میں تیسرے دن ایک دفعہ پاؤں دھو لیا کرو۔ جس سے ثابت ہے کہ اہل بہاء کا وہ وضو نہیں ہے جس کا اسلام نے حکم دیا ہے۔

ہوا خارج ہونے سے وضو نہیں ٹوٹتا

ایک فضیلت اہل بہاء کے وضو میں یہ بھی ہے کہ وہ کسی چیز سے نہیں ٹوٹتا۔ خواہ ہوا خارج ہو جائے

یا کچھ اور ہو جائے۔ چنانچہ کتاب اقدس میں نواقض وضو کا کوئی بیان نہیں ہے۔ اور نہ کسی اور جگہ بہاء اللہ نے یہ بیان کیا ہے۔ کہ فلاں فلاں چیز سے وضو ٹوٹ سکتا ہے۔ بلکہ جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے۔ جب ایک دفعہ دن میں وضو کر لیا گیا۔ تو وہ وضو اس سارے دن کے لئے کافی ہے۔ خواہ اس کے بعد ہوا خارج ہو یا کچھ اور ہو۔

تیمم کا طریق

پانی نہ ملنے کی صورت میں وضو کا قائمقام کتاب اقدس میں یہ لکھا ہے۔ مَنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ يَذْكُرْ خَمْسَ مَرَّاتٍ بِسْمِ اللّٰهِ الْاَطْهَرِ الْاَطْهَرِ کہ جس کو وضو کے لئے پانی نہ ملے۔ وہ پانچ مرتبہ بِسْمِ اللّٰهِ الْاَطْهَرِ الْاَطْهَرِ کہہ لے۔

جُنبی پر غسل واجب نہیں ہے

اسلامی احکام کے رو سے جنبی پر واجب ہے کہ پہلے غسل کرے اور پھر نماز پڑھے۔ لیکن بہائی شریعت میں جائز ہے۔ کہ وہ اسی حالت میں نماز پڑھے۔ یا کوئی اور عبادت بجالائے۔ کیونکہ کتاب اقدس میں کسی جگہ بھی یہ ذکر نہیں ہے۔ کہ جنبی یا محتلم کا کسی وقت بھی نہانا ضروری ہے۔ بلکہ یہ بھی کسی جگہ ذکر نہیں کہ جنبی ہونے یا احتلام ہو جانے سے پہلا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

نماز کا قبلہ کعبہ نہیں بلکہ عکا اور بہاء اللہ کی قبر ہے

وضو کرنے کے بعد قرآن مجید کی تعلیم فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کے مطابق مسلمانوں کو حکم ہے کہ نماز پڑھنے کے لئے مسجد حرام (خانہ کعبہ) کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوں۔ بخلاف اس کے کتاب اقدس میں بہاء اللہ یہ حکم دیتے ہیں کہ میرے اس دنیا میں رہتے تک کعبہ کی بجائے جو مسلمانوں کا قبلہ ہے عکا کی طرف منہ ہونا چاہیئے۔ چنانچہ کتاب اقدس میں یہ حکم اس طرح درج ہے۔

اِذَا اَرَدْتُمُ الصَّلٰوةَ وَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرِیَ الْاَقْدَسِ الْمَقَامِ الْمُقَدَّسِ

کہ اے اہل بہاء جب تم نماز پڑھنا چاہو تو میری طرف یعنی اس مقام مقدس (عکا) کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو۔ اس حکم میں بہاء اللہ نے اسلامی قبلہ کو بدل کر اہل بہاء کا قبلہ عکا واقعہ ملک فلسطین مقرر کیا ہے جس میں وہ اپنا قید ہو کر رہنا بیان کرتے ہیں۔ لیکن یہ حکم تو اس وقت تک کے لئے تھا جب تک بہاء اللہ عکا میں زندہ رہیں۔ کیونکہ عکا کا قبلہ مقرر ہونا اس وجہ سے تھا کہ بہاء اللہ اس میں رہتے تھے۔ اس کے بعد جبکہ بہاء اللہ اس دنیا سے گذر جائیں اور ان کا آفتاب زندگی غروب ہو جائے۔ تو اس کے متعلق بہاء اللہ کا یہ حکم تھا کہ وہ جگہ قبلہ ہوگی جہاں میری قبر ہوگی۔ چنانچہ اس کے متعلق کتاب اقدس کے یہ کلمات ہیں۔ عِنْدَ غُرُوْبِ شَمْسِ الْحَقِیْقَةِ

وَالتِّبْیَانِ الْمُقَرُّ الَّذِیْ قَدَّرْنَاهُ لَکُمْ" کہ جب مجھ بہاء اللہ کا سورج ڈوب جائے۔ تو تمہارے لئے ہم نے قبلہ اس جگہ کو مقرر کیا ہے۔ جہاں میرا ٹھکانہ ہوگا یعنی قبر کی جگہ۔ جیسا کہ بہائیوں کی کتاب دروس الدیانۃ کے درس نمبر ۱۹ میں لکھا ہے۔

"قبلہ ما اہل بہاء روضۂ مبارکہ است در مدینۂ عکا کہ در وقت نماز خواندن باید رُو بروضۂ مبارکہ بایستیم و قلباً متوجہ بجمال قدم جل جلالہ و ملکوت ابہی باشیم و ایں ست آں مقام مقدر یکہ در کتاب اقدس از قلم اعلیٰ نازل شدہ"

کہ ہم اہل بہاء (فرقۂ بہائیہ) کا قبلہ بہاء اللہ کا روضہ ہے۔ جو شہر عکا میں واقع ہے جس کی طرف نماز ادا کرنے کے وقت ہم کو منہ کر کے کھڑا ہونا چاہیئے۔ اور دل سے ہماری توجہ جمال قدم (بہاء اللہ) اور اس کی بادشاہت کی طرف ہونی چاہیئے۔ کیونکہ کتاب اقدس میں جو بہاء اللہ کے قلم اعلیٰ سے نازل ہوئی ہے۔ بہاء اللہ کے اس عالم سے گذر جانے کی صورت میں یہی (روضہ) ہمارے لئے قبلہ مقرر کیا گیا ہے"

اسی طرح مرزا عبد الحسین بہائی المتخلص بہ آوارہ اپنی کتاب "الکواکب الدریہ فی مآثر البہائیہ" صـ۵۲۲ میں لکھتے ہیں۔

"اولین زیارتگاہ مہم اہل بہاء کہ بسیار ذی شان محترم است ہماں مضجع مطہر حضرت بہاء اللہ در بہجی عکا است و ایں مضجع مقدس محل توجہ اہل بہاء شد از ہماں وقتیکہ حضرتش در انجا مدفون گشت"

کہ سب سے مقدم اور ضروری زیارت گاہ جو اہل بہاء کے نزدیک بہت بڑا احترام اور اعزاز رکھتی ہے۔ وہ زیارت گاہ ہے جو محل بہجی واقع عکا میں بہاء اللہ کا مدفن ہے۔ جو بہاء اللہ کے وہاں دفن ہونے کے وقت سے اہل بہاء کا قبلہ نماز ہے۔

اوپر کے ان سب حوالوں سے ثابت ہے کہ اس وقت تک کہ بہاء اللہ اس دنیا میں زندہ تھا۔ عکا اس وجہ سے قبلہ تھا کہ بہائیوں کا خدا بہاء اللہ اس میں رہتا تھا۔ اور سنہ ۱۸۹۲ء کے بعد سے جبکہ بہاء اللہ اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔ عکا اس وجہ سے قبلہ ہے کہ اس میں بہائیوں کا خدا بہاء اللہ مدفون ہے"

اہل بہاء کی تین نمازیں

بہاء اللہ نے جس طرح قبلۂ نماز کو بدل دیا ہے۔ اسی طرح اس نے اسلامی نمازوں کو بھی بدل ڈالا ہے۔ اور کتاب اقدس

میں حکم دیا ہے " قَدْ کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصَّلٰوۃُ بِتِسْعِ رَکَعَاتٍ ... حِیْنَ الزَّوَالِ وَفِی الْبُکُوْرِ وَالْاٰصَالِ وَعَفَوْنَا عَنْ عِدَّۃٍ اُخْرٰی "

کہ اے اہل بہاء تم پر صرف ۹ رکعت نماز فرض کی گئی ہے۔ تین رکعت سورج ڈھلنے کے وقت۔ تین رکعت سورج نکلنے کے وقت۔ تین رکعت شام کے وقت۔ باقی تمام نمازیں ہم نے تمہیں معاف کردیں۔ صبح۔ ظہر۔ شام کی تین اسلامی نمازوں کی قائمقام جو یہ تین نمازیں بہاء اللہ کی طرف سے مقرر کی گئی ہیں۔ بہائیوں کی کتاب "دروس الدیانۃ کے درس نمبر ۱۶ میں ان کے اوقات کو بزبان فارسی اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

" از جملہ احکام الٰہی کہ بر ما فرض و واجب ست حکم نماز ست کہ باید در وقت اشراق شمس یعنی صبح زود۔ و حین زوال یعنی ظہر و ہنگام اصیل یعنی شام بجا آوریم " کہ ان احکام میں سے جو ہم اہل بہاء پر واجب ہیں۔ ان تین اوقات کی نماز ہے۔ ایک سورج چڑھے دوسرے سورج ڈھلے تیسرے شام۔

اہل بہاء کی نمازوں میں اسلامی نماز کا ایک حرف بھی نہیں پڑھا جاتا

ان تین تین رکعت کی تین نمازوں میں جن کا اوپر ذکر ہوا ہے۔ کیا پڑھا جاتا ہے۔ اور ان تین رکعتی نمازوں کے پڑھنے کی کیا ترکیب ہے۔ اس کی جو تفصیل میرزا حسین علی الملقب بہ بہاء اللہ کی طرف سے کتاب ادعیہ محبوب صفحہ ۶۹ تا ۸۴ میں درج کی گئی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ان نمازوں میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے وہ سب کا سب بہاء اللہ کا اپنا تجویز کردہ ہے۔ نہ ان میں سورۂ فاتحہ (الحمد شریف) پڑھی جاتی ہے۔ اور نہ قرآن مجید کا کوئی اور حصہ۔ نہ ان میں تشہد ہے۔ اور نہ قعدہ ہے۔ اور نہ کسی اور حصہ نماز میں اسلامی نماز کا کوئی اور کلمہ پڑھا جاتا ہے۔ بہائی نمازیں جو کچھ بھی پڑھا جاتا ہے۔ وہ سب بہاء اللہ کا اپنا ایجاد کردہ اور تجویز کردہ ہے۔ اسلامی نماز کے ساتھ اس کا کوئی بھی تعلق نہیں ہے۔

ارکان نماز میں تبدیلی

کتاب ادعیہ محبوب کے حوالہ متذکرہ میں جو ترکیب نماز پڑھنے کی بہاء اللہ نے لکھی ہے۔ اس سے ظاہر ہے

کہ ارکان نماز میں بھی بہاءاللہ نے تبدیلی کر دی ہے۔ چنانچہ تین تین رکعت کی جو تین نمازیں اُس نے تجویز کی ہیں۔ جن کا اوپر ذکر آ چکا ہے۔ اُن کے پڑھنے کی جو صورت اُس نے لکھی ہے۔ وہ یہ ہے۔

پہلی رکعت۔ عکّا کی طرف منہ کر کے نمازی کھڑا ہو۔ دائیں بائیں دیکھنے کے بعد بہاءاللہ کے مقرر کردہ الفاظ کہے۔ پھر ہاتھ اُٹھا کر اُن الفاظ میں جو بہاءاللہ نے مقرر کئے ہیں۔ دُعا کرے۔ پھر سجدہ میں چلا جائے۔ اور بہاءاللہ کے تلقین کردہ الفاظ کہے پھر کھڑا ہو جائے۔

دوسری رکعت۔ کھڑے ہو کر پہلے وہ الفاظ کہے جو بہاءاللہ نے مقرر کئے ہیں پھر ہاتھ اُٹھا کر کچھ اور الفاظ کہے جن کی بہاءاللہ نے ہدایت کی ہے۔ پھر ہاتھ اُٹھائے ہوئے تین تکبیریں (یا الفاظ اللہ ابہٰی) کہے اور رکوع کے لئے جُھکے۔ اور بہاءاللہ کے مقرر کردہ الفاظ پڑھے۔ پھر رکوع سے کھڑا ہو جائے۔ اور ہاتھ اُٹھا کر ان الفاظ میں دُعا مانگے۔ جو بہائی شریعت میں مقرر کئے گئے ہیں۔ پھر سجدہ کرے۔ اور وہ کلمات کہے۔ جو سجدہ کے لئے بہائی شریعت میں مقرر ہیں۔ پھر قعدہ میں بیٹھ جائے۔ اور بہاءاللہ کے مقرر کئے ہوئے الفاظ کہے۔ پھر سیدھا کھڑا ہو جائے۔

تیسری رکعت۔ کھڑا ہو کر شریعت بہائیہ کے مقرر کردہ الفاظ کہے۔ پھر تین تکبیریں جس طرح بہاءاللہ نے مقرر کی ہیں۔ جُھک کر رکوع کرے۔ اور بہاءاللہ کے تجویز کردہ الفاظ کہے۔ پھر کھڑا ہو جائے۔ اور وہ کلمات کہے۔ جو اپنی شریعت میں بہاءاللہ نے مقرر کئے ہیں۔ پھر تین تکبیریں اُسی طرح جس طرح بہاءاللہ نے ہدایت کی ہے۔ جُھک کر سجدہ میں چلا جائے اور وہ کلمات کہے۔ جو بہاءاللہ نے مقرر کر دیئے ہیں۔ پھر سر اُٹھا کر قعدہ میں بیٹھ جائے۔ اور بہاءاللہ کے مقرر کردہ الفاظ کہے۔ (نماز ختم)

اس طریقہ نماز سے ظاہر ہے۔ کہ پہلی رکعت میں رکوع اور دوسرا سجدہ نہیں ہے۔ اور دوسری اور تیسری رکعت میں بھی دوسرا سجدہ نہیں ہے۔ بہائی فرقہ کی ان نمازوں کے قیام۔ رکوع۔ سجدہ۔ قعدہ میں اور دُعاؤں میں کیا پڑھا جاتا ہے۔ اس کی نسبت میں

پہلے بیان کر چکا ہوں۔ کہ بہاء اللہ کے اپنے خود ساختہ الفاظ پڑھے جاتے ہیں۔ اسلامی طریق کی نماز کا کوئی کلمہ بھی بہائی نماز میں نہیں آتا ہے۔

اہلِ بہاء کی نماز خورد و کلاں کا فرق

اہل بہاء میں دو طریقے نماز کے ہیں۔ ایک بڑی نماز جس کی ترکیب اوپر بتائی گئی ہے۔ اور ایک چھوٹی نماز جس میں صرف اتنا ہوتا ہے۔ کہ بہاء اللہ کے روضہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر رکوع کرتے ہیں۔ اور رکوع سے سر اٹھا کر قعدہ میں بیٹھ جاتے ہیں۔ اور ان حالتوں میں وہ الفاظ پڑھتے ہیں۔ جو بہاء اللہ نے مقرر کر دیئے ہیں۔ (دیکھو ادعیہ محبوب صفحہ ۸۱ تا ۸۴)

اہل بہاء کس سے دعائیں مانگتے ہیں

یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے۔ کہ جو دعائیں اہل بہاء نمازوں میں۔ یا نمازوں سے باہر مانگتے ہیں۔ اُن دعاؤں کا سننے والا اور قبول کرنے والا اُن کے اعتقاد میں بہاء اللہ ہے۔ اور اسی کی درگاہ میں یہ لوگ اپنی دعائیں پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ بہائیوں کی کتاب دروس الدیانۃ کے درس نمبر ۱۹ میں لکھا ہے " چنانچہ ذکر شد در قلب باید متوجہ بجمال قدم و اسم اعظم باشیم زیرا مناجات و راز و نیاز ما با اوست و شنوندۂ جز او نیست و اجابت کنندہ غیر او نہ " کہ دعا مانگتے وقت ہمارا دل بہاء اللہ کی طرف متوجہ رہنا چاہیئے۔ کیونکہ ہماری دعائیں اور ہمارے تمام راز و نیاز اسی سے ہیں۔ اس کے سوا ہماری دعاؤں کو سننے والا اور قبول کرنے والا اور کوئی نہیں ہے۔" عبد البہاء نے بھی اپنی زندگی میں اسی بات کی تلقین کی ہے۔ جو دروس الدیانۃ میں درج ہوئی ہے۔ چنانچہ بدائع الآثار جلد ۲ صفحہ ۱۳۹ میں عبد البہاء کا ایک تار شائع ہوا ہے۔ جو واشنگٹن (امریکہ) کی دو عورتوں کے نام انہوں نے بھیجا تھا۔ اس میں وہ لکھتے ہیں " من عبد البہاء ہستم حضرت بہاء اللہ بے مثل و نظیر است کل باید توجہ بہاء اللہ نمائند در دعا۔ این ست مذہب عبد البہاء " کہ میں بہاء اللہ کا بندہ ہوں۔ حضرت بہاء اللہ کی ذات بے مثل بے نظیر ہے۔ سب کو چاہیئے۔ کہ دعاؤں میں اپنی توجہ بہاء اللہ کی

طرف رکھیں۔ مجھ عبدالبہاء کا یہی مذہب ہے۔ چنانچہ اسی کے مطابق مکاتیب جلد ۲ صفحہ ۲۶۹ میں عبدالبہاء بیان کرتے ہیں "ہموارہ بدرگاہ جمال مبارک ابتہال نمایم و آں یاران رحمانی را موہبت آسمانی خواہم" کہ میں ہمیشہ جمال مبارک (بہاء اللہ) کی درگاہ میں دُعا مانگتا ہوں۔ اور ان رحمانی دوستوں کے لئے آسمانی بخشش کا طالب ہوں۔

اس سے یہی ثابت ہے۔ کہ اہل بہاء کے نزدیک حقیقی معبود بہاء اللہ کے سوا اور کوئی نہیں ہے

جو کچھ ہے وہی ہے۔ کیونکہ ہر بات جو اسلام میں خدا کی ذات کے لئے مخصوص مانی جاتی ہے

اہل بہاء کے نزدیک بہاء اللہ میں موجود ہے۔ دُعا مانگی جاتی ہے۔ تو بہاء اللہ سے مانگی جاتی ہے۔ مدد ہے تو بہاء اللہ کی ہے۔ شکر ہے تو بہاء اللہ کا ہے۔ چنانچہ مکاتیب جلد ۲ صفحہ ۱۲۱ میں عبدالبہاء نے تعلیم دی ہے "یقین بدانید کہ در ہر محفلے داخل شوید در اوج آں محفل روح القدس موج می زند و تائیدات آسمانی جمال مبارک احاطہ می کند" کہ اے اہل بہاء جس محفل میں تم داخل ہو یقین رکھو کہ اس محفل میں روح القدس موج مار رہا ہے۔ اور جمال مبارک (بہاء اللہ) کی آسمانی تائیدات احاطہ کئے ہوئے ہیں" گویا حقیقی خدا کی جگہ اب بہاء اللہ کی خدائی ہے۔ جو آسمان سے تائید کرتا اور روح القدس کو بھیجتا ہے۔ اسی طرح مکاتیب کی اسی جلد میں بہاء اللہ کی تائیدات آسمانی کی نسبت عبدالبہاء لکھتے ہیں "ملاحظہ نمودید کہ تائیدات جمال مبارک چگونہ احاطہ نمودہ" (صفحہ ۲۴) کہ اے اہل بہاء تم نے دیکھا کہ جمال مبارک (بہاء اللہ) کی تائیدات آسمانی نے کس طرح احاطہ کر لیا ہے۔ پھر صفحہ ۲۷۳ میں لکھا ہے۔ کہ ایسا کیوں نہ ہوتا۔ جبکہ بہاء اللہ کا یہ وعدہ ہے۔ کہ میں تمہارا ناصر اور مددگار ہوں" جمال مبارک بنص صریح در کتاب وعدہ فرمودند "نراکم من افقی الابھی وننصر من قام علی نصرۃ امری بجنود من الملاء الاعلی وقبیل من الملائکۃ المقربین" نیز فرمودند" یعنی بہاء اللہ نے اپنی کتاب میں یہ بشارت دی ہے کہ میں تم کو اپنی افق اعلیٰ سے دیکھتا ہوں۔ جو شخص میرے دین کی تائید کے لئے کھڑا ہوگا۔ میں اُس کی مدد ملاء اعلیٰ کے ۲ مقرب فرشتے ہیں۔ وہ صرف خدا کی ذات ہے۔ مگر بہاء اللہ کہتا ہے۔ کہ اب فرشتوں کا نازل کرنا اور اُن کے

۲ مثلاً ملاء اعلیٰ اور مقرب فرشتوں کی جماعتوں سے کروں گا۔ ظاہر ہے کہ وہ ذات جس کے زیر حکومت ملاء اعلیٰ اور

ذریعہ کسی کی مدد کرنا میرے اختیار میں ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں۔ کہ اب خدائی کا مالک وُہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل بہاء میں اب شکر بھی بہاء اللہ کا ہی ہوتا ہے۔ بدائع الآثار جلد ۲ صفحہ ۲۰۳ میں لکھا ہے "پس از جلوس در شکر تائیدات جمال قدم و نصرت و حمایت اسم اعظم نطقے مختصر فرمودہ" کہ عبد البہاء جب سفر یورپ سے واپس آئے اور اپنے گھر پہنچے تو اُنہوں نے بیٹھنے کے بعد جمال قدم (بہاء اللہ) کے تائید فرمانے اور اسم اعظم (بہاء اللہ) کی مدد اور حمایت کے شکر میں مختصر سی تقریر فرمائی۔ اگر اہل بہاء کے نزدیک بہاء اللہ خدا نہ ہوتا۔ تو عبد البہاء حقیقی اور سچے خدا کا شکر کرتا نہ بہاء اللہ کا۔ مگر وہ تو اس سے بھی آگے ترقی کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ ملاء اعلیٰ (فرشتوں کی خاص الخاص جماعت) اور تمام آسمانی مخلوق بھی بہاء اللہ کا ہی شکر ادا کرتی۔ اور اُسی سے ہر بات کی طالب ہے۔ چنانچہ بدائع الآثار جلد ا صفحہ ۲۶۹-۲۷۰ میں لکھا ہے۔ کہ ایک زنانہ انجمن (امریکہ) میں تقریر کرتے ہوئے عبد البہاء نے فرمایا "ایں انجمن دختران من ست در خانہ دختر من مس کروک ہٰذا ازیں اجتماع بسیار مسرورم۔ خوب مجلسے ست خیلے نورانی ست محفل روحانی ست و انجمن آسمانی نظر عنایت شامل ایں محفل ست و ملاء اعلیٰ ناظر ایں مجلس۔ مناجاتے کہ خواندید شنیدند۔ و از استماع مناجات شما مسرور اند شکر حضرت بہاء اللہ نمایند و گویند اے بہاء اللہ شکر ترا کہ ایں کنیزاں منجذب تو اند و متوجہ با ملکوت تو مقصد جز رضائے تو ندارند و مقامے جز خدمت امر تو نجویند اے بہاء اللہ ایں کنیزاں عزیز را تائید فرما و ایں دختران ناسوت را ملکوتی نما ایں قلوب را ملہم کن و ایں ارواح را مستبشر فرما۔ اے بہاء اللہ تن ہا را تو شمع روشن نما و ایں جانہا را رشک گلزار۔ نفوس را بآہنگی مشغول کن و ملاء اعلیٰ را بہ وجد و طرب آر ہر یک را ستارہ درخشندہ نما تا عالم وجود بہ انوار شاں منور شود۔ اے بہاء اللہ قوت آسمانی دہ الہام ملکوتی فرما۔ تائید ربانی نما تا تمام بخدمت تو پردازند تو ئی رؤف و مہربان و صاحب فضل و احسان"۔ یعنی عبد البہاء کہتے ہیں۔ کہ یہ میری لڑکیوں کی انجمن ہے۔ مس کروک کے گھر میں اس لئے میں اس اجتماع سے بہت خوش ہوں۔ یہ خوب مجلس ہے۔ نورانی ہے۔ روحانی ہے۔ انجمن آسمانی ہے۔

مہربانی کی نظر اس مجلس کے ساتھ ہی۔ ملأ اعلیٰ (فرشتوں کی خاص جماعت) اس مجلس کو دیکھتی ہی۔ اور جو مناجات (دعائے خاص) اس انجمن نے پڑھی ہی۔ اسکو اس نے سُنا ہے اس مناجات کے سُننے سے وہ خوش ہے اور بہاء اللہ کا شکر کرتی اور کہتی ہے کہ اے بہاء اللہ تیرا شکر ہے۔ کہ یہ لونڈیاں تیری طرف کھینچی گئی ہیں۔ اور تیری بادشاہت کی طرف متوجہ ہیں۔ تیری رضا کے سوا ان کا کوئی مقصد نہیں ہے تیری خدمت کے سوا اپنے لئے کوئی رتبہ نہیں چاہتیں۔ اے بہاء اللہ ان پیاری لونڈیوں کی مدد فرما انکو زمینی سے آسمانی بنا۔ انکے دلوں میں الہام کر۔ انکی روحوں کو بشارت دے اے بہاء اللہ انکو شمع روشن کر انکو رشک گلزار بنا۔ سب کو ایک راہ پر لگا دے انکو بہی وجد اور خوشی میں لا۔ ہر ایک کو چمکنے والا ستارہ بنا دے۔ تاکہ انکے نور سے یہ سارا عالم منور ہو۔ اے بہاء اللہ آسمان سے قوت دے۔ اور آسمانی الہام فرما۔ خدائی تائید دکھا۔ تاکہ یہ سب تیری خدمت میں مشغول ہو جائیں تو تری فرمانیوالا اور مہربان اور فضل والا اور احسان والا ہے" اس عبارت میں عبد البہاء نے پہلے تو یہ بیان کیا ہے کہ ملأ اعلیٰ (آسمان کے خاص فرشتے) بہی بہاء اللہ کا شکر بجالاتے ہیں اور اس مناجات سے خوش ہیں جو انجمن میں پڑہی گئی ہی۔ اسکے بعد اُس مفصل دعا کا ذکر کیا ہی۔ جو ملأ اعلیٰ نے اپنے لئے اور انجمن کیلئے بہاء اللہ سے مانگی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ جو کچھ اس دعا میں ملأ اعلیٰ کی طرف سے بہاء اللہ سے مانگا گیا ہی کہ ان لونڈیوں کی مدد کر انکو زمینی سے آسمانی بنا۔ انکے دلوں میں الہام کر۔ انکی روحوں کو بشارت دے۔ آسمانی الہام نازل کر۔ خدائی تائید فرما۔ یہ سب وہ باتیں ہیں۔ جو ذات الٰہی کے سوا کسی میں جمع نہیں ہیں۔ پس بہاء اللہ سے ان باتوں کا طلب کرنا اور ملأ اعلیٰ کی طرف سے ایسی دُعا کا نقل کرنا ثابت کرتا ہی کہ اہل بہاء کے نزدیک بہاء اللہ ہی وہ خدا ہے جو دُعا سُنتا ہے اور لوگوں کی مدد کرتا ہی اور وہی اس لائق ہے کہ زمین والے بہی اور آسمان والے بہی اُسی کا شکر ادا کریں۔

نماز باجماعت حرام ہے اسلام میں نماز باجماعت کا جو حکم ہے اسکے ناجائز و حرام ہونیکی بابت علی محمد باب نے جو تعلیم دی ہی اسکا ذکر اسی رسالہ میں آگے آتا ہے۔ بہاء اللہ نے بہی اُسی حکم کو بحال رکھا ہے اور کتاب اقدس میں لکھا ہے "کُتِبَ عَلَيْكُمُ الصَّلٰوةُ فُرَادٰى قَدْ رُفِعَ حُكْمُ الْجَمَاعَةِ" کہ اے اہل بہاء تمہیں الگ الگ نماز پڑھنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ نماز باجماعت کا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔ چنانچہ دروس الدیانۃ درس نمبر ۱۹ میں بہی بیان کیا گیا ہی "در شریعت ما حکم جماعت نیست ہر کس باید بہ تنہائی نماز بخواند" کہ ہماری شریعت میں نماز باجماعت کا کوئی حکم نہیں ہے۔ ہر شخص کو الگ

الحمد لله پڑھنی چاہیئے۔ اس حکم سے اذان کہنا بھی منسوخ ہوگیا۔

شعروں سے نماز نہیں ٹوٹتی

نمازوں میں اشعار پڑھنے سے اہل بہاء کی نماز نہیں ٹوٹتی۔ اسکی متعلق کتاب اقدس میں صاف حکم ہے "لَا یُبْطِلُ الشِّعْرُ صَلٰوتَکُمْ" کہ تمہاری نمازیں شعر پڑھنے سے باطل نہیں ہوتیں۔

مریض بوڑھے وغیرہ کو نماز معاف ہے

اسلام میں مریض اور بوڑھے کو بھی نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے گو ایک حد تک نماز کے ادا کرنے میں انکو سہولت دیگئی ہے۔ مگر شریعت بہائیہ بوڑھے اور بیمار سے نماز بالکل ساقط کرتی ہے۔ کتاب اقدس میں بہاءاللہ تحریر کرتے ہیں "مَنْ کَانَ فِیْ نَفْسِہٖ ضُعْفٌ مِّنَ الْمَرَضِ اَوِ الْھَرَمِ عَفَا اللّٰہُ عَنْہُ" کہ جو شخص بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے کمزور ہو اُسے نماز معاف ہے۔ بہائی فرقہ کی کتاب دروس الدیانہ درس نمبر ۱۲ میں بیان کیا گیا ہے کہ بڑھاپے سے مراد ۷۰ سال سے متجاوز عمر کا ہونا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے "ہر کس بعلت مرض ضعف ونقاہتے در وجود اوپیدا شود تا رفع آں نگردیدہ وصحت وقوتے در او حاصل نشدہ ادائے بعضے اوامر عباد تیہ از قبیل نماز و روزہ معفو است ونفوسے کہ بسن ہرم رسیدہ اند کہ مقصود انسان متجاوز از ہفتاد است آنان نیز معاف اند و ہمچنیں است شخص مسافر وزن حامل ومرضع کہ بر آنان حرجے نیست" کہ شریعت بہائیہ میں بیمار کو صحت یاب ہونے تک اور ضعیف کو مرتے دم تک نماز اور روزہ دونوں معاف ہیں یعنی نماز کی ادائگی اور روزوں کی قضا سے وہ بالکل بری ہے اور اسی طرح ۷۰ سال سے متجاوز بوڑھے کو بھی نماز روزہ سے بالکل معافی ہے۔ اور یہی حال مسافر اور حاملہ اور دودھ پلانیوالی عورت کا ہے کہ ان پر بھی نماز روزہ کی کوئی تکلیف ادا یا قضا کرنیکی نہیں ہے۔

سفری نماز

سفر کی حالت میں بھی اگرچہ اسلام نے نماز کے قصر کرنیکی اجازت دی ہے مگر نماز کی معافی کا کوئی حکم نہیں دیا۔ لیکن شریعت بہائیہ مسافر کو کلی نماز سے فارغ کرتی ہے۔ اور اُسے نماز پڑھنے کا کوئی حکم نہیں دیتی۔ اور صرف یہ حکم دیتی ہے کہ جس ٹھکانہ پر مسافر نے پہنچنا ہے وہاں پہنچ کر آرام کرنیکے بعد جتنے دن جتنا وقت مسافر وہاں رہے ہر نماز کے بدلے میں ایک سجدہ کر لیا کرے۔ چنانچہ کتاب اقدس میں بہاءاللہ حکم دیتے ہیں "وَلَکُمْ وَلَھُنَّ فِی الْاَسْفَارِ اِذَا نَزَلْتُمْ وَاسْتَرَحْتُمُ الْمَکَانَ الْاٰمِنَ مَکَانَ کُلِّ صَلٰوۃٍ سَجْدَۃً وَّاحِدَۃً" کہ اے بہائی فرقہ کے مرد اور عورتو! سفروں میں تمہارے ذمہ کوئی نماز نہیں صرف یہی حکم ہے کہ جب تم امن کی جگہ پہنچ جاؤ اور آرام کر لو تو ہر نماز کے بدلے ایک سجدہ کر لیا کرو۔

تین نمازوں کے سوا اور کوئی نماز بہائی مذہب میں نہیں ہے

صبح۔ ظہر۔ شام۔ تین وقت کی ان تین تین رکعتی نمازوں کے سوا جنکا پہلے بیان ہو چکا ہے۔ بہائی مذہب میں (سوائے نماز جنازہ کے) اور کوئی نماز نہیں ہے کسوف خسوف کے موقع پر یا بعض دوسرے موقعوں پر جو نوافل وغیرہ پڑھے جاتے ہیں۔ شریعت بہائیہ میں وہ سب منسوخ ہیں۔ کتاب اقدس میں بہاءاللہ کا ارشاد ہے "وَقَدْ عَفَوْنَا عَنْکُمْ صَلٰوۃَ الْاٰیَاتِ" کہ کسوف خسوف یا دوسرے کسی نشان کے موقع پر جو نمازیں پڑھی جاتی ہیں وہ

سب ہم نے منسوخ کر دی ہیں۔

روزوں میں تبدیلیاں

ارکانِ اسلام میں سے ماہِ رمضان کے روزے بھی ایک بڑا رکن اسلام کا ہیں۔ جن کے متعلق قرآن مجید میں حکم دیا گیا ہے۔ کہ صبح صادق سے غروبِ آفتاب تک کھانے پینے اور مباشرت سے پرہیز کیا جائے۔ اور اگر کوئی شخص مریض یا مسافر ہو تو بعد میں روزے رکھے۔ شریعتِ بہائیہ نے اس میں بھی کئی ایک تبدیلیاں کی ہیں۔

پہلی تبدیلی یہ کی ہے کہ بجائے صبح صادق کے کھانے پینے کی ممانعت طلوعِ آفتاب سے رکھی ہے۔ اور بہائی مذہب میں مباشرت یعنی روزہ میں عورت سے جماع کرنے کی ممانعت کا حکم میری نظر سے نہیں گذرا۔ جیسا کہ کتاب اقدس میں لکھا ہے۔ "کُفُّوا اَنْفُسَکُمْ عَنِ الْاَکْلِ وَالشُّرْبِ مِنَ الطُّلُوْعِ اِلَی الْاُفُوْلِ" کہ روزوں میں طلوعِ آفتاب سے لیکر غروبِ آفتاب تک اپنے نفس کو کھانے پینے سے روکے رکھو۔ اس حکم کا فارسی زبان میں دروس الدیانہ درس نمبر ۲۳ میں یہ ترجمہ کیا گیا ہے۔ "روزہ ماہ شہر علاء مقرر شدہ و مدت آں از طلوعِ آفتاب تا غروبِ آفتاب است کہ در ظرف ایں زمان باید از خوردن و آشامیدن امساک نمائیم" کہ ہم اہل بہاء پر علاء مہینہ کا روزہ فرض کیا گیا ہے جو طلوعِ آفتاب سے شروع ہو کر غروبِ آفتاب پر ختم ہو جاتا ہے۔ اس وقت میں ہم اہل بہاء کو چاہئے کہ کھانے پینے سے رکے رہیں۔

دوسری تبدیلی روزوں میں بہاء اللہ نے یہ کی ہے کہ پورے مہینہ ۲۹ یا ۳۰ دن کے روزے اس شریعت میں نہیں رکھے گئے صرف ۱۹ دن کے روزے مقرر کئے گئے ہیں جیسا کہ کتاب مبین میں بہاء اللہ صاحب کہتے ہیں۔ "قَدْ کَتَبْنَا عَلَیْکُمُ الصَّوْمَ تِسْعَةَ عَشَرَ یَوْمًا فِیْ اَعْدَلِ الْفُصُوْلِ" کہ موسم بہار کے ۱۹ روزے تم پر فرض کئے ہیں گویا روزوں کا جو مہینہ اسلام میں مقرر تھا اسکو بھی اڑا دیا گیا ہے اور ۲۹ یا ۳۰ روزوں کے بدلے صرف ۱۹ روزے رکھے گئے ہیں۔ اور ان میں بھی سورج چڑھنے سے لیکر غروبِ آفتاب تک صرف کھانے پینے کی ممانعت ہے جماع کرنے کی کوئی ممانعت نہیں ہے۔

تیسری تبدیلی بہاء اللہ نے یہ کی ہے کہ اسلام میں مریض اور مسافر کو جو ماہِ رمضان کے بعد روزے رکھنے کا حکم تھا اسکو بھی بہاء اللہ نے منسوخ کر دیا ہے۔ اور کتاب اقدس میں لکھا ہے۔ "لَیْسَ عَلَی الْمُسَافِرِ وَالْمَرِیْضِ" کہ مریض اور مسافر پر روزے بالکل نہیں ہیں۔ حائضہ کے متعلق بھی کتاب اقدس میں لکھا ہے۔ "عَفَا اللّٰهُ عَنِ النِّسَاءِ حِیْنَ مَا یَجِدْنَ الدَّمَ الصَّوْمَ" کہ عورتوں کو ایامِ حیض کے روزے بالکل معاف ہیں۔

اہلِ بہاء کے ۱۹ مہینے

اوپر یہ بات کا ذکر آیا ہے کہ اہل بہاء علاء مہینہ میں روزہ رکھتے ہیں۔ اور نیز آیندہ بھی اہل بہاء کے بعض مہینوں کا نام آئیگا اسلئے مناسب سمجھا گیا کہ یہاں ذکر کرنا غیر موزوں نہ ہوگا۔ کہ اہل بہاء کے نزدیک سال کے ۱۹ مہینے ہوتے ہیں اور ہر مہینہ ۱۹ دن کا ہے۔ چنانچہ کتاب اقدس میں بہاء اللہ لکھتے ہیں۔ "اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ تِسْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا فِیْ کِتٰبِ اللّٰهِ قَدْ زُیِّنَ اَوَّلُهَا بِهٰذَا الْاِسْمِ الْمُهَیْمِنِ عَلَی الْعَالَمِیْنَ" کہ مہینوں کی گنتی اللہ کی کتاب میں ۱۹ ہے اور ان میں سے پہلا مہینہ اسم بہاء کے ساتھ مزین کیا گیا ہے جو تمام جہانوں کا محافظ ہے۔ مگر قرآن کریم کی سورۃ التوبہ میں ارشادِ الٰہی ہے۔ "اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ کِتٰبِ اللّٰهِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ" کہ گنتی مہینوں کی اللہ کی کتاب میں اس دن سے کہ آسمان اور زمین پیدا ہوئے ۱۲ مہینے ہیں۔ لیکن بہاء اللہ نے قرآن مجید کے اس الٰہی حکم کے خلاف جو بیان کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ سال کے مہینوں کی گنتی ۱۲ نہیں بلکہ ۱۹ ہے۔ چنانچہ دروس الدیانہ درس نمبر ۲۵ میں لکھا ہے کہ وہ ۱۹ مہینے یہ ہیں۔ ۱ البہاء۔ ۲ الجلال۔ ۳ الجمال۔ ۴ العظمة۔ ۵ النور۔ ۶ الرحمة۔ ۷ الکلمات۔ ۸ الکمال۔ ۹ الاسماء۔ ۱۰ العزة۔ ۱۱ المشیة۔ ۱۲ العلم۔ ۱۳ القدرة۔ ۱۴ القول۔ ۱۵ المسائل۔ ۱۶ الشرف۔ ۱۷ السلطان۔ ۱۸ الملک۔ ۱۹ العلاء۔ گویا روزوں کا مہینہ جو ماہ علاء ہے وہ سال کا آخری مہینہ ہے

بہائی مذہب میں ہفتہ کے سات دنوں کے نئے نام

جس طرح سال کے مہینوں کی گنتی اور ان کے نام بہائیوں نے بدل دیئے ہیں اسی طرح انہوں نے اپنی طرف سے ہفتہ کے ہر دن کا نام بھی نیا تجویز کیا ہے۔ چنانچہ وہ نام یہ ہیں۔ ۱ اِستقلال (جمعہ) ۲ جلال (ہفتہ) ۳ جمال (اتوار) ۴ کمال (سوموار) ۵ فضال (منگل) ۶ عدال (بدھ) ۷ استجلال (جمعرات) بنیز دنوں کے یہ نام بہائیوں کی کتابوں میں کہیں کہیں نظر آتے ہیں۔

عید الفطر کی بجائے عید نیروز

غرض چونکہ میرزا حسین علی ایرانی الملقب بہ بہاء اللہ نے اسلامی روزوں کے کل احکام بدل دیئے ہیں اسلئے عید بھی عید الفطر کی بجائے نیروز کی مقرر کی ہے کتاب اقدس میں بہاء اللہ لکھتے ہیں "جَعَلْنَا النَّیْرُوْزَ عِیْدًا لَّکُمْ" کہ عید الفطر کی بجائے بہائی مذہب میں نیروز کی عید مقرر کردی گئی ہے۔ عید نیروز ۲۱ مارچ کو ہوتی ہے جیسا کہ بدیع الآثار جلد اول ص ۲۹ میں لکھا ہے "۲۱ مارچ تلک فیروز و بود و عید نیروز" کہ ۲۱ مارچ کا دن مبارک دن تھا جو عید نیروز کا دن ہے۔

اہل بہاء کی پانچ عیدیں

عید الفطر کے بعد جو عید الاضحیہ ہے اسکا بدل اگرچہ بہائیوں نے کوئی نہیں رکھا مگر عید نیروز کے علاوہ چار عیدیں اور بھی اس مذہب میں مقرر ہیں چنانچہ بہائیوں کی کتاب دروس الدیانہ درس نمبر ۵۲ میں عید نیروز اور ان چار عیدوں کا ان الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے کہ "اعیاد مقررہ در کتاب اقدس پنج است" کہ شریعت بہائیہ میں عیدیں پانچ ہیں "اول عید اعظم کہ سلطان اعیاد است و آن را عید رضوان نیز می نامیم و آن عید دوازدہ یوم است ابتدا شروع می شود از عصر سیزدہم از ماہ دوم از شہر بہائیہ کہ ماہ جلال باشد و سہ یوم از ان دوازدہ یوم کہ اول و نہم و دوازدہم باشد اشتغال بکار و کسب مطلقاً حرام است و در ان ایام مبارک جمال قدم جل اسمہ الاعظم از بیت مبارک بباغ رضوان نقل مکان فرمودند در ان یوم سید اسرار الٰہی منکشف شد بلوغ مظہر غیب بحد حضور آمد در ان یوم امر اللہ علانیۃ آشکار شد و وعود کتب آسمانی و صحائف الہام ظاہر و محقق گشت و بشارات انبیاء و اولیاء باہر گردید در ان یوم جمال اقدس ابہیٰ بر عرش ربوبیت کبریٰ مستوی و بکل اسماء حسنیٰ و صفات علیاء بر اہل ارض و سماء تجلی فرمودہ"۔ حاصل ترجمہ اس فارسی عبارت کا یہ ہے۔ کہ پہلی عید جو عید اعظم ہے اور تمام عیدوں کی بادشاہ ہے۔ اسکا نام عید رضوان ہے جو ماہ جلال کی ۱۳ تاریخ کی عصر سے شروع ہوکر ۱۲ دن رہتی ہے جن میں پہلے دن میں اور نویں دن میں اور بارہویں دن میں کسی قسم کا کوئی کاروبار کرنا مطلقاً حرام ہے یہ وہ دن ہیں کہ جن میں بہاء اللہ اپنے گھر سے نکل کر باغ رضوان میں آئے۔ اور اپنا دعویٰ ظاہر کیا اور خدائی کے عرش پر جاگزیں ہوئے۔ اور تمام اسماء حسنیٰ اور صفات علیا کے ساتھ آسمانوں اور زمین کی مخلوق پر تجلی فرمائی۔ جیسا کہ کتاب مبین ص ۲۰ اور نیز اقدس میں لکھا ہے "اَیَّامٌ فِیْهَا تَجَلَّی الرَّحْمٰنُ عَلٰی مَنْ فِی الْاِمْکَانِ بِاَسْمَائِهِ الْحُسْنٰی وَصِفَاتِهِ الْعُلْیَا" کہ عید کے یہ دن وہ ہیں کہ جن میں رحمٰن نے اپنے اسماء اور صفات علیا کے ساتھ عالم امکان پر تجلی فرمائی۔ بہاء اللہ کی کتاب اقتدار صفحہ ۱۰۱ اور الواح مبارکہ ص ۱۳ سے ثابت ہے۔ کہ رحمٰن سے مراد خود بہاء اللہ ہیں۔ چنانچہ اقتدار میں لکھا ہے کہ

"احزان بمرتبہ رسیدہ کہ لسان رحمٰن از بیان ممنوع شدہ" اور الواح مبارکہ میں ہے [illegible]

مطالب عُلیہ ممنوع شدہ یا کہ غموں نے اتنا احاطہ کیا ہے کہ رحمٰن (بہاء اللہ) کی زبان اعلیٰ درجہ کے مضامین بیان کرنے سے روکی گئی ہے۔

غرض پہلی عید۔ عید رضوان ہے۔

دوسری عید۔ علی محمد باب کے مبعوث ہونے کی ہے۔ جو پنجم جمادی الاُولیٰ کو ہوتی ہے جس دن کہ اہل بہاء کے نزدیک علی محمد باب نے دعویٰ کیا اور بہاء اللہ کے بیٹے عبد البہاء عباس آفندی پیدا ہوئے۔ اس عید کو عید مبعث و عید مولود بھی اسی وجہ سے کہتے ہیں۔ کہ اُس روز (پنجم جمادی الاولیٰ مطابق ۲۳ مئی) علی محمد باب نے دعویٰ کیا اور عبد البہاء پیدا ہوئے۔ (بدائع الآثار جلد ۲ صفحہ ۲۱۴ - ۲۱۵)

تیسری عید۔ بہاء اللہ کی پیدائش کا دن ہے۔ جو دوسری محرم ہے۔

چوتھی عید۔ علی محمد باب کی پیدائش کا دن ہے۔ جو یکم محرم ہے۔

پانچویں عید۔ عید نیروز ہے۔ جو ۲۱ مارچ مطابق یکم ماہ فروردین کو بہائی مذہب روزہ دن (ماہ علاء) کے بعد عید الفطر کی بجائے بہائی سال کے پہلے مہینہ البہاء کی یکم تاریخ کو ہوتی ہے۔ (دیکھو دروس الدیانۃ درس نمبر ۵۴)

بہائیوں کا بیتِ مُبارک (بیت اللہ) اور باغ رضوان بغداد۔

عید رضوان کا بیان کرتے ہوئے دروس الدیانۃ کے اس حوالہ میں جو اوپر نقل ہو چکا ہے یہ ذکر آیا ہے کہ عید رضوان کے یہ وہ دن ہیں کہ جن میں بہاء اللہ اپنے گھر سے نکل کر باغ رضوان میں آئے تھے۔

اس کے متعلق اسجگہ یہ بتا دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ کونسا گھر ہے جس سے نکل کر بہاء اللہ باغ رضوان میں آ گئے تھے۔ اور یہ باغ رضوان کہاں واقع ہے جس میں آ کر بارہ دن بہاء اللہ ٹھیرے تھے۔ اس کے متعلق "الکواکبُ الدریہ فے مآثر البہائیہ ص۲۵۹" میں میرزا عبد الحسین صاحب بہائی لکھتے ہیں۔ کہ

"سال یک ہزار و دویست و ہشتاد ہجری کہ مطابق بود با سنہ یکہزار و ہشت صد و شصت و چہار میلادی از بغداد کہنہ نقل مکان فرمود بطرف بغداد تازہ

ودرباغ نجیب پاشا نزول اجلال فرمود"

(ترجمہ) کہ بہاء اللہ ۱۲۸۰ھ ہجری میں جو ۱۸۶۴ء عیسوی کے مطابق ہے۔ بغداد کی پرانی آبادی سے نقل مکانی کر کے بغداد کی نئی آبادی میں نجیب پاشا کے باغ میں تشریف لائے تھے یہاں پر انہوں نے مطابق اسی کتاب الکواکب الدریہ فی مآثر البہائیہ صفحہ ۲۵۸ کے اپنے دعویٰ کا علانیہ اظہار کیا تھا۔ جیسا کہ عبدالبہاء کی کتاب مفاوضات فارسی صفحہ ۲۴ میں بھی لکھا ہے کہ

"در سنہ ۱۲۸۰ از ہجرت دریں سال جمال مبارک در حین حرکت از بغداد بطرف اسلامبول در باغ رضوان کہ در بیرون شہر واقع است دوازدہ روز اقامت نمودند و در آنجا اعلان ظہور خود را بخواص اصحاب خود فرمودند"

(ترجمہ) کہ ۱۲۸۰ھ ہجری میں بہاء اللہ بغداد سے استنبول کی طرف روانگی کے وقت بارہ ۱۲ دن باغ رضوان میں (جو شہر بغداد کی پرانی آبادی سے باہر ہے) آکر ٹھہرے تھے اور وہاں انہوں نے اپنے خاص دوستوں کے روبرو اپنے ظہور کا علانیہ دعویٰ کیا تھا۔

اس سے معلوم ہو گیا۔ کہ بہائیوں کا یہ باغ رضوان۔ نجیب پاشا کا وہ باغ (واقعہ بغداد) ہے جس میں بہائیوں کے نزدیک بہاء اللہ نے اپنے دعویٰ کا اپنے دوستوں کے روبرو علانیہ اظہار کیا تھا۔ اور دعویٰ کے اس دن کو عید رضوان کے نام سے موسوم کرنے کی الکواکب الدریہ فی مآثر البہائیہ صفحہ ۲۶ میں یہ وجہ بیان کی گئی ہے۔ کہ

"بہ عید رضوان موسوم است زیرا کہ ایں امر در باغ و بوستان در رضوان و گلستان صورت بستہ و عید گل گفتہ می شود زیرا کہ در فصل گل ندائے آں ہادی سبیل بگوش گل رسیدہ"

کہ اس عید کو عید رضوان اس واسطے کہتے ہیں کہ بہاء اللہ کے دعویٰ نے نجیب پاشا کے باغ میں اس دن میں صورت پکڑی تھی۔ اور اس عید کا ایک نام عید گل بھی ہے۔ کیونکہ وہ موسم جس میں بہاء اللہ نے دعویٰ کیا پھولوں کا موسم تھا۔

"الکواکب الدریہ" کے اسی صفحہ ۳۰۶ میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک نام اس عید کا عید اعظم بھی ہے۔ غرض عید رضوان کے اس نام کی جو وجہ بہائی لوگ بیان کرتے ہیں۔ وہ یہی ہے جو اوپر بیان کی گئی ہے۔

دوسرا امر کہ وہ کونسا گھر تھا جس سے نکلکر بہاء اللہ باغ رضوان میں آکر ٹھیرے تھے۔ اس کے متعلق بھی الکواکب الدریہ صفحہ ۳۵۹ کے اسی حوالہ سے جو اوپر نقل کیا گیا ہے صاف ظاہر ہے کہ یہ گھر بغداد کی پرانی آبادی میں تھا۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ

"از بغداد کہنہ نقل مکان فرمود بطرف بغداد تازہ" کہ بہاء اللہ جس مکان سے نقل مکانی کرکے بغداد کی نئی آبادی میں آئے تھے۔ وہ بغداد کی پرانی آبادی میں واقع تھا۔ دوسری جگہ اسی کتاب الکواکب الدریہ کے صفحہ ۳۵۸ میں اس گھر کا محل وقوع محلہ کرخ بتایا گیا ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے "محل وقوع در بغداد کہنہ از طرف یمین شط در محلہ کرخ" کہ اس گھر کا جس سے نکل کر باغ رضوان میں بہاء اللہ آئے تھے۔ جائے وقوع بغداد کا محلہ کرخ ہے جو نہر دجلہ کے دائیں کنارہ پر واقع ہے۔ اور الکواکب الدریہ فی مآثر البہائیہ کے صفحہ ۳۵۸ میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ بہاء اللہ کا یہی وہ گھر (واقع بغداد) ہے جس کے حج کرنے کا بہاء اللہ نے بہائیوں کو حکم دیا ہوا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ

"محل طواف در حج اہل بہاء یکے بیت نقطہ اولی در شیراز است و ثانی ایں بیت جمال ابہی کہ در بغداد است"

کہ بہاء اللہ نے جن دو گھروں کے حج اور طواف کرنے کا کتاب اقدس میں بہائیوں کو حکم دیا ہوا ہے۔ ان میں سے ایک تو وہ گھر ہے جو شیراز (ملک ایران) میں علی محمد باب کا گھر ہے۔ اور دوسرا یہ گھر ہے جس میں بہاء اللہ بغداد میں رہتے تھے۔ اس تفصیل سے معلوم ہو گیا۔ کہ وہ گھر جس سے بہاء اللہ نکل کر باغ رضوان میں آئے تھے کہاں واقع ہے اور اس کا جائے وقوع کیا ہے۔ اور باغ رضوان سے ان لوگوں کی کیا مراد ہے بغداد کے اس گھر کو جس میں بہاء اللہ رہے۔ اور جس کے حج کرنے کا حکم ہے۔ بہائی لوگ بیت مبارک اور بیت اللہ بھی کہتے ہیں۔

ایک غیر بہائی شیعہ عالم حسین قلی صاحب جو بابیوں اور بہائیوں کے حالات سے اچھے واقف معلوم ہوتے ہیں۔ انہوں نے جب اس گھر کو دیکھا تھا اس وقت کی چشم دید کیفیت انہوں نے اپنی کتاب دلیل المنہاج میں اس طرح لکھی ہے۔

"رُو بشمال غربی دران یک میزے گذاشتہ و چند لالہ بر روئے آن۔ در مقابل یک قطعہ منوشتہ اللہ ابہی۔ و بطوا طاق طارمایست۔ اصل خانہ جمیع ارکانش خرابہ است۔ از ترس اسلام و حکومت تعمیر نکردہ اند۔ الآن زیارت گاہ بابہائیت از ایران و اطرافش ہر سالہ گاہ گاہ مردا بزیارت آں مکان می آیند۔ بعضے شان صاحب ثروت از تجار داہل درخانہ و باقی از کسبہ از قلندر رو درویش سالے ے شود بنجاہ شصت نفر خفیہ و آشکار بزیارت آن مقام می آیند و در نزدیک آں مقام مسافرخانہ دارند و در بغداد و اطرافش ظاہر و پنہان شوہ و متہم قریب بیصد نفر میشود جملہ کسبہ و غالب بے خبر و عجم و قلیلے از عرب"

(ترجمہ) کہ بہاء اللہ کے اس گھر (واقع کرخ۔ بغداد) کا رُخ شمال مغرب کو ہے۔ اس میں ایک میز رکھا ہوا ہے۔ جس پر کچھ پھول پڑے ہیں۔ سامنے ایک قطعہ لگا ہوا ہے جس پر اللہ ابہٰی لکھا ہوا ہے۔ کمرہ کے سامنے قبّہ کی شکل میں لکڑیوں کی ایک چھت ہے۔ یہ اصل گھر چاروں طرف سے ویران اور برباد پڑا ہوا ہے۔ حکومت اور مسلمانوں کے خوف سے بہائی لوگ اس کی تعمیر نہیں کرتے۔ یہ مکان بہائیوں کا زیارت گاہ ہے۔ سال میں کبھی کبھی ایران اور اس کے اطراف سے پچاس ساٹھ بہائی کچھ چھپکر اور کچھ ظاہرہ اس کی زیارت کے لئے آتے ہیں۔ ان میں بعض خوش حال تاجر بھی ہوتے ہیں۔ جن کا پیچھے گھر بار بھی ہوتا ہے۔ مگر اکثر قلندر اور درویش اور مزدوری پیشہ ہوتے ہیں۔ اس گھر کے نزدیک بہائیوں کا ایک مسافرخانہ بھی ہے۔ بغداد اور اس کے اطراف میں قریب تین سو کے بہائی ہونگے۔ جن میں سے بعض تو کھلے طور پر بہائی ہیں۔ اور بعض پوشیدہ سادہ کچھ ایسے ہیں۔ جن پر شُبہ کیا جاتا اور ان پر بہائی ہونے کی تہمت لگائی جاتی ہے۔ یہ سب کے سب مزدور پیشہ اور اکثر بے خبر ایرانی ہیں۔ اور بعض عرب۔

ویرانی اور بربادی کی یہ حالت جو بہائیوں کے اس بیت اللہ واقع بغداد کی ان شیعہ عالم حسین قلی صاحب نے اپنی کتاب دلیل المنہاج میں درج کی ہے۔ اس کی تصدیق خود بہاء اللہ کی اپنی تحریر سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ مبین صفحہ ۲۲۵ تا ۲۲۸ کی جو اصل عبارت اس کے بعد بہائیوں کے حج کرنے کے ذکر میں درج ہوگی۔ اس کو پڑھ کر ہر شخص کو یقین ہو سکتا ہے۔ کہ دلیل المنہاج میں اس بیت اللہ کی جو حالت بیان ہوئی ہے وہ درست اور مطابق واقعہ ہے اور خود بہائی فرقہ بھی یہ بات تسلیم کرتا ہے۔ کہ بہاء اللہ اور عبد البہاء کے سارے زمانہ میں اس بیت اللہ کی یہی حالت تھی۔ چنانچہ مرزا عبد الحسین صاحب بہائی اپنی کتاب الکواکب الدریہ صفحہ ۳۵۸ میں جو ابھی حال میں شائع ہوئی ہے لکھتے ہیں کہ

"تا ایں تاریخ بتاسیس اساس عالی کہ درخور آن مقام است اقدام نشدہ اما راجع بطواف آں مکان مقدس احکام و مناسکے تعیین گشتہ . . . . در ایں سنین اخیرہ بامر حضرت عبد البہاء بکار تعمیر آن بیت دست زدہ شدہ جناب حاجی محمود قصابچی مامور بمباشرت شدہ مبلغ ہنگفتے از مال خود صرف نمودہ مبلغے ہم بہائیاں اطراف اعانہ دادند و عجالۃً تا حدے ساختہ و مرتفع گشتہ و امر آن در بوتہ اجمال ماندہ"

(ترجمہ) کہ گو اس مقام مقدس کے طواف کرنے اور حج کرنے کے متعلق احکام مقرر ہیں۔ لیکن اس مقام کی شان کے لائق عمارت بنانے کی ابھی تک جرأت نہیں کی گئی۔ ہاں ان آخری سالوں میں عبد البہاء کے حکم سے حاجی محمود قصابچی کی معرفت اس بیت اللہ کی تعمیر کا کام شروع کیا گیا تھا۔ جس پر بہت سا روپیہ حاجی محمود قصابچی نے اپنے پاس سے خرچ کیا۔ اور کچھ مدد اطراف کے بہائیوں نے بھی دی۔ اور وہ جلدی جلدی ایک حد تک اونچا بھی کیا گیا۔ مگر پھر اس کی تعمیر کا کام التوا میں پڑ گیا۔

ایام ہاء اہل بہاء کے نزدیک جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ سال کے ۱۹ مہینے اور ہر مہینہ ۱۹ دن کا ہوتا ہے۔ چونکہ سال ۳۶۶ دن کا ہوتا ہے۔ اور بہائی مذہب کے رو سے ہر مہینہ ۱۹ دن کا ہوتا ہے اور ۱۹ مہینوں کے ۳۶۱ دن بنتے ہیں۔ اسواسطے

اہل بہاء نے سال پورا کرنے کی غرض سے دو دنوں کے مہینہ (ماہ علاء) سے پہلے بھی پانچ دن[1] اظہار خوشی کے لئے تجویز کر لئے ہیں۔ جو ایام ھاء کے نام سے موسوم ہوتے ہیں۔ ان دنوں میں کیا کچھ ہوتا ہے۔ موافق کچھ کہتے ہیں اور مخالف کچھ۔ اس واسطے ہم اس سے سکوت اختیار کرنا بہتر سمجھتے ہیں۔ کیونکہ بیرونی لوگوں کو اندرونی معاملات سے کیا تعلق۔

حکم زکوٰۃ۔ بلا نصاب

زکوٰۃ کے متعلق بہاء اللہ نے کتاب اقدس میں یہ لکھا ہے "کُتِبَ عَلَيْكُمْ تَزْكِيَةُ الْأَقْوَاتِ وَمَا دُونَهَا بِالزَّكٰوةِ هٰذَا مَا حَكَمَ بِهِ مُنَزِّلُ الْآيَاتِ فِي هٰذَا الرَّقِّ الْمَنِيْعِ سَوْفَ نُفَصِّلُ لَكُمْ نِصَابَهَا" کہ اے اہل بہاء کتاب اقدس کے اتارنے والے نے اس معزز صحیفہ میں فرض کیا ہے کہ تم اپنے کھانے کی چیزوں اور دوسری چیزوں کو زکوٰۃ دینے سے پاک کرو۔ اور جس نصاب سے تم کو زکوٰۃ دینی چاہیئے اس کا بیان ہم پھر کرینگے"۔

اس عبارت میں بہاء اللہ نے یہ حکم تو دیا ہے۔ کہ زکوٰۃ دینی چاہیئے لیکن جیسا کہ اس نے عبارت متذکرہ میں وعدہ کیا تھا۔ کہ نصاب زکوٰۃ کی تفصیل پھر بیان کی جائے گی۔ اس کے متعلق کوئی حکم کتاب اقدس میں موجود نہیں ہے جس سے معلوم ہو سکے کہ کتنے مال پر کتنی زکوٰۃ ادا کی جائیگی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس موقع کی انتظار میں بہاء اللہ تھا۔ وہ موقع اس کو نہیں ملا۔ ہاں جو حکم علی محمد باب کا تھا کہ سو ۱۰۰ مثقال سونا پر انیس ۱۹ مثقال سونا مجھے ادا کیا جائے۔ وہ مطالبہ بہاء اللہ نے بھی قائم رکھا ہے۔ مگر وہ زکوٰۃ کے مطالبہ سے الگ ہے۔ جیسا کہ کتاب اقدس میں زکوٰۃ کا حکم دینے سے پہلے بہاء اللہ نے لکھا ہے۔ "وَالَّذِيْ تَمَلَّكَ مِائَةَ مِثْقَالٍ مِّنَ الذَّهَبِ

---

[1] اس کے متعلق کتاب اقدس میں یہ حکم دیا گیا ہے۔ "وَاجْعَلُوا الْاَيَّامَ الزَّائِدَةَ عَنِ الشُّهُوْرِ قَبْلَ شَهْرِ الصِّيَامِ" کہ ان پانچ دنوں کو جو ۱۹ مہینوں سے باہر رہ جاتے ہیں۔ روزوں کے مہینہ (علاء) سے پہلے رکھ دیا جائے۔ منہ

فَتِسْعَةَ عَشَرَ مِثْقَالٍ لِلّٰهِ فَاطِرِ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ" کہ جس شخص کو سو مثقال سونا کی ملکیت حاصل ہو اس میں سے وہ انیس مثقال سونا زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے خدا (بہاء اللہ) کو دے۔ (جس کے دعویٰ خدائی کی مستقل بحث ابھی آگے آئے گی۔)

بہائیوں کے مقامات حج عکا۔ بغداد اور شیراز

زکوٰۃ کے بعد فریضۂ حج ہے۔ اس کے متعلق کتاب اقدس میں لکھا ہے "قَدْ حَكَمَ اللّٰهُ لِمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ حَجَّ الْبَيْتِ دُوْنَ النِّسَاءِ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُنَّ" کہ عورتوں کو حج کرنا اللہ نے معاف کر دیا ہے۔ مردوں میں سے جس کو طاقت ہو وہ حج کرے لیکن کہاں کا؟ خانہ کعبہ کا یا کسی اور گھر کا۔ اس کے متعلق بہاء اللہ نے اقدس کے دوسرے مقام پر حکم دیا ہے "وَارْفَعُنَّ الْبَيْتَيْنِ فِي الْمَقَامَيْنِ وَالْمَقَامَاتِ الَّتِيْ فِيْهَا اسْتَقَرَّ عَرْشُ رَبِّكُمُ الرَّحْمٰنِ" کہ اے اہل بہاء اونچا کرو ان دونوں گھروں کو جو دو جگہوں میں ہیں۔ اور ان تمام مقامات کو جہاں پر تمہارے خدائے رحمٰن (بہاء اللہ) کا عرش ٹھیرا تھا۔ اس سے ثابت ہے کہ بہاء اللہ نے جن دو گھروں کے حج کرنے کا حکم دیا ہے وہ خانہ کعبہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ اور دو گھر ہیں جن کے اونچا کرنے اور بلند کئے جانے کا بھی بہاء اللہ نے بہائیوں کو حکم دیا ہے۔

گو بہاء اللہ کے گھر واقع عکا کی نسبت بھی جہاں بہاء اللہ رہے ہیں۔ میرزا جید علی صاحب اصفہانی بہائی نے اپنی کتاب بہجۃ الصدور صفحہ ۲۵۸ میں یہ بیان کیا ہے۔ "زائرین زیارت و طواف و تقبیل و سجدۂ عتبہ اش نمودہ و نمایندہ اند" کہ زیارت کرنے والے لوگ بہاء اللہ کے آستانہ (واقع عکا) کا طواف کرتے اور بوسہ دیتے ہیں اور یہ بھی بہائیوں کا ایک قسم کا حج ہے۔ مگر وہ دو گھر جن کے اونچا کئے جانے اور بلند کئے جانے کے ساتھ اقدس میں انکے حج کرنے کا بہاء اللہ نے حکم دیا ہے۔ یہ دو گھر عکا کے گھر کے علاوہ ہیں۔ چنانچہ بہائیوں کی کتاب الکواکب الدریہ فی مآثر البہائیہ صفحہ ۲۵۸ کا یہ حوالہ اوپر بھی گذر چکا ہے کہ "محل طواف و حج اہل بہاء یکے بیت نقطہ اولیٰ در شیراز است و ثانی ایں بیت جمال ابہیٰ کہ در بغداد است"

کہ بہاء اللہ نے جن دو گھروں کے حج اور طواف کرنے کا اقدس میں حکم دیا ہے۔ ان میں سے ایک تو وہ گھر ہے۔ جو شیراز (ملک ایران) میں علی محمد باب (نقطہ اولیٰ) کا گھر ہے اور دوسرا یہ گھر ہے۔ جس میں بہاء اللہ بغداد میں رہتے رہے ہیں۔ علی محمد باب کے اس گھر کا جو شیراز میں بتایا جاتا ہے۔ اور جس کے حج کرنے کا بہاء اللہ نے حکم دیا ہے۔ مفصل حال تا حال مجھ کو نہیں ملا۔ مگر بہاء اللہ کے اس گھر کا جو بغداد میں ہے۔ اور اس کے بھی حج کرنے کا بہاء اللہ نے حکم دیا ہے۔ جو حال اس وقت تک گذرا ہے۔ اس کا مفصل بیان میں پہلے کر آیا ہوں۔ (ملاحظہ ہو بہائیوں کا بیت مبارک اور باغ رضوان)

اس جگہ میں صرف بہاء اللہ کی کتاب مُبین صفحہ ۲۲۵ تا ۲۲۸ کا ایک حوالہ پیش کرتا ہوں۔ جس سے ایک تو یہ معلوم ہو جائیگا کہ بہاء اللہ کے زمانہ میں اس گھر کی کیا حالت تھی۔ دوسرے یہ کہ کتاب اقدس میں جو حکم اس گھر کے حج کرنے کا دیا گیا ہے۔ وُہی حکم کتاب مُبین میں بھی دیا گیا ہے۔ بہاء اللہ کتاب مُبین صفحہ ۲۲۵ تا ۲۲۸ میں لکھتے ہیں۔

"یَا مُحَمَّدُ اِذَا خَرَجْتَ مِنْ سَاحَةِ الْعَرْشِ اقْصُدْ زِیَارَةَ الْبَیْتِ مِنْ قِبَلِ رَبِّكَ وَاِذَا حَضَرْتَ تِلْقَاءَ الْبَابِ قِفْ وَقُلْ یَا بَیْتَ اللّٰهِ الْاَعْظَمِ اَیْنَ جَمَالُ الْقِدَمِ .... مَالِیْ یَا عَرْشَ اللّٰهِ اَرٰی تَغَیَّرَ حَالُكَ وَاضْطَرَبَتْ اَرْكَانُكَ وَعُلِّقَ بَابُكَ عَلٰی وَجْهِ مَنْ اَرَادَكَ وَمَالِیْ اَرَاكَ الْخَرَابَ .... یَا بَیْتَ اللّٰهِ اِنْ هَتَكَ الْمُشْرِكُوْنَ سِتْرَ حُرْمَتِكَ لَا تَحْزَنْ .... یُسْمَعُ نِدَاءُ مَنْ یَزُوْرُكَ وَیَطُوْفُ حَوْلَكَ وَیَدْعُوْهُ بِكَ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔ یَا اِلٰهِیْ اَسْأَلُكَ بِهٰذَا الْبَیْتِ الَّذِیْ تَغَیَّرَ فِیْ فِرَاقِكَ وَیَنُوْحُ لِهَجْرِكَ وَمَا وَرَدَ عَلَیْكَ فِیْ اَیَّامِكَ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ وَلِاَبَوَیَّ وَذَوِیْ قَرَابَتِیْ وَالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اِخْوَانِیْ ثُمَّ اقْضِ لِیْ حَوَائِجِیْ كُلَّهَا بِجُوْدِكَ"

کتاب مُبین کی اس عبارت میں بہاء اللہ ایک شخص محمدؐ نام اپنے ماننے والے کو حکم دیتے ہیں۔ کہ "اے محمد جب تم اس عرش کی جگہ (عکا) سے باہر جاؤ۔ تو اس خاص گھر (واقع بغداد) کی زیارت کے لئے جانا اور جب تم اس گھر کے سامنے پہنچو تو کھڑے ہو کر کہنا

کہ اے اللہ کے گھر کہاں ہیں جمال قدم (بہاء اللہ) اور اے اللہ کے عرش کیا وجہ ہے۔ کہ میں تیرا حال متغیر دیکھتا ہوں۔ اور تیری تمام طرفوں کو متزلزل اور ان پر جو تیری زیارت کے لئے آنا چاہیں۔ تیرا دروازہ بند ہے۔ اور کیا وجہ ہے کہ میں تجھے اُجڑا ہُوا دیکھتا ہوں۔ اے اللہ کے گھر اگر مشرکوں نے تیری بے حُرمتی کی ہے تو تو غم نہ کر کیونکہ تیرا طواف کرنے والوں اور تیری زیارت کرنے والوں۔ اور تیرا واسطہ دیکر دُعا مانگنے والوں کی دُعائیں قبول ہوتی ہیں۔" اس کے آگے بہاء اللہ اسی شخص محمد نام کو جوان کا ماننے والا ہے۔ یہ دُعا سکھلاتے ہیں کہ وہاں پہنچکر یہ دُعا کرنا۔ کہ "اے میرے خدا میں تجھ سے دُعا مانگتا ہوں۔ اس گھر (واقع بغداد) کے وسیلہ سے جو تیری جدائی میں حال سے بے حال ہے اور تیرے ہجر پر اور تیری ان مصیبتوں پر جو تیرے ان ایام میں تجھ پر وارد ہوئیں نوحہ کرتا ہے۔ تو بخش دے مجھکو میرے ماں باپ کو۔ میرے رشتہ داروں کو میرے مومن بھائیوں کو اور پوری کر دے میری تمام حاجتیں اپنے فضل سے۔"

کتاب مبین کے اس حوالہ صفحہ ۲۲۸ تا ۲۲۸ سے دونوں باتیں ثابت ہیں۔ یہ بھی کہ بہاء اللہ کے زمانہ میں یہ گھر اُجڑا ہوا اور ویران تھا۔ اور یہ بھی کہ بہاء اللہ نے جس طرح اقدس میں اس گھر کے حج کرنے کا حکم دیا ہے۔ کتاب مبین میں بھی یہی حکم دیا ہے۔ اس موقع پر بہائیوں سے ہمارا یہ سوال بھی ہے۔ کہ یہ کونسا خدا ہے۔ جس سے اس حج کو زیارت کرنیوالے محمد نام شخص کو یہ دُعا مانگنے کے لئے کہا گیا ہے۔ جو اوپر نقل ہوئی ہے۔ اور جس پر میں نے لکیر دیگر نشان بھی کر دیا ہے۔ اور اس بغداد کے گھر کے سوا وہ کونسا گھر ہے۔ جس میں وہ خدا رہتا تھا۔ اور پھر اُس خدا کے ہجر اور فراق میں وہ گھر حال سے بے حال بھی ہے اور روتا ہے۔ اگر وہ گھر یہی بغداد والا گھر ہے۔ اور وہ خدا جو اس میں رہتا تھا۔ اور اس پر مُصیبتیں بھی آئی تھیں۔ یہی بہاء اللہ ہے۔ تو ہمارا یہ دعویٰ ثابت ہے۔ کہ بہاء اللہ خدا ہونے کا مدعی تھا۔ اور اس سے دُعائیں مانگی جاتی تھیں۔ اور اگر وہ خدا جس کا اس دُعا میں ذکر ہے۔ بہاء اللہ نہیں ہے تو بتایا جائے کہ وہ اور کونسا خدا ہے جس پر مصائب بھی وارد ہوئے۔ اور وہ گھر سے بے گھر بھی ہوئے۔ علاوہ اہل بہاء اس کے

گھر کو اپنی دُعاؤں کے قبول ہونے کا وسیلہ بھی مانتے ہیں۔ اور جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ہے۔ اس گھر کا طواف اور حج بھی کرتے ہیں۔ اُمید ہے کہ اہل بہاء اس معمہ کو حل کرینگے۔

اس جگہ اس بات کا ذکر کر دینا بھی نامناسب نہ ہوگا۔ کہ مکاتیب عبدالبہاء جلد ۲ صفحہ ۲۲۷ میں عبدالبہاء کا ایک خط شایع ہوا ہے جو اُنہوں نے ۱۹۱۸ء میں بغداد کے بعض اُن بہائیوں کے نام لکھا ہے جو بہاء اللہ کے اس گھر واقع بغداد کے مجاور ہیں۔ اس خط میں وہ یہ بھی لکھتے ہیں۔

یا الٰہی الٰہی ھٰؤُلَاءِ عِبَادٌ فِی مَدِیْنَتِکَ الْمُبَارَکَۃِ مُجَاوِرُوْنَ لِبَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ وَحَرَمٍ قَدْ فُتِحَتْ اَبْوَابُھَا عَلَی الْخَاصِ وَالْعَامِ حَتّٰی یَبْتَغُوْا فَضْلَکَ وَیَطْلُبُوْا اَلْطَافَکَ وَیَتَمَنَّوْا تَائِیْدَکَ وَیَبْتَھِلُوْا اِلَیْکَ"

(ترجمہ) کہ اے میرے خدا یہ تیرے بندے ہیں جو تیرے مبارک شہر (بغداد) میں تیرے بیت الحرام کے مجاور ہیں۔ جس کے دروازے خاص و عام بہائیوں کے لئے اب کھل گئے ہیں۔ تاکہ وہ تیرے فضل کی تلاش کریں۔ اور تیری مہربانیوں کے طالب ہوں۔ اور تیری مدد کے خواستگار ہوں۔ اور تیرے آگے عاجزانہ طور پر دُعائیں کریں"

عبدالبہاء کے خط کے اس فقرہ سے جس کو جلی کیا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ بہائیوں کو پہلے کی نسبت بہاء اللہ کے اس گھر واقع بغداد میں آنے جانے کی کچھ آزادی ملی ہے۔ مگر جو اصل حالت اس گھر کی الکواکب الدریہ وغیرہ کتابوں کے حوالہ سے اوپر درج کی گئی ہے۔ وہ بدستور ہے۔

اس جگہ کوئی شخص یہ سوال بھی کر سکتا ہے۔ کہ عبدالبہاء نے جو بغدادی بہائیوں کے اس خط میں الٰہی الٰہی اے میرے خدا اے میرے خدا۔ سے اپنی دُعا کو شروع کیا ہے۔ اس خدا سے کونسا خدا مراد ہے۔ اور کس خدا سے یہ دُعا مانگی گئی ہے۔ سو اس کے متعلق اگرچہ میں کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں۔ کہ بہائیوں کی دُعائیں بہاء اللہ سے ہوتی ہیں۔ لیکن تاہم میں اس سوال کے جواب میں کچھ اور وضاحت کرتا ہوں مکاتیب جلد ۱ صفحہ ۳۲۵ میں عبدالبہاء ایک بہائی کو لکھتے ہیں۔

"نظر بالطاف جمال ابہیٰ نمائید زیرا فیوضات بے پایان است و فضل و موہبتش بیحصر و کران .... پس جمیع توجہ را بائد بالطاف او نمائیم آنچہ می طلبیم از او طلبیم و آنچہ آرزو داریم از او جوئیم۔"

کہ اپنی نظر جمال ابہیٰ (بہاء اللہ) کی مہربانیوں پر رکھو کیونکہ ان کے فیوض بے حد ہیں۔ اور ان کے فضل اور بخشش بے حساب ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنی ساری توجہ ان کی مہربانیوں پر رکھیں۔ ہم جو چاہتے ہیں ان سے مانگیں۔ اور ہماری جو آرزو ہو اس کے حضور سے اُس کے پورا ہونے کی خواہش کریں۔

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۲۲۴ میں عبد البہاء ایک اور شخص کو خط لکھتے ہیں کہ

"جمال ابہیٰ از ملکوت غیب و جبروت لاریب تائید میفرمایند و افواج عون و صون او چون تتابع افواج میرسد اگرچہ ضعیف و ذلیل و حقیریم لکن ملجأ و پناہ و آستان آن حی توانا است۔"

کہ جمال ابہیٰ (بہاء اللہ) اپنی غیبی سلطنت اور طاقت سے تائید فرماتے ہیں اور اپنی مدد اور حفاظت کی فوجیں مسلسل فوجوں کی طرح بھیج رہے ہیں۔ اگرچہ ہم کمزور اور ذلیل اور حقیر ہیں۔ لیکن ہماری پشت و پناہ وہی زندہ اور طاقت ور جمال ابہیٰ (بہاء اللہ) ہیں۔

نیز بدائع الآثار جلد ۱ صفحہ ۳۰۷ میں لکھا ہے کہ

"قدر این عنایات جمال مبارک را بدانیم و بشکرانہ قیام بر عبودیت نمائیم کہ در ملک و ملکوت نصرت و حمایت فرمود و ہدایت و اعانت نمود۔"

کہ عبد البہاء نے فرمایا کہ جمال مبارک (بہاء اللہ) کی ان مہربانیوں کی ہم کو قدر کرنی چاہیئے اور اس کے شکریہ میں کہ جمال مبارک (بہاء اللہ) نے ہماری ہر طرح تائید اور حمایت کی اور ہمیں ہدایت دیکر ہماری مدد فرمائی۔ ہم کو ان کی اطاعت کے لئے کھڑا ہو جانا چاہیئے۔

پھر بدائع الآثار جلد ۱ صفحہ ۳۴۳ میں لکھا ہے۔ کہ "خدام حضور را احضار فرمودہ .... بذکر

تائیدات و مواہب جمال قدم اسم اعظم مشغول و ناطق کہ ایں عون و عنایت از قدرت او و ایں تائیدات بصرف جود و فضل او ست ورنہ ما عجز بندہ ضعیف نیستیم ... پس باید دائم بشکر عنایاتش پرداخت"

کہ عبدالبہاء نے اپنے خدام کو اپنے حضور میں بلوایا۔ اور جمال قدم (بہاءاللہ) کی تائیدات اور ان کی بخشش کا ذکر شروع کیا۔ اور فرمایا کہ یہ مدد اور عنایت بہاءاللہ کی قدرت سے ہے اور یہ تائیدات محض اس کے فضل اور بخشش سے ہیں۔ ورنہ ہم کمزور اور عاجز بندے ہیں۔ ہمیں چاہیئے۔ کہ ہمیشہ بہاءاللہ کی عنایات کا شکر ادا کرتے رہیں۔

عبدالبہاء کی کتابوں کے یہ حوالے صاف صاف ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ جو دعا مکاتیب جلد ۲ صفحہ ۲۲۷ میں الہیٰ۔ الہیٰ کے کلمہ سے شروع کی گئی ہے۔ یہ اور اس قسم کی تمام دعائیں بہاءاللہ سے کی جاتی ہیں۔ اس کی توضیح کے لئے ملاحظہ ہو بہاءاللہ کی کتاب مبین ص۲۲۵ تا ۲۲۸ کا وہ حوالہ جو اسی رسالہ کے ص۲۰-۲۱ میں اوپر درج ہو چکا ہے۔ کہ اس میں بہاءاللہ نے خود اپنے مرید محمد نام ایک شخص کو اپنے گھر واقع بغداد کے حج کرنے کا حکم دیتے ہوئے یا الہیٰ کے ساتھ جو دعا مانگنے کی ہدایت کی ہے۔ اس میں یا الہیٰ سے سوائے بہاءاللہ کے کوئی دوسرا خدا مراد نہیں ہو سکتا۔ (نیز ملاحظہ ہو مکاتیب عبدالبہاء جلد ۲ صفحہ ۲۱۲ تا ۲۱۵ و ۲۹۷ تا ۳۰۱)

اہل بہاء میں سلام کا طریقہ

بہائی شریعت کی جو تعلیم پانچ ارکان اسلام (توحید، رسالت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) اور بعض دوسرے امور کے متعلق اوپر بیان ہوئی ہے۔ ان کے علاوہ بعض دوسری باتوں اور معاملات کے متعلق بھی بہاءاللہ نے اپنی شریعت میں کچھ احکام بیان کئے ہیں۔ مثلاً جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے ملتا ہے۔ تو اسلامی طریق یہ ہے۔ کہ ایک کی طرف سے جب السلام علیکم کہا جاتا ہے۔ تو دوسرا وعلیکم السلام سے اس کا جواب دیتا ہے۔ مگر علی محمد (باب) نے اپنے مریدوں کو یہ حکم دیا ہوا تھا۔ کہ جب ایک بابی دوسرے بابی سے ملے۔ تو اللہ اکبر کہے۔ اور جواب دینے والا اللہ اعظم اور اگر ایک عورت کی دوسری عورت سے ملاقات ہو۔ تو اللہ ابہیٰ کہے۔ اور جواب دینے والی اللہ اجمل

علی محمد (باب) کے بعد بھی سلام کا یہی طریقہ بابیوں (غیر بہائیوں) میں جاری رہا جس کی نسبت اہل بہاء کا یہ اعتقاد ہے کہ سلام و جواب کے ان چاروں کلموں (اللہ اکبر۔ اللہ اعظم۔ اللہ ابہیٰ۔ اللہ اجمل) سے مقصود صرف بہاء اللہ ہی کی ذات ہے۔ نہ کوئی اور۔ چنانچہ بہاء اللہ کا بیٹا اور جانشین اوّل عبد البہاء آفندی اپنے مکاتیب کی دوسری جلد میں صفحہ ۲۴۵ پر لکھتا ہے۔

"ایں چہار تحیت از حضرت اعلیٰ روحی لہ الفدا است و مقصود از ہر چہار جمال قدم روحی لاحبائہ الفدا است نزد اولی حضرتش ۔ ۔ ۔ ۔ و لے الیوم بانگ ملاء اعلیٰ اللہ ابہیٰ است و روح ایں عبد ازیں ندا مُہتز"

کہ حضرت اعلیٰ (علی محمد باب) نے جو یہ چار کلمے سلام کی غرض سے مقرر کئے ہیں۔ ان چاروں کلموں سے مقصود صرف جمال قدم (بہاء اللہ) کی ذات ہے۔ نہ کوئی اور۔ وہی اللہ اکبر ہے وہی اللہ اعظم ہے۔ وہی اللہ ابہیٰ ہے۔ وہی اللہ اجمل ہے۔ اور اس وقت میں (جو بہاء اللہ کا وقت ہے۔) چونکہ ملاء اعلیٰ یعنی فرشتوں کی خاص جماعت کی جو آواز ہے۔ وہ "اللہ ابہیٰ" ہے۔ اور میری روح بھی اسی سے خوش ہے۔ اس لئے سلام میں۔ میں اسی کلمہ "اللہ ابہیٰ" کو زیادہ ترجیح دیتا ہوں۔ جس کے زیادہ ترجیح دینے کی سوائے اس کے اور کوئی وجہ نہیں کہ "اللہ ابہیٰ" میں بہاء اللہ کی خدائی کا بمقابلہ سلام کے دوسرے کلموں کے زیادہ واضح الفاظ میں ذکر آجاتا ہے کیونکہ "اللہ ابہیٰ" میں بہاء کا خاص طور پر ذکر آگیا ہے۔ ورنہ مکاتیب عبد البہاء کے حوالہ مندرجہ بالا سے ظاہر ہے کہ اللہ اکبر کہا جائے یا اللہ اعظم۔ اللہ ابہیٰ کہا جائے۔ یا اللہ اجمل سب سے مراد بہاء اللہ ہے جو خدا ہے۔ جیسا کہ مرزا حیدر علی اصفہانی نے بھی بہجۃ الصدور[1] صفحہ ۴۴۶ میں یہی بات لکھی ہے۔ کہ

"تحیات در کتاب مستطاب بیان۔ اللہ اکبر۔ و اللہ ابہیٰ و اللہ اعظم و اللہ اجمل بود و در ایام اشراق مالک ایام و انام۔ حصر بہ "اللہ ابہیٰ" شد۔ حُبًّا لِهٰذَا الْاِسْمِ الْمُبَارَكِ الْمُهَيْمِنِ عَلَى الْعَالَمِيْنَ و از حق منیع ہم تصدیق و امضاء مفعول ظاہر شد"

[1] بہجۃ الصدور صفحہ ۲۰۵ میں لکھا ہے۔ کہ "حق منیع وحدہٗ لا شریک ست زرع مُنشعب از اصل قدیمش و صفاتِ ...

کہ علی محمد باب کی کتاب البیان میں سلام کے لئے چار کلمے مقرر تھے۔ جو اللہ اکبر۔ اللہ ابہیٰ۔ اللہ اعظم۔ اللہ اجمل تھے۔ لیکن بعد میں جب تمام مخلوق اور زمانہ کے مالک (بہاء اللہ) نے اپنی روشنی اس عالم پر ڈالی تو سلام دیواپسی ان چاروں کلموں مجوزہ علی محمد باب میں سے صرف "اللہ ابہیٰ" پر حصر ہو گیا۔ جس کا باعث اس مبارک اور تمام جہان کے محافظ (بہاء اللہ) تام کی محبت تھی۔ اور سلام میں "اللہ ابہیٰ" پر حصر کرنے کی فعلی تصدیق خود خدا (بہاء اللہ) نے بھی کر دی تھی۔ غرض جو لوگ بہائی ہیں۔ وہ سلام میں اور اس کے جواب میں "اللہ ابہیٰ" کہتے ہیں۔ اور اسی کو پسند کرتے ہیں۔ اور جو صرف بابی ہیں اور بہاء اللہ کے متبع نہیں ہیں۔ وہ باب کی پیروی میں اسی طرح چاروں کلمے کہتے ہیں۔ جس طرح باب نے مقرر کئے ہیں۔

خطبہ اور وعظ منبر پر منع ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ اور بعد کے تمام ائمہ اسلام کا یہ طریق بھی چلا آیا ہے۔ کہ خطبہ یا وعظ کے وقت منبر پر بھی کھڑے ہو جاتے۔ مگر بہاء اللہ نے اس کے متعلق کتاب اقدس میں یہ حکم دیا ہے۔ "قَدْ مُنِعْتُمْ عَنِ الْاِرْتِقَاءِ اِلَى الْمَنَابِرِ مَنْ اَرَادَ اَنْ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ اٰيَاتِ اللّٰهِ فَلْيَقْعُدْ عَلَى السَّرِيْرِ" کہ اے اہل بہاء منبروں پر چڑھکر خطبہ یا وعظ کہنا تمہارے لئے منع ہے۔ جو شخص تمہارے آگے اللہ کی آیات پڑھنا چاہتا ہے۔ وہ چوکی یا تخت پر بیٹھکر تمہیں وعظ یا لیکچر کرے۔

ہاتھ چومنا حرام ہے۔ اگرچہ بہاء اللہ نے اپنی نسبت یہ دعویٰ کیا ہے۔ کہ وہ معبود اور مسجود ہے۔ اور مخلوق کا خدا ہے۔ اور حکم دیا ہے کہ اس کے گھر کا حج کیا جائے۔ اور اس کی چوکھٹ کو چوما جائے۔ اور اس کے آگے سجدہ کیا جائے۔ مگر دوسرا کسی کو واسطے جہاں بہاء اللہ نے یہ حکم دیا ہے۔ کہ منبر پر بیٹھ کر وعظ کرنا اور لیکچر

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۶۔ است اصل قیم ز موده اند اصل حدیث و مید نفر موده اند یعنی جس طرح بہاء اللہ خدا وحدہ لا شریک است اسکا بیٹا عبدالبہاء بھی وحدہ لا شریک ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھو بہجۃ الصدور صفحہ ۲۰۳ و ۲۱۴ و صفحہ ۲۶۸ - منہ

دینا بھی منع ہے۔ وہاں یہ بھی حکم دیا ہے کہ کسی کے ہاتھ چومنا بھی منع ہیں۔ چنانچہ اقدس میں لکھا ہے" قَدْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ تَقْبِيلُ الْاَيَادِیْ "کہ تم پر حرام کیا گیا ہے ہاتھوں کا چومنا۔ مگر اس سے یہ خیال ہرگز پیدا نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ شاید بہاء اللہ کا ہاتھ چومنا ہی منع ہو۔ کیونکہ بقول بہائیوں کے بہاء اللہ کے ہاتھ تو اس وقت بھی چومے جاتے تھے جب وہ ابھی معمولی انسان تھے۔ اور میرزا یحییٰ صبح ازل کے تابع تھے۔ اور خدائی وغیرہ کے دعاوی بھی ابھی شروع نہ ہوئے تھے۔ چنانچہ عبدالبہاء اپنے مکاتیب جلد ۲ صفحہ ۴۸ میں لکھتے ہیں:

"آن جوان نورانی برخواست در قصی در نہایت سرور در پیش گاہ حضور نمودبعد دست مبارک را بوسید۔۔۔۔ در سم وداع مجری داشت"

کہ عبدالوہاب نام ایک بابی اٹھا اور نہایت سرور کے ساتھ بہاء اللہ کے سامنے اس نے رقص کیا۔ اور بہاء اللہ کا ہاتھ اس نے چوما اور رخصت ہوا۔

پھر جب بہاء اللہ نے خدائی کا دعوی کیا اور عرش الوہیت پر بیٹھنے کا مدعی بنا۔ اس وقت تو سجدہ وغیرہ بھی معمولی بات تھی۔ ہاتھ چومنے کا کیا ذکر۔ کیونکہ ہاتھ چومنا تو کوئی عبادت نہیں۔ اور نہ اس غرض سے کوئی شخص کسی کے ہاتھ چومتا ہے۔ چنانچہ بدائع الآثار جلد ۲ صفحہ ۵ اور بدائع الآثار جلد اول صفحہ ۴۸ و ۱۷ میں بھی لکھا ہے۔ کہ عبدالبہاء نے بھی دو سروں کو چوما۔ پس ہاتھ چومنا جو اقدس میں حرام قرار دیا گیا ہے۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ بہاء اللہ اور اس کے بیٹے عبدالبہاء کے ہاتھ چومنے بھی منع ہیں۔ بلکہ یہ حکم غیروں کے لئے تھا کہ ان سے ایسا سلوک نہیں ہونا چاہیئے۔ ورنہ عبدالبہاء کی نسبت تو بدائع الآثار سفرنامہ عبدالبہاء جلد ۲ صفحہ ۱۳۱۔ صفحہ ۲۱۱۔ صفحہ ۳۴۲ اور جلد ۱ صفحہ ۱۳۲ وغیرہ میں بھی بکثرت آیا ہے۔ کہ بہت لوگ ان کے ہاتھ چومتے تھے۔ اور عبدالبہاء نے انہیں منع نہ کیا۔ بلکہ بدائع الآثار جلد ۲ صفحہ ۱۹۷ و ۲۵۸ میں عبدالبہاء اور بہاء اللہ کے دامن کا بوسہ لینا بھی لکھا ہے۔ اور بدائع الآثار جلد ۱ صفحہ ۳۶۷ میں فلادلفیا کے بہائیوں کی نسبت یہ بھی بیان ہوا ہے۔ کہ" فوراً ہجوم آوردہ روے قدم مبارک افتادند" کہ وہ عبدالبہاء کو دیکھ کر فوراً اسکے قدموں پر گر پڑے ۔۔۔۔ اور بدائع الآثار کی اسی جلد میں

عبدالبہاء کے سجدہ اور طواف کی نسبت بھی بصفحہ ۱۰۴ یہ لکھا ہے کہ

"چوں دستہ دستہ احباب قدیم و جدید بزیارت جمال انور مشرف می شدند با حال انین و آہ ناظر روئے چون ماہ بودند و ساجد و طائف طلعت عبداللہ اکثر گریان و نالان بودند"

کہ جب عبدالبہاء ایک مقام سے رخصت ہونے کو تھے۔ تو پرانے اور نئے بہائی ان کی زیارت کے لئے آنا شروع ہوئے۔ اور ان کے چہرے کو دیکھ کر روتے ہوئے ان کا **طواف** اور **سجدہ** کرتے تھے۔ اور اسی قسم کا ایک اور واقعہ میرزا محمود زرقانی جو عبدالبہاء کے سفر یورپ میں ان کے سکرٹری تھے۔ اور جنہوں نے بدائع الآثار کی دونوں جلدوں کو عبدالبہاء کی نظر ثانی کے بعد شائع کیا ہے۔ بدائع الآثار جلد ۱ صفحہ ۳۱۶ میں یوں لکھتے ہیں کہ۔

(۱۷ اکتوبر) "چوں پوستہ شرق تقدیم حضور انور گردید فانی مطالب مکتوب حضرت حیدر قبل علی را بعرض رسانیدہ بالنیابہ از ایشان سر بر قدوم اطہر نہاد"

کہ ۱۷ اکتوبر کو جب عبدالبہاء کے سامنے ایرانی ملکی ڈاک پیش ہوئی۔ اور میں نے میرزا حیدر علی کے خط (آمدہ از حیفا) کا مضمون پیش کیا۔ تو کاتب خط (میرزا حیدر علی) کی خواہش کے مطابق ان کا قائمقام بنکر میں نے **عبدالبہاء کے قدموں میں اپنا سر رکھ کر انہیں سجدہ کیا۔**

اس سے ظاہر ہے۔ کہ ہاتھ چومنے کی جو ممانعت اقدس میں کی گئی ہے یہ غیروں کے لئے ہے نہ ان کے لئے جو بہاء اللہ کے اپنے ہیں۔ بلکہ ان کے لئے تو سجدہ اور طواف بھی جائز ہے۔

انیس ۱۹ برس بعد گھر کا تمام سامان بدلنے کی ہدایت

ایک حکم بہاء اللہ نے یہ بھی دیا ہے۔ کہ ہر انیس ۱۹ برس کے بعد گھر کا تمام سامان بدل دیا جائے۔ جیسا کہ کتاب اقدس میں لکھا ہے "کُتِبَ عَلَیْکُمْ تَجْدِیْدُ اَسْبَابِ الْبَیْتِ بَعْدَ انْقِضَاءِ تِسْعَةَ عَشَرَ سَنَةٍ" کہ اے اہل بہاء تم پر واجب ہے کہ انیس ۱۹ سال گذرنے کے بعد گھر کا سارا اسباب بدل دو۔

سؤر وغیرہ کھانا منع نہیں ہے | اگرچہ کھانے پینے کی چیزوں میں بہاء اللہ نے بہت

آزادی رکھی ہے۔ حتے کہ سؤر کے گوشت کھانے کی حرمت بھی معین طور پر کسی جگہ بہاءاللہ نے بیان نہیں کی۔ تاہم باوجود اس آزادی کے افیون اور جوئے کی نسبت کتاب اقدس میں بہاءاللہ نے یہ حکم دیا ہے۔ کہ حرام ہیں۔ اور لکھا ہے " قَدْ حُرِّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْسِرُ وَالْأَفْيُونُ " کہ افیون کھانا اور جُوا کھیلنا تم پر حرام ہے۔

شراب کے متعلق گول مول حکم

لیکن شراب پینے کی نسبت کوئی صاف حکم بہاءاللہ نے نہیں دیا۔ جو بیان بہاءاللہ کا کتاب اقدس میں موجود ہے وہ بالکل گول مول ہے۔ نہ اس سے اس کی حرمت ثابت ہوتی ہے اور نہ اس سے اس کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ اور نہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑی پینی منع ہے یا بہت پینی منع ہے۔ گو عبدالبہاء ایک جگہ لکھتے ہیں۔ کہ شراب پینی منع ہے۔ مگر شراب پینے کو جرم قرار نہ دینا ثابت کرتا ہے کہ اگر بہاءاللہ نے کسی جگہ اس سے منع بھی کیا ہے تو وہ حرمت لفظی ہے۔ عملی نہیں۔ چنانچہ جب عبدالبہاء سفر یورپ کو گئے ہیں۔ تو وہاں کھانے پینے کے متعلق جب استفسار ہوا۔ تو عبدالبہاء نے کہا۔ ہم کھانے پینے کی چیزوں میں کوئی دخل نہیں دیتے ہمارا دخل صرف روحانی طعام میں ہے۔ جیسا کہ بدائع الآثار جلد ۱ صفحہ ۲۲ میں لکھا ہے۔

"دوستان غرب عرض کردند درخصوص غذا با جہاء امریکہ دستورالعمل عنایت شود فرمودند ما مداخلہ در طعام جسمانی آنہا نمیکنیم مداخلۂ ما در طعام روحانی است"

(بدائع الآثار جلد ۱ صفحہ ۲۲ سفرنامہ عبدالبہاء)

کہ عبدالبہاء سے بعض یورپین دوستوں نے عرض کیا کہ کھانے پینے کی چیزوں کے متعلق امریکہ کے دوستوں کے لئے کوئی دستورالعمل عنایت کیا جائے۔ تو عبدالبہاء نے فرمایا۔ کہ ہم ان لوگوں کے جسمانی کھانے پینے میں کوئی دخل نہیں دیتے ہمارا دخل صرف روحانی غذا میں ہے۔ جس کا صاف صاف مطلب یہ ہے کہ بہائی مذہب میں کھانے پینے کی چیزوں کے متعلق کوئی پابندی نہیں ہے۔ اور ہر شخص کو آزادی ہے کہ جو چاہے کھائے۔ اور جو چاہے پیئے۔

ایک شرابی کو اسلامی سزا دینے پر عبدالبہاء کا طعن

اس موقع پر مجھکو عبدالبہاء کی اس

تقریر سے نہایت تعجب ہوا جو انہوں نے بعض اشخاص کے روبرو امریکہ میں بہائی مذہب کی فضیلت میں بیان کی۔ اور بدائع الآثار جلد ا صفحہ ۱۳۲ میں مورخہ ۱۵ جون کے واقعات میں شائع ہوئی ہے لکھا ہے۔

"بعد حکایت فتوحاتِ اسلام در ایران و منع شراب و نواہی منزلہ در قرآن فرمودند کہ وقتے مسلمین رئیس مؤبدان را بسبب خوردن شراب بتازیانہ بستند در زیر تازیانہ نعرہ می زد و می گفت اے محمد عربی چہ کردہ چہ نفوذے ظاہر نمودہ حال باید بگوئیم اے بہاء اللہ چہ کردہ ئے بچہ قدرتے سرکشان را اسیر محبت فرمودہ ئے و شرق و غرب را الفت دادہ ئے۔"

ترجمہ یہ۔ کہ عبدالبہاء نے ایران کی اسلامی فتوحات اور قرآن کریم کے احکام متعلق منع شراب وغیرہ کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ مسلمانوں نے ایران کے ایک سردار شرابی کو شراب پینے کے جرم میں کوڑوں کی سزا دی۔ جب اُس شرابی کو سزا دی جا رہی تھی۔ تو وہ یہ کہتا جاتا تھا کہ اے محمد عربی آپ نے کیا کام کیا اور آپ کی یہ کیا تاثیر ہے۔ مگر اس وقت (جو بہاء اللہ کا زمانہ ہے) ایسے لوگوں کو یہ کہنا چاہیئے کہ اے بہاء اللہ آپ نے یہ کتنا بڑا کام کیا اور کس قدرت سے آپ نے بڑے بڑے سرکشوں کو محبت کی زنجیروں میں جکڑ دیا۔ اور مشرق و مغرب کو دوست بنا دیا۔ اس بیان میں عبدالبہاء نے بمقابلہ اسلامی شریعت کے بہائی مذہب کی یہ فضیلت بیان کی ہے کہ جب اسلامی احکام کے مطابق ایک شرابی کو ایران میں سزا دی گئی۔ تو اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی پر عین سزا کی حالت میں اعتراض کیا مگر بہاء اللہ کی یہ قدرت اور یہ تاثیر ہے کہ آپ نے مشرق و مغرب کے بڑے بڑے سرکشوں کو دوست بنا دیا۔

مگر اس جگہ سوال یہ ہے کہ بہاء اللہ جس کو خدائی کے بھی تمام اختیارات کا دعویٰ ہے۔ اس کی شریعت کے مطابق کب کسی کو سزا دی گئی۔ اور کب دُنیا میں بہائی شریعت رائج ہوئی۔ اور کب مشرق و مغرب نے اس شریعت کو قبول کیا۔ تاکہ یہ موازنہ کرنے کا موقع آتا۔ کہ بہائی شریعت کی کیا تاثیر ہے۔ اور اسلامی شریعت کی کیا تاثیر۔ بہائی شریعت کے متعلق تو دنیا کو ابتک

یہ بھی علم نہیں ہو سکا کہ وہ ہے کیا۔ مشرق و مغرب کو اس نے کیا ملانا تھا۔ کیا کوئی بہائی کہہ سکتا ہے۔ کہ اب تک مشرق و مغرب میں اُنہوں نے کبھی یہ کوشش بھی کی کہ اس شریعت کو پھیلایا جائے عمل کرنا تو درکنار۔ پس جس شریعت سے ابھی تک دُنیا روشناس بھی نہیں ہوئی۔ اس کی نسبت یہ کہنا کہ اُس نے مشرق و مغرب کو ملا دیا۔ اور یہ اُس شریعت کی فضیلت ہے۔ صدد رجہ کی خلاف بیانی ہے۔ بہائی شریعت کی تاثیر تو اسی سے ظاہر ہے کہ یہی عبدالبہاء تین سال تک اِدھر اُدھر امریکہ اور یورپ میں پھرتے رہے۔ اور لیکچر دیتے رہے۔ مگر کبھی اُنہوں نے شریعت بہائیہ کا کوئی ایک مسئلہ بھی تو ایسا پیش نہ کیا۔ جو شریعت بہائیہ کے وجود میں آنے سے بھی پہلے سے یورپ اور امریکہ میں جاری اور مروّج نہ تھا۔

کیا یہ بھی بہائی مذہب کی کوئی تاثیر ہے۔ کہ یورپ اور امریکہ میں شراب پی جاتی ہے۔ اور منع نہیں کیا جاتا۔ عبدالبہاء وہاں جاتے ہیں۔ اور یورپ اور امریکہ کو جا کر یہ پیغام دے آتے ہیں۔ کہ ہم تمہارے کھانے پینے کی چیزوں میں کوئی دخل نہیں دیتے۔ جو چاہو کھاؤ۔ اور جو چاہو پیئو۔ بہائی شریعت میں اگر بالفرض شراب منع ہے۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تو یہ تاثیر تھی۔ کہ مدینہ میں حکم ملتے ہی سب لوگوں نے شرابیں پھینک دیں۔ بہائی شریعت کے بانی نے اس کے مقابلہ میں وہ کونسا کرشمہ دکھلایا ہے۔ جس سے معلوم ہو کہ بہائی شریعت کی یہ تاثیر تھی۔

گوشت کھانے میں بہاءاللہ اور عبدالبہاء کا اختلاف

کھانے پینے کی چیزوں میں سے گوشت کے متعلق بہاءاللہ نے خاص طور پر لکھا ہے ”وَلَا تَجْتَنِبُوا اللُّحُوْمَ“ کہ گوشت کھانے سے پرہیز نہیں چاہیئے۔ اور نیز صفحہ ۲، کے اس حکم کے علاوہ اقدس میں شکار کھیلنے کی بھی اجازت دی ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ عبدالبہاء نے اس کے خلاف یہ بیان کیا ہے۔ کہ

”گوشت غذائے آنہا است ولکن خوراک انسان گوشت نیست چہ کہ در ایجاد آلات گوشت خوری باو دادہ نشدہ“ (بدائع الآثار جلد ا صفحہ ۲۸۲)

کہ چونکہ انسان کو گوشت خوری کے آلات نہیں دیئے گئے۔ اس واسطے گوشت درندہ حیوانوں کی غذا ہے۔ نہ انسانوں کی۔ عبدالبہاء سے ایک اور موقع پر گوشت کھانے اور ذبح حیوانات کے

متعلق سوال ہُوا۔ تو انہوں نے جواب دیا۔

"دفعتے بیان جمال مبارک ایں بود کہ اگر کسے حیوانات ذبح نکند و بہ نباتات قناعت نماید البتہ بہتر است ولے نہی نفرمودند زیرا کہ ممکن نیست کہ انسان حیوانے نخورد چہ کہ در ہر آب و گیاہ و میوۂ حیوانا تے کہ انسان از خوردن آن ناگزیر است موجود" [22]

کہ ایک دفعہ جمال مبارک (بہاء اللہ) نے یہ بیان کیا تھا۔ کہ اگر کوئی شخص سبزی کھانے پر قناعت کرے۔ اور حیوانات کو ذبح نہ کرے تو یہ بہتر ہے۔ لیکن گوشت کھانے سے آپ نے منع نہ کیا تھا۔ کیونکہ پانی اور سبزی اور میوہ جات سب میں جانور موجود ہیں۔ جن کے کھانے سے انسان کو کوئی چارہ نہیں ہے۔ لیکن جو کچھ اقدس اور مُبین میں بیان ہُوا ہے اس کا یہ مفہوم ہرگز نہیں لیا جا سکتا کہ بہاء اللہ نے ذبح حیوانات کو اور ان کے گوشت کھانے کو ناپسند کیا ہے۔ کیونکہ مُبین صفحہ ۳ میں جو "لَا تَجْتَنِبُوا اللُّحُوْمَ" کا یہ حکم دیا گیا ہے کہ گوشت کھانے سے پرہیز نہیں چاہیئے۔ اور ادھر اقدس میں شکار کھیلنے کی بھی اجازت دی گئی ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ عبدالبہاء کا یہ خیال بہاء اللہ کے صریح حکم کے خلاف ہے۔

لونڈی و غلام کی خرید و فروخت منع ہے

اگرچہ وہ مفہوم جو لونڈی اور غلام کا عام طور پر سمجھا جاتا ہے صحیح نہیں ہے۔ اور مخالفان اسلام لونڈی اور غلام کے جس مفہوم کو لیکر اعتراض کرتے ہیں۔ وہ غلط ہے۔ تاہم ایک قسم کے لونڈی اور غلام کا ان اغراض اور قیود کے ساتھ جو اسلام نے مقرر کی ہیں۔ خرید کرنا منع نہیں۔ مگر بہاء اللہ جس نے شراب کو اس لئے کھلے طور پر حرام نہیں کیا کہ یورپ اور امریکہ پیتا ہے۔ لونڈی اور غلام کا خرید کرنا مطلقًا حرام اس لئے قرار دیتا ہے کہ یورپ اس کا مخالف ہے۔ چنانچہ اقدس میں لکھا ہے "حُرِّمَ عَلَيْكُمْ بَيْعُ الْإِمَاءِ وَالْغِلْمَانِ" کہ حرام کیا گیا ہے۔ تم پر لونڈی اور غلام کا خرید کرنا۔ حالانکہ اس کی بجائے اگر بہاء اللہ یہ حکم دیتا۔ کہ غیروں سے غلام اور لونڈی خرید و اور آزاد کرد۔ اور اہل بہاء کے پاس جو لونڈی اور غلام ہیں وہ آزاد ہیں۔ تو البتہ یہ مفید بات تھی۔ کیونکہ اس طریق سے جو اہل بہاء کے غلام تھے۔ وہ بھی آزاد ہو جاتے اور جو غیروں کے پاس تھے وہ بھی آزاد ہو سکتے تھے۔ لیکن موجودہ حکم سے نہ غیروں

کے پاس سے غلام خرید کر آزاد کئے جا سکتے ہیں۔ اور نہ اپنے غلام آزاد ہیں۔

خیراتی اموال پر بہاء اللہ اور اُس کی اولاد کا تصرف

جو اموال اللہ کی راہ میں بطور خیرات کے بہاء اللہ سے پہلے وقف ہو چکے تھے۔ یا آئندہ وقف کئے جائیں ان کی نسبت بہاء اللہ نے کتاب اقدس میں یہ حکم دیا ہے کہ انکے خرچ کرنے کے تمام اختیارات۔ مجھ کو اور میرے بعد میری اولاد کو حاصل ہیں۔ اور اولاد کے نہ ہونے کی صورت میں **بیتُ العدل** کو۔ اور بیتُ العدل نہ ہو تو دوسرے اہل بہاء کو چنانچہ لکھا ہے۔

" قَدْ رَجَعَ الْاَوْقَافُ الْمُخْتَصَّةُ لِلْخَيْرَاتِ اِلَى اللهِ مُظْهِرِ الْاٰيَاتِ ... وَمِنْ بَعْدِهٖ يَرْجِعُ الْحُكْمُ اِلَى الْاَغْصَانِ وَمِنْ بَعْدِهِمْ اِلٰى بَيْتِ الْعَدْلِ اِنْ تَحَقَّقَ اَمْرُهٗ فِى الْبِلَادِ لِيَصْرِفُوْهَا فِى الْبِقَاعِ الْمُرْتَفِعَةِ فِىْ هٰذَا الْاَمْرِ۔ وَاِلَّا تَرْجِعُ اِلٰى اَهْلِ الْبَهَاءِ "

کہ جتنے خیراتی اوقاف ہیں۔ وہ سب کے سب خدا کی طرف لوٹ کر آ گئے ہیں۔ جو نشانات کا ظاہر کرنیوالا ہے۔ یعنی اس کے متعلق تمام اختیارات بہاء اللہ کو ہیں۔ اور اس کے بعد یعنی بہاء اللہ کے اس دنیا سے گذر جانے کے بعد ان میں تصرف کرنیکا اختیار ان کی اولاد کو ہوگا۔ اور اولاد کے باقی نہ رہنے کی صورت میں بیت العدل کو بشرطیکہ بیت العدل کا وجود دُنیا میں پایا جائے۔ بیت العدل ان خیراتی اموال کو جو بہاء اللہ کی اولاد کے نہ ہونے کی صورت میں اس کے قبضہ میں آئیں گے۔ ان جگہوں میں خرچ کرے گا۔ جو بہائی مذہب کی تائید کے لئے بنائی گئی ہوں۔ اور اگر بیت العدل موجود نہ ہو تو ان اوقاف (خیراتی اموال) کے خرچ کرنے کا اختیار دوسرے اہل بہاء کو حاصل ہوگا"۔ گویا جب تک بہاء اللہ زندہ رہے۔ ان اموال کے وہ مالک تھے۔ بہاء اللہ اس دُنیا سے چلے گئے۔ تو ان کے بعد ان کے بیٹے اور دوسری اولاد پھر ان میں سے بھی جب کوئی باقی نہ رہے۔ اور سب گذر جائیں۔ تو اس وقت بیت العدل بیت العدل کا وجود نہ ہو تو اور لوگ جو بہاء اللہ کے متبع ہوں۔ غرض کتاب اقدس کے اس حکم کے مطابق جب تک بہاء اللہ زندہ تھا تمام اوقاف (خیراتی اموال) اس کے قبضے

میں تھے۔ جب وہ مرگیا تو اس کے لڑکے حقدار ہو گئے۔ چونکہ ابھی تک بہاءاللہ کے لڑکے اور بہاءاللہ کی دوسری اولاد موجود ہے۔ اس لئے بیت العدل اور دوسرے اہل بہاء کا کوئی تعلق اس قسم کے اموال سے نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ خیراتی اموال کے علاوہ بھی جس قدر تحفے اور ہدیے اور دوسرے اموال حق اللہ کے طور پر آتے تھے۔ وہ بھی سب بہاء اللہ اور اس کی اولاد کے قبضہ میں چلے جاتے تھے۔ جس سے خوب عیش و عشرت ہوتی تھی۔ اور ہر بہائی کے ملوکہ جواہرات اور عمدہ مصنوعات اور نادر چیزوں میں سے بھی جو اعلیٰ درجہ کی چیزیں ہوتی تھیں۔ ان کا مالک بھی بہاءاللہ تھا۔ جیسا کہ بہجۃ الصدور صفحہ ۲۲۴ اور صفحہ ۴۸۴ و ۴۸۵ میں مرزا حیدر علی صاحب بہائی اصفہانی (مؤلف خود) نے لکھا ہے۔

"چوں جمال بے مثال حی لایزال در قصر بہجی تشریف داشتند و محل عرش ذوالجلال در آں قصر بود و عماراتش و محلاتش متعدد و وسیع و مکمل و منظم و عمارت و قصر ملوکانہ بود بحکم لا یحصیہا الا اللہ و مرکز میثاق و لو جزئیش معلوم ست ہدایا و تحف و تقریبا و حقوق اللہ از ہر جائے می آمد سرکار آقا بدوں ملاحظہ وادے تصرف نمی را بقصر فرستادو و کنہ ملک در اصطبل قصر اسپہا و مادیانہائی بسیار خوب عربی قیمتی تدارک و تہیہ فرمودہ بودند برائے سواری و گردش و شکار و آسائش قصر بہا۔" (صفحہ ۲۲۴)

کہ جب جمال مبارک (بہاءاللہ) جو بے مثال دائمی زندہ[1] بے زوال ہیں۔ اپنے محل بہجی (عکا) میں تشریف رکھتے تھے۔ اور خدائے ذوالجلال (بہاءاللہ) کا عرش بھی اسی شاہانہ محل میں تھا۔ جس کی عمارتیں وسیع اور مکمل اور با انتظام ہیں۔ اور جس کے محلات کا شمار سوائے خدا کے اور اس کے مرکز میثاق (عبد البہاء) کے کسی کو معلوم نہیں ہے۔ اُس وقت جو ہدایا اور تحفے اور نذرانے اور حقوق اللہ کے اموال جو ہر جگہ سے آتے تھے۔ سرکار آقا

---

[1] بہجۃ الصدور صفحہ ۲۰۳ کا حوالہ ذیل اس حوالہ کو اور واضح کرتا ہے۔ "بالوہیت حی لایزال بے مثال جمال قدم مذعن و مطمئن گشتیم" کہ ہم اہل بہاء جمال قدم (بہاءاللہ) کی خدائی کا جو دائمی زندہ اور بے مثال اور بے زوال ہے۔ یقین اور اعتقاد کرتے ہیں۔ منہ

(عبدالبہاء) بغیر دیکھے اور بغیر کسی تصرف کرنے کے تمام کے تمام بہاء اللہ کے محل میں بھیج دیتے تھے۔ اس محل کا جو اصطبل تھا۔ اس میں اعلیٰ درجہ کی گھوڑیاں اور گھوڑے عربی نسل کے اس محل میں رہنے والوں کی آسائش اور سیر اور سواری اور شکار کے لئے مہیا کئے ہوئے تھے۔
اس کے بعد بہجۃ الصدور مصنفہ میرزا حیدر علی (بہائی) کے صفحہ ۲۸۴ و ۲۸۵ میں یوں لکھا ہے۔

"چوں انا و امر واجبۂ مؤکدہ حضرت اعلیٰ مبشر جمال اقدس ابہیٰ است کہ ہر مومن از جواہر و صنائع و بدائع کہ مالک ست و اعلیٰ ما انتہیٰ است و نفیسہ و مثل در امکان ندارد باید تقدیم حضرت مَن یُظہرہ اللہ جل ذکرہ و ثنائہ نماید لذا از ہر قبیل چیزہا کہ ہر یک احبّہ داشتند و یا تحصیل نمودند کہ بسیار ممتاز و نادر الوجود و قیمتی بود تقدیم نمودند۔"

کہ چونکہ علی محمد باب جو بہاء اللہ کے مُبشر (بشارت دینے والے) تھے یہ تاکیدی حکم دے گئے تھے کہ ہر مومن اپنی مملوکہ جواہرات اور عمدہ مصنوعات اور نادر چیزوں میں سے جو اعلیٰ درجہ کی چیزیں ہوں۔ وہ مَنْ یُّظْہِرُہُ اللّٰہ کے ظہور کے وقت ان کے حضور میں پیش کرنے اس لئے ہر قسم کی چیزیں جو بہائی دوست اپنے پاس رکھتے تھے یا کماتے تھے۔ ان میں سے جو ممتاز اور نادر الوجود اور قیمتی چیزیں ہوتی تھیں۔ وہ بہاء اللہ کے حضور پیش کر دی جاتی تھیں" اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ بہاء اللہ اور اُس کی اولاد جیل خانہ کی زندگی بسر کرتے تھے۔ جیسا کہ عام طور پر بہائیوں کا دعویٰ ہے۔ یا اُس کے برعکس امیرانہ و ملوکانہ ٹھاٹھ سے رہتے تھے۔

بیت العدل اور اسکے ممبر

بیت العدل جس کا اوپر ذکر آیا ہے۔ اس کی کیفیت بہاء اللہ نے یہ لکھی ہے۔ کہ ہر شہر میں جہاں کم از کم نو کس بہائی ہوں ایک بیت العدل قائم کیا جاوے۔ اور اس کو اس حد تک سجایا جائے۔ کہ دُنیا میں اس سے بڑھ کر سجاوٹ ممکن نہ ہو۔ چنانچہ اقدس میں بہاء اللہ کی یہ ہدایت درج ہے۔

"قَدْ کَتَبَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ مَدِیْنَۃٍ اَنْ یَّجْعَلُوْا فِیْھَا بَیْتَ الْعَدْلِ وَ یَجْتَمِعَ فِیْھَا النُّفُوْسُ عَلٰی عَدَدِ الْبَھَآءِ وَاِنِ ازْدَادَ لَا بَاْسَ .... یَا مَلَاَ الْاِنْشَاءِ عَمِّرُوْا بُیُوْتًا بِاَکْمَلِ مَا یُمْکِنُ فِی الْاِمْکَانِ" کہ خدا نے ہر شہر پر فرض کیا ہے

کہ وہاں پر ایک بیت العدل بنایا جائے جس میں کم از کم اتنے آدمی جمع ہوں۔ جو عدد بہآء کے مطابق ہوں۔ یعنی ۹ کیونکہ لفظ بہآء کے عدد بحساب جمل ۹ بنتے ہیں۔ اور اگر اس سے زائد ہوں۔ تو کوئی مضائقہ نہیں اور اے اہل بہآء تمہیں چاہیئے کہ ان گھروں کو (جو بیت العدل سے موسوم ہوں) اتنا آراستہ کرو۔ کہ دنیا میں اس سے زیادہ آرائش نہ کی جا سکتی ہو۔

بیت العدل کے کیا کام ہیں

اس بیت العدل کے جو کام بہآء اللہ نے مقرر کئے ہیں۔ وہ یہ ہیں:۔

اوّل جن امور کے متعلق بہآء اللہ کی کتابوں میں کوئی حکم موجود نہیں ہے۔ ان کے بارہ میں ممبران بیت العدل فیصلہ کریں گے۔ کہ کیا حکم دیا جائے چنانچہ کلمات فردوسیہ صفحہ ۵۴ میں بہآء اللہ کہتے ہیں "آنچہ از حدودات در کتاب بر حسب ظاہر نازل نشدہ باید اُمنائے بیت العدل مشورت نمایند۔ آنچہ را پسندیدند مجری دارند" کہ جو جو احکام میری کتابوں میں کھلے طور پر بیان نہیں ہوئے۔ ان کے بارہ میں بیت العدل کے ممبران کو چاہیئے۔ کہ مشورہ کر کے جو بات پسند کریں۔ اسکو جاری کر دیں۔

دوسرے۔ یہ کہ جس قدر سیاسی امور ہیں۔ ان سب کا تعلق بیت العدل سے ہوگا۔ جیسا کہ کتاب بشارات (بشارت سیزدہم) صفحہ ۸ میں بہآء اللہ نے لکھا ہے "امور سیاسیہ کل راجع است بہ بیت العدل" کہ سیاسی امور سارے کے سارے بیت العدل کے ساتھ تعلق رکھینگے۔

تیسرے۔ بعض قسم کے اموال جو بیت العدل میں جمع ہونگے۔ ان کی نگرانی اور انتظام بیت العدل کے ذمہ ہوگا۔ مثلاً کتاب اقدس میں لکھا ہے "مَنْ مَّاتَ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ ذُرِّيَّةٌ تَرْجِعُ حُقُوقُهُمْ اِلٰى بَيْتِ الْعَدْلِ" کہ اگر کوئی شخص ایسی حالت میں مرتا ہے کہ اس کی اولاد نہیں ہے۔ تو جو حقوق وراثت اُس کی اولاد کے تھے۔ وہ بیت العدل کو پہنچینگے۔ اسی طرح اقدس میں یہ بھی لکھا ہے "قَدْ اَرْجَعْنَا ثُلُثَ الدِّيَاتِ كُلِّهَا اِلٰى مَقَرِّ الْعَدْلِ" کہ جو مال بطور سزا یا معاوضہ اور تاوان کے کسی شخص سے کسی کو دلایا جائے اس کا تیسرا حصہ ہم نے بیت العدل کے لئے مقرر کیا ہے۔

چوتھا کام بیت العدل کے سپرد بہاء اللہ نے یہ کیا ہے۔ کہ دنیا میں جو مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں۔ انکو گھٹا کر ایک زبان کردیجائے۔ اسی میں تعلیم ہو اسی میں خط وکتابت ہو۔ چنانچہ "اشراقات (اشراق ششم) صفحہ ۲۹ میں بہاء اللہ حکم دیتے ہیں" "امنائے بیت عدل یک لسان را از السن موجودہ ویا لسانے بدیع ویک خط از خطوط اختیار نمایند و در مدارس عالم اطفال را بآں تعلیم دہند" کہ بیت العدل کے ممبروں کو چاہیئے کہ وہ یا تو موجودہ زبانوں میں سے کسی ایک زبان کو اختیار کرلیں اور یا کوئی نئی زبان بنالیں۔ اسی طرح طرز تحریر میں سے بھی کوئی ایک طرز تحریر اختیار کرلیں۔ اور دنیا کے مدارس میں بچوں کو اسی زبان اور اسی خط کی تعلیم دیں" اس حوالہ کے سوا بھی ایک زبان اور ایک خط پر بہاء اللہ نے کئی جگہوں میں زور دیا ہے۔ چنانچہ "لوح العالم" صفحہ ۶۹ میں بھی لکھا ہے "بائد لغات منحصر بلغت واحدہ گردد و در مدارس عالم بآں تعلیم دہند" کہ دنیا میں تمام زبانوں کی جگہ ایک ہی زبان ہونی چاہیئے۔ اور مدارس میں اسی زبان کے ذریعہ تعلیم دیجائے۔ اور کتاب اقدس میں بھی لکھا ہے۔

"یَا اَهْلَ الْمَجَالِسِ فِی الْبِلَادِ اخْتَارُوْا لُغَةً مِنَ اللُّغَاتِ لِیَتَکَلَّمَ بِهَا مَنْ عَلَی الْاَرْضِ وَکَذٰلِکَ مِنَ الْخُطُوْطِ" کہ اے شہروں کی مجلسوں کے ممبرو! تمام زبانوں میں سے ایک زبان کو چن لو۔ جس میں دنیا کے سب لوگ گفتگو کیا کریں۔ اور اسی طرح تحریر میں بھی کوئی ایک طرز تحریر اختیار کرلو جس کو سب لوگ استعمال کیا کریں۔ غرض یہ کام ہیں۔ جو بہاء اللہ نے بیت العدل کے سپرد کئے ہیں۔

ابھی تک بیت العدل قائم نہیں ہوا

لیکن خدا کی حکمت ہے کہ جتنے کام بہاء اللہ نے بیت العدل کے سپرد کئے تھے۔ ان میں سے آجتک ایک کام بھی نہیں ہوا۔ بلکہ بہاء اللہ کا بیٹا اور جانشین اول عبد البہاء آفندی اپنے مکاتیب کی دوسری جلد میں بصفحہ ۴۰۳ لکھتا ہے۔ کہ یہ بیت العدل جس کے سپرد بہاء اللہ نے یہ کام کئے تھے۔ ابھی تک دنیا میں قائم ہی نہیں ہوا۔ گویا بیت العدل کے متعلق جتنی تحریریں بہاء اللہ کی ہیں۔ وہ سب کی سب خیالی اور وہمی ہیں۔ عبد البہاء کے مکاتیب کی اصل عبارت یہ ہے: "شور را مقبول ومحبوب در ہر خصوص وامور را مشورت مجلس شور او سیاسی عمومی ملکی ملکوتی

یعنی بیتِ عدل آں با نتخاب عموم ست و آنچہ اتفاق آراء و یا اکثریت آراء در آں شوراء تقرر یابد معمول بہ است اکنوں بیتِ عدل در میان نہ۔ محافل روحانی در اطراف تشکیل شدہ است کہ ایں ہا دریں امور امریہ مانند تربیتِ اطفال و محافظت ایتام و رعایت عجزہ و نشر نفحات اللہ شوراء نمائند ایں محفل روحانی نیز باکثریت آراء انتخاب شود اما تجدید و تعیین مدت راجع بیتِ عدل کہ جمیع بہائیان عالم انتخاب کنند زیرا آنچہ نص قاطع نہ۔ بیت عدل عمومی قرارے داراں خواہند داد حال چوں تشکیل بیت عدل عمومی میسر نہ۔ قرار شد کہ محافل روحانی امریکا را در مدت پنج سال تجدیدا انتخاب نمائند" یعنی اگرچہ ہر معاملہ کے متعلق مشورہ کرنا بہتر اور عمدہ بات ہے لیکن وہ **مجلس شوریٰ** جسے کل اختیارات سیاسی اور ملکی اور روحانی و اخلاقی حاصل ہیں جس کا دوسرا نام بیتِ عدل ہے۔ اس کے ممبران کا انتخاب رائے عامہ سے ہوگا۔ اور ان کے اتفاق رائے یا کثرت رائے سے جو امر طے ہوگا۔ وہی قابل عمل سمجھا جائیگا۔ مگر **ابھی تک وہ بیت العدل ہمارے درمیان قایم نہیں ہوا ہے**۔ گو مختلف طرفوں میں ایسی روحانی مجلسیں قائم ہوئی ہیں جو بچوں کی تربیت اور یتیموں کی حفاظت اور عزیبوں کی خبرگیری اور مذہب بہاء کے پھیلانے میں مشورہ کرتی ہیں۔ اور ان کے ممبر بھی کثرت رائے سے منتخب ہوتے ہیں۔ مگر ممبران کے انتخاب اور ان کے زمانہ ممبری کی میعاد کا فیصلہ چونکہ بیت العدل کے متعلق ہے۔ جس کے ممبران کا انتخاب تمام دنیا کے بہائی ملکر کرینگے کیونکہ جن امور کے متعلق بہاء اللہ کی کتابوں میں کوئی صاف فیصلہ نہیں کیا گیا۔ ان کے متعلق بیت العدل عمومی کو فیصلہ کرنے کا اختیار ہے۔ اور حال یہ ہے کہ **ابھی تک بیت العدل عمومی قائم نہیں ہُوا ہے**۔ اس واسطے قرار پایا ہے۔ کہ امریکہ کی روحانی مجلسیں پانچویں سال جدید انتخاب کر لیا کریں" اس عبارت میں عبدالبہاء نے صاف طور پر بتادیا ہے۔ کہ جب **بیت العدل اعظم** کے قائم ہونے کے بعد دوسرے شہروں میں بیت العدل کی شاخیں کھُلنی تھیں۔ وہ **بیت العدل اعظم** ابھی تک قائم نہیں ہوا۔ اور جو کام اس **بیت العدل** نے کرنے تھے۔ وہ نہ ہوئے ہیں۔ اور نہ آیندہ ہونے کی اُمید ہے؛۔

مشرق الاذکار کیا چیز ہے

جس طرح دوسرے امور میں بہاء اللہ نے مسلمانوں سے علیحدگی اختیار کی ہے۔ اسی طرح مسجدوں کے معاملہ میں بھی اسکا یہی حال ہے۔ کوئی مسجد ان کے ہاں عبادت کے لئے نہیں بنائی جاتی۔ (کیونکہ جیسا کہ پہلے بتایا جاچکا ہے۔ بہائیوں کے ہاں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا حرام ہے) مگر ایک گھر مشرق الاذکار نام کا ذکر ان کے ہاں پایا جاتا ہے جس کے متعلق بہاء اللہ نے اقدس میں لکھا ہے "اِنَّهُ بَيْتٌ بُنِيَ لِذِكْرِیْ فِی الْمُدُنِ وَالْقُریٰ" کہ مشرق الاذکار وہ گھر ہے۔ جو شہروں اور دیہات میں میرا ذکر کرنے کے لئے بنایا جائے۔ اس ذکر کے متعلق بہاء اللہ نے اسی کتاب اقدس میں یہ ہدایت دی ہے "عَلِّمُوْا ذُرِّيَّاتِكُمْ مَا نُزِّلَ مِنْ سَمَاءِ الْعَظَمَةِ وَالْاِقْتِدَارِ لِيَقْرَءُوا اَلْوَاحَ الرَّحْمٰنِ بِاَحْسَنِ الْاَلْحَانِ فِی الْغُرَفِ الْمَبْنِيَّةِ فِی مَشَارِقِ الْاَذْکَارِ" کہ اے اہل بہاء جو کچھ عظمت اور اقتدار کے آسمان سے نازل ہوا ہے۔ اسے اپنی اولاد کو سکھاؤ تاکہ رحمٰن[1] (بہاء اللہ) کی آیتوں کو خوش الحانی کے ساتھ مشرق الاذکار کے اونچے مقام میں وہ پڑھ سکیں۔ دوسری جگہ لکھا ہے۔

"وَالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ اٰيٰتِ الرَّحْمٰنِ بِاَحْسَنِ الْاَلْحَانِ اُولٰئِكَ يُدْرِكُوْنَ مِنْهَا مَا لَا يُعَادِلُهٗ مَلَكُوْتُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرَضِيْنَ" کہ جو لوگ مشرق الاذکار میں رحمٰن (بہاء اللہ) کی آیتوں کو خوش الحانی کے ساتھ پڑھیں گے۔ وہ ان سے وہ بات پائیں گے جس کا مقابلہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت بھی نہیں کر سکتی۔ گویا جو طریق عیسائیوں کے گرجوں میں خوش الحانی سے اناجیل وغیرہ کی کچھ آیات پڑھنے کا تھا۔ اسی طریق کو بہاء اللہ نے مشرق الاذکار میں جاری کرنے کا حکم دیا ہے۔ پس جو لطف گانے کا عیسائیوں کے گرجوں میں حاصل ہوتا ہے زیادہ سے زیادہ وُہی لطف مشرق الاذکار بن جانے کی صورت میں اہل بہاء کو مشرق الاذکار میں حاصل ہو سکیگا۔ لیکن بہجۃ الصدور صفحہ ۲۷۴ سے ظاہر ہے۔ کہ کوئی مشرق الاذکار بہاء اللہ کے زمانہ

---

[1] بہاء اللہ کے رحمٰن ہونیکا ادّعا اس کی کتاب اقتدار صفحہ ۱۰۱ اور الواح مبارکہ صفحہ ۱۴۱ سے پہلے ثابت کیا جاچکا ہے۔ اور نزول آیات کا تفصیل ذکر کسی دوسرے مضمون میں آئیگا۔ منہ

بھی نہ بنا تھا۔ پہلا مشرق الاذکار جس کی بُنیاد بہاء اللہ کے اس دُنیا سے رُخصت ہو جانے کے بعد عبدالبہاء کے آخری زمانہ میں رکھی گئی۔ عشق آباد (روس) کا مشرق الاذکار بتایا جاتا ہے جیسا کہ مکاتیب عبدالبہاء جلد ۲ ص ۳ و ص ۳ و ۴۰۳ سے بھی ثابت ہے۔ مگر یہ مشرق الاذکار بھی ابھی تک تکمیل کو نہیں پہنچا۔ ہاں اپنے گھر کو کوئی مشرق الاذکار کہدے تو جُدا ہے۔ ورنہ مکاتیب عبدالبہاء جلد ا صفحہ ۶۰۴ میں تو صاف لکھا ہے۔ کہ مشرق الاذکار کی عمارت بہت اونچی اور بلند اور با انتظام ہونی ضروری ہے۔ "بُنیان مشرق الاذکار باید در نہایت علو وسمّو وانتظام باشد" جس کی رُو سے کوئی پرائیویٹ گھر مشرق الاذکار کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔ اور بدائع الآثار جلد اوّل صفحہ ۲۵۲ میں عبدالبہاء نے مشرق الاذکار کی عمارت کی جو تفصیل دی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ مشرق الاذکار مدوّر اور دائرہ شکل ہونا چاہیئے۔ ۹ باغیچے ۹ حوض فواروں والے ۹ دروازے اس کے اطراف میں ہوں۔ اور ہر قطعہ ایک محل سے متعلق ہو۔ مثلاً یتیم خانہ۔ شفاخانہ۔ مدرسہ ابتدائیہ۔ کالج اور اس قسم کے جو دوسرے لوازم مشرق الاذکار کے ہیں۔ انکو ایک ایک قطعے سے راستہ جائے گا اور مشرق الاذکار کے اندر اونچی جگہیں بنائی جائیں۔ جن پر گانے بجانے کا سامان ہو۔ اور ایک خاص نشست مقرر ہو جس میں بہاء اللہ سے مناجات اور اس کی عبادت کے فقرات پڑھے جائیں۔ (بدائع الآثار جلد اوّل صفحہ ۲۵۲) پس چنانچہ اس کے مطابق ابھی تک ایک بھی مشرق الاذکار دُنیا میں نہیں بنا۔

زناکاری کی سزاء

حدود اور قصاص کے متعلق بھی بہاء اللہ نے بعض احکام لکھے ہیں۔ مگر ہر جُرم کی جو سزا اسلام نے تجویز کی تھی اسکو بدل دیا ہے۔ مثلاً زنا کی سزا اقدس میں یہ لکھی ہے۔

"قد حکم اللہ لکلّ زانٍ وزانیۃٍ دیۃٌ مسلّمۃٌ الی بیتِ العدلِ وھی تسعۃ مثاقیلَ من الذھبِ وان عاد مرّۃً اُخرٰی عودوا بضعفِ الجزاءِ"

کہ ہر ایک مرد اور عورت جو زناکاری کا ارتکاب کریں۔ وہ نو نو مثقال سونا بطور جرمانہ کے بیت العدل میں داخل کریں (ایک مثقال قریب ساڑھے چار ماشہ کے ہوتا ہے) اور اگر وہ اس جرم کا دوبارہ ارتکاب کریں۔ تو اس سزا کو دوگنا کر دیا جاوے۔ یعنی بجائے نو نو مثقال سونا کے

اٹھارہ اٹھارہ مثقال سونا ان سے لیا جاوے۔ جو بیت العدل میں داخل ہو۔ لیکن جرم زنا کاری کے مقابلہ میں یہ سزا ایسی خفیف ہے کہ کسی طرح بھی اس سزا سے زنا کاری کا جرم نہیں رک سکتا۔

چور کی سزاء

چور کی سزا بھی بہاءاللہ نے کتاب اقدس میں وہ نہیں لکھی جو اسلام نے بتائی ہے۔ بلکہ لکھا ہے۔

"قَدْ کُتِبَ عَلَی السَّارِقِ النَّفْیُ وَالْحَبْسُ وَفِی الثَّالِثِ فَاجْعَلُوْا فِیْ جَبِیْنِهٖ عَلَامَةً یُعْرَفُ بِهَا" کہ چور کو جلاوطنی اور قید کی سزا دی جائے۔ اور اگر وہ تیسری دفعہ اسی جرم میں ماخوذ ہو تو اس کی پیشانی پر کوئی ایسا داغ دیا جاوے جس سے پہچانا جائے۔ کہ یہ چور ہے۔

قتل کرنے اور گھر جلانے کی سزا

اور اگر کوئی شخص کسی کا گھر جلا دیتا ہے۔ تو اس کی سزا بہاءاللہ نے یہ تجویز کی ہے۔ کہ خود اس شخص کو جس نے دوسرے کا گھر جلایا ہے یا جلا دیا جائے یا ہمیشہ کے لئے قید کیا جائے۔ اسیطرح قتل عمد کی بھی دو سزائیں تجویز کی ہیں۔ قاتل کو قتل کیا جائے یا عمر قید کیا جائے۔ چنانچہ کتاب اقدس میں لکھا ہے۔

"مَنْ اَحْرَقَ بَیْتًا مُتَعَمِّدًا فَاحْرِقُوْهُ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا عَامِدًا فَاقْتُلُوْهُ .... وَاِنْ تَحْکُمُوْا لَهُمَا حَبْسًا اَبَدِیًّا لَا بَأْسَ عَلَیْکُمْ"

کہ جو شخص کسی کے گھر کو جان بوجھ کر جلاتا ہے۔ اس کو جلا دیا جائے۔ اور جو شخص کسی کو جان بوجھ کر قتل کرتا ہے۔ اس کو قتل کیا جائے۔ اور اگر ان دونوں قسم کے مجرموں کے لئے عمر قید کا فیصلہ کیا جائے تو بھی کوئی گناہ نہیں۔ غرض دونوں سزاؤں میں سے ایک سزا دینے کا اختیار ہے۔ خواہ مجرم کو عمر قید کیا جائے خواہ جلایا اور قتل کیا جائے۔

قتل خطاء کی سزاء

قتل کی ایک قسم قتل خطاء بھی ہے یعنی بغیر ارادہ کے کسی شخص کا کسی کے ہاتھ سے قتل ہو جانا اس کی سزا بہاءاللہ نے کتاب اقدس میں یہ بیان کی ہے۔

"مَنْ قَتَلَ نَفْسًا خَطَأً فَلَهُ دِیَةٌ مُسَلَّمَةٌ اِلٰی اَهْلِهَا وَهِیَ مِائَةُ مِثْقَالٍ مِنَ الذَّهَبِ"

کہ اگر کوئی شخص کسی کے ہاتھ سے جان بوجھ کر نہیں بلکہ بے ارادہ اور غلطی سے مارا جاتا ہے تو اس کی سزا یہ ہے۔ کہ وہ سو مثقال سونا اس کے وارثوں کو ادا کرے۔

زخموں اور چوٹوں کی سزا

قتل سے کم درجہ کے جرائم یعنی چوٹوں اور زخموں کے متعلق بہاء اللہ نے یہ تو بتایا ہے کہ ان میں دیت (معاوضہ) ہے لیکن یہ تفصیل کسی جگہ درج نہیں کی۔ کہ کس زخم میں کتنا معاوضہ ہوگا۔ چنانچہ اقدس میں لکھا ہے۔

"اَمَّا الشِّجَاجُ وَالضَّرْبُ تَخْتَلِفُ اَحْكَامُهُمَا بِاِخْتِلَافِ مَقَادِيْرِهِمَا وَحَكَمَ الدَّيَّانُ لِكُلِّ مِقْدَارٍ دِيَةً مُّعَيَّنَةً ... لَوْ نَشَاءُ نُفَصِّلُهَا بِالْحَقِّ وَعْدًا مِّنْ عِنْدِنَا"

کہ چوٹوں اور زخموں کے احکام ان کی مختلف مقداروں کے مطابق مختلف ہونگے۔ اور ہر مقدار کا ایک خاص معاوضہ ہوگا۔ ہم چاہیں گے تو ان کی تفصیل کر دینگے۔ ہماری طرف سے یہ پکا وعدہ ہے۔ (جس کے بعد نہ یہ وعدہ پورا ہوا ہے۔ اور نہ کوئی تفصیل کی ہے) لیکن ہر شخص جو شریعت اسلام کے احکام سے واقف ہے۔ وہ جانتا ہے کہ قتل اور چوری اور زنا وغیرہ کی جو سزائیں شریعت بہائیہ میں تجویز کی گئی ہیں۔ یہ سب کی سب اسلامی تعلیم کے بالکل مخالف ہیں۔ بہرحال بہاء اللہ کی شریعت کے یہ وہ احکام ہیں۔ جو اس نے انسان کی زندگی تک کے لئے دیئے ہیں۔

کفن پانچ کپڑوں ریشمی یا سوتی کا ہو

انسان کے مرنے کے بعد اس کا کفن و دفن کیونکر ہو اور اس کا ترکہ کیسے تقسیم ہو۔ اس کی بابت بہاء اللہ نے پہلی ہدایت یہ دی ہے۔ کہ میت کو ریشم یا سوت کے پانچ کپڑوں کا کفن پہنایا جائے۔ چنانچہ اقدس میں لکھا ہے "اَنْ تُكَفِّنُوْهُ فِيْ خَمْسَةِ اَثْوَابٍ مِّنَ الْحَرِيْرِ اَوِ الْقُطْنِ" کہ مردہ کو پانچ کپڑوں کا کفن پہناؤ۔ جو ریشمی یا سوتی ہوں۔

ایک گھنٹہ سے زائد فاصلہ پر میت کا لیجانا حرام ہے

دوسری ہدایت یہ دی ہے۔ کہ جہاں کوئی شخص فوت ہو وہاں سے ایک گھنٹہ سے زیادہ مسافت

پر اسکو دفن کرنے کے لئے نہ لیجائیں۔ اس کے متعلق اقدس کے الفاظ یہ ہیں "حُرِّمَ عَلَيْكُمْ نَقْلُ الْمَيِّتِ اَزْيَدَ مِنْ مَسَافَةِ سَاعَةٍ مِّنَ الْمَدِيْنَةِ اُدْفُنُوْهُ بِالرَّوْحِ وَالرَّيْحَانِ فِيْ مَكَانٍ قَرِيْبٍ" کہ شہر سے ایک گھنٹہ سے زیادہ فاصلہ پر میت کا لیجانا حرام ہے بلکہ قریب سے قریب جگہ میں اس کو دفن کیا جاوے۔ اس حکم کے ہوتے ہوئے نامعلوم یہ دعویٰ کس طرح کیا جاتا ہے کہ علی محمد (باب) کے ۱۲۶۶ھ ہجری میں تبریز میں مارے جانے کے بعد اس کی قبر حیفا میں بھی ۱۳۱۸ھ ہجری میں بنائی گئی۔ کیونکہ تبریز جہاں علی محمد (باب) مارے گئے ایران میں واقع ہے۔ اور حیفا وہاں سے بہت دور فلسطین کے علاقہ میں واقع ہے۔ (دیکھو اہل بہاء کا رسالہ تسع عشریہ نلق ۱۲۶-۱۲۷ اور مکاتیب جلد ۲ صفحہ ۲۹۲)

نماز جنازہ میں کیا پڑھا جائے۔

تیسری ہدایت جو جنازہ کے متعلق دی گئی ہے وہ یہ ہے کہ نماز جنازہ اس طرح پڑھی جائے جس طرح بہاء اللہ نے خود تجویز کی ہے۔ چنانچہ پوری تفصیل اس کی کتاب ادعیہ محبوب صفحہ ۲۱۴-۲۱۵ میں درج ہے۔ اور کتاب اقدس میں صرف یہ لکھ دیا ہے۔

"قَدْ نُزِّلَتْ فِيْ صَلٰوةِ الْمَيِّتِ سِتَّةُ تَكْبِيْرَاتٍ ... وَالَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْقِرَاۃِ لَهٗ اَنْ يَّقْرَءَ مَا نُزِّلَ قَبْلَهَا وَاِلَّا عَفَا اللّٰهُ عَنْهُ"

کہ نماز جنازہ کی چھ تکبیریں ہونگی۔ جو شخص پڑھنا جانتا ہو۔ اُسے چاہیئے۔ کہ جو کچھ اس سے پہلے اُتارا گیا ہے۔ (اور کتاب ادعیہ محبوب صفحہ ۲۱۴-۲۱۵ میں درج ہے) وہ پڑھے۔ اور اگر نہیں جانتا تو اسے معاف ہے۔ لیکن جس طرح علی محمد باب اور خود بہاء اللہ نے امام کی اقتداء میں دوسری نمازوں کا پڑھنا حرام قرار دیا ہے۔ اسی طرح نماز جنازہ بھی ان کے ہاں امام کے پیچھے ناجائز ہے۔ چنانچہ لکھا ہے " وے کسے مقدم نہ ایستد کل در صفوف خود قائماً نماز گذارند براو بقصد فرادی وے در صورت جماعت " کہ نماز جنازہ میں کوئی شخص بطور امام کے آگے کھڑا نہ ہو جماعت جمع ہو مگر ہر شخص اپنی الگ نماز جنازہ پڑھے۔ (بیان)

بہائی مُردوں کو کس رُخ دفن کرنا چاہیئے

عشق آباد سے جو رُوسی ترکستان میں ایران اور رُوس کی سرحد پر واقع ہے۔ کسی بہائی نے

۱۹۱۹ء میں بہاء اللہ کے بیٹے اور جانشین اوّل عبدالبہاء سے سوال کیا تھا۔ کہ بہائی فرقہ کے مُردوں کو قبر میں کس رُخ دفن کرنا چاہیئے۔ اس کا جو جواب عبدالبہاء نے دیا تھا۔ اور مکاتیب عبدالبہاء جلد ۳ صفحہ ۲۸۷ میں چھپا ہے۔ وہ یہ ہے۔

"اما قضیۂ دفن اموات ہنوز اگر بقرار سابق باشد بہتر است زیرا نباید نوعے نمود کہ میان آشنا و بیگانہ بکلی فسخ و جُدائی افتد زیرا جُدائی مانع از تبلیغ است و چون زمانے آید کہ اجرائے احکام بہیچ وجہ سبب وحشت قلوب نگردد و امر اللہ اعلان شود آن وقت در ترکستان باید از شرق توجہ بغرب مائل بشمال کنند و اموات را سر بقبلہ و پا بشمال دفن نمایند۔"

ترجمہ اس عبارت کا یہ ہے کہ تم نے جو سوال مُردوں کے دفن کرنے کے متعلق کیا ہے اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اگر ابھی مُردے اسی طرح دفن کئے جائیں۔ جس طرح پہلے دفن ہوتے تھے۔ تو یہ بہتر ہے کیونکہ مُردوں کے دفن کرنے میں ابھی سے ایسا طریق اختیار نہیں کرنا چاہیئے۔ جس سے اپنوں اور بیگانوں میں بالکل علیحدگی اور جُدائی واقع ہو جائے۔ کیونکہ جُدائی تبلیغ میں روک ہوتی ہے۔ اور جب وہ زمانہ آجائے کہ بہائی مذہب کے حکموں کا جاری کرنا کسی طرح لوگوں کے لئے دلی نفرت کا موجب نہ بنے اور (تقیہ کا پردہ دور ہو کر) اس مذہب کا اعلان ہو جائے۔ تو اس وقت روسی ترکستان میں یہ ہونا چاہیئے۔ کہ (نماز میں) مُنہ مشرق سے مغرب کی طرف ذرا[1] شمال کو جُھکے ہوئے رکھا جائے۔ اور مُردوں کو اس طرح دفن کیا جائے۔ کہ سر ان کا قبلہ کی طرف ہو۔ اور پاؤں ان کے شمال کی طرف۔

عبدالبہاء کے اس جواب سے ظاہر ہے۔ کہ گو ابھی تقیہ کی وجہ سے جو اس مذہب کی رُوح رواں ہے

---

[1] میں نے کتاب کی چھپی ہوئی عبارت کے مطابق مائل بشمال کا ترجمہ ذرا شمال کو جُھکے ہوئے کر دیا ہے۔ ورنہ اصل مائل بجنوب ہونا چاہیئے۔ کیونکہ عکا۔ عشق آباد سے مائل بشمال نہیں ہے بلکہ مائل بجنوب ہے۔

بہائی مُردوں کا پہلے دستور اور رواج کے مطابق ہی دفن ہونا بہتر ہے۔ مگر شریعت بہائیہ کا اصل حکم یہی ہے۔ کہ بہائی مُردوں کا مُنہ دفن کرتے وقت بہائی قبلہ کی طرف کرنا چاہیئے جس کی نسبت اسی رسالہ میں بیان ہو چکا ہے۔ کہ وہ میرزا حسین علی الملقب بہ بہاء اللہ کی قبر واقع محل بہجی (عکّا) ملک فلسطین ہے۔

غُسل میت کا کوئی حکم نہیں

غُسل میت کے متعلق شریعت بہائیہ میں کوئی ہدایت نہیں پائی جاتی اور نہ کسی جگہ اقدس میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ میت کو غُسل دیا جاوے۔ اسواسطے بہائی مذہب میں میت کا نہلانا یا نہ نہلانا برابر ہے گو بعض بہائی کہتے ہیں۔ کہ بہاء اللہ کو غُسل دیا گیا تھا۔ مگر شریعت بہائیہ میں کوئی حکم اس کے متعلق نہیں پایا جاتا۔

مُردے کی انگوٹھی اور قبر کیسی ہو

میت کے دفن کرنے کے متعلق بہاء اللہ نے ایک ہدایت یہ بھی دی ہے کہ مُردہ کو خاص قسم کے پُر تکلف طریقہ سے دفن کیا جاوے۔ چنانچہ کتاب اقدس میں لکھا ہے "قَدْ حَکَمَ اللّٰہُ فِیْ دَفْنِ الْاَمْوَاتِ فِی الْبَلُّوْرِ وَالْاَحْجَارِ الْمُمْتَنِعَۃِ اَوِ الْاَخْشَابِ الصَّلْبَۃِ اللَّطِیْفَۃِ وَوَضْعِ الْخَوَاتِیْمِ الْمَنْقُوْشَۃِ فِیْ اَصَابِعِھِمْ" کہ خدا نے حکم دیا ہے کہ مُردوں کو شفاف شیشوں اور نایاب پتھروں یا مضبوط اور لطیف لکڑیوں کے اندر دفن کیا جائے۔ اور ہر مُردہ کی اُنگلی میں ایک انگوٹھی پہنائی جاوے جس پر وہ الفاظ کندہ ہوں جو بہاء اللہ کی کتابوں میں اس کے واسطے درج ہیں۔ غرض جس طرح بہاء اللہ کی شریعت کے دوسرے احکام اسلامی شریعت کے احکام کے خلاف ہیں۔ اسی طرح کفن دفن کے احکام بھی اسلام کے مخالف ہیں۔

ترکۂ میت کی تقسیم کس طرح ہو گی

میت کا ترکہ کس طرح تقسیم ہو۔ اس کے متعلق بھی بہاء اللہ کی طرف سے کتاب اقدس میں عجیب قسم کی ہدایات دی گئی ہیں۔ لکھا ہے " قَدْ قَسَمْنَا الْمَوَارِیْثَ عَلٰی عَدَدِ الزَّآءِ مِنْھَا قُدِّرَ لِذُرِّیَّاتِکُمْ مِنْ کِتَابِ الطَّآءِ عَلٰی عَدَدِ الْمَقْتِ وَلِلْاَزْوَاجِ مِنْ کِتَابِ الْحَآءِ عَلٰی عَدَدِ التَّآءِ وَالْفَآءِ وَلِلْاٰبَآءِ مِنْ کِتَابِ الزَّآءِ عَلٰی عَدَدِ التَّآءِ وَالْکَافِ

وَلِلْاُمَّھَاتِ مِنْ کِتَابِ الْوَاوِ عَلٰی عَدَدِ الرَّفِیْعِ وَلِلْاِخْوَانِ مِنْ کِتَابِ الْھَاءِ عَدَدُ الشِّیْنِ وَلِلْاَخَوَاتِ مِنْ کِتَابِ الدَّالِ عَدَدُ الرَّاءِ وَالْمِیْمِ وَلِلْمُعَلِّمِیْنَ مِنْ کِتَابِ الْجِیْمِ عَدَدُ الْقَافِ وَالْفَاءِ ؎

(ترجمہ) کہ ہم نے ترکہ میت کو تقسیم کیا ہے عَدَد الزاء یعنی سات حصوں پر (بحساب جمل زاء کے سات عدد ہوتے ہیں) ایک حصہ اولاد کا۔ ایک حصہ میاں بیوی کا۔ (اگر میاں مریگا تو بیوی لیگی۔ اور بیوی مریگی تو میاں لیگا) ایک حصہ باپ کا۔ ایک حصہ ماں کا۔ ایک حصہ بھائیوں کا۔ ایک حصہ بہنوں کا۔ ایک حصہ استادوں کا۔ ان ساتوں حصوں کی تقسیم بحساب جمل یوں ہوگی۔

اولاد کا حصہ۔ کتاب الطاء[ع] علے عدد المقت [۵۴۰] یعنی پانچسو چالیس کا نواں حصہ = ۶۰

میاں بیوی کا حصہ۔ کتاب الحاء علی عدد التاء والفاء [۴۸۰] یعنی چارسو اسی کا آٹھواں حصہ = ۶۰

باپ کا حصہ۔ کتاب الزاء علے عدد التاء والکاف [۴۲۰] یعنی چارسو بیس کا ساتواں حصہ = ۶۰

ماں کا حصہ۔ کتاب الواو علے عدد الرفیع [۳۶۰] یعنی تین سو ساٹھ کا چھٹا حصہ = ۶۰

بھائیوں کا حصہ۔ کتاب الھاء علے عدد الشین [۳۰۰] یعنی تین سو کا پانچواں حصہ = ۶۰

بہنوں کا حصہ۔ کتاب الدال علے عدد الراء والمیم [۲۴۰] یعنی دوسو چالیس کا چوتھا حصہ = ۶۰

اُستاذ کا حصہ۔ کتاب الجیم علے عدد القاف والفاء [۱۸۰] یعنی ایک سو اسی کا تیسرا حصہ = ۶۰

میت کے ترکہ کا اصل مقسم جو عَدَدُ الْمُقْتِ یعنی پانچسو چالیس [۵۴۰] تقسیم ترکہ کے لئے بہاء اللہ نے تجویز کئے ہیں۔ ان میں سے چارسو بیس [۴۲۰] بحصص متذکرہ بالا تقسیم کرنے کے بعد ایک سو بیس [۱۲۰] جو باقی رہ جاتے ہیں۔ ان کی نسبت بہاء اللہ نے کتاب اقدس میں یہ لکھا ہے۔

"اِنَّا لَمَّا سَمِعْنَا ضَجِیْجَ الذُّرِّیَّاتِ فِی الْاَصْلَابِ زِدْنَا ضِعْفَ مَالَھُمْ" کہ جب ہم نے

؎ کتاب کے معنی اسجگہ حصہ کے ہیں اور مطلب یہ ہے کہ بحساب جمل طاء کے جتنے عدد بنتے ہیں انکو مقت کے عددوں پر تقسیم کیا جائے تو اولاد کا حصہ نکل آئیگا۔ اور یہی طریقہ دوسرے حصہ داروں کے حصص نکالنے میں استعمال ہوا ہے یعنی جہاں جہاں عَلٰی کا لفظ آیا ہے۔ عَلٰی سے پہلے عدد کو عَلٰی کے بعد کے عدد پر تقسیم کیا جائے تو حصہ دار کا حصہ نکل آتا ہے۔ جو ہر حصہ دار کے سامنے درج کردیا گیا ہے۔ منہ

باپوں کی بیٹھوں میں اولاد کی ترجیح دیکاڑ سنی۔ تو جو حصہ ان کا اصل مقرر تھا۔ اُس سے دوگنا حصہ ان کو اور دیدیا۔ گویا اولاد کو جو حصہ اصل مقسم (۵۴۰) سے ساٹھ (۶۰) ملا تھا۔ ان کے زیادہ شور کی وجہ سے ساٹھ کا دوگنا (۱۲۰) ان کو اور دیدیا ہے۔ اور اس طرح تقسیم کو پورا کر دیا ہے۔ بہاء اللہ کے نزدیک یہ تو اصل وارث تھے۔ جن کو بہاء اللہ نے سب سے مقدم رکھا ہے۔ "لیکن اگر کوئی شخص مرجائے۔ اور اس کی اولاد نہ ہو۔ تو اس کی نسبت بہاء اللہ نے یہ حکم دیا ہے۔ کہ اولاد کا حصہ بیت العدل میں داخل ہوگا۔ اور اگر اولاد ہو مگر دوسرے ورثا میں سے کوئی موجود نہ ہو تو کُل مال کی دو تہائی اولاد کو ملے گی۔ اور ایک تہائی بیت العدل کو۔ اور اگر ان متذکرہ بالا ورثا میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو۔ مگر بھائیوں اور بہنوں کی اولاد موجود ہو۔ تو ترکہ کا دو تہائی ان رشتہ داروں کو اور ایک تہائی بیت العدل کو۔ اور اگر یہ رشتہ دار بھی موجود نہ ہوں۔ تو یہ دو تہائی ماں باپ کے بہن بھائیوں کو۔ اور ان کی عدم موجودگی میں ان کی اولاد کو۔ اور تیسرا حصہ بیت العدل کو۔ اور اگر ان میں سے بھی کوئی وارث موجود نہ ہو تو سارے کا سارا ترکہ بیت العدل کو ملے گا[1]" اور یہ بات پہلے بیان ہو چکی ہے۔ کہ بیت العدل ابھی تک قائم نہیں ہوا۔ اس واسطے یہ روپیہ یا تو بہاء اللہ اور اس کی اولاد کی جیب میں پڑتا رہا۔ اور یا کسی کو بھی نہیں دیا جاتا رہا۔

---

[1] حاشیہ :- اصل عبارت کتاب اقدس کی اس حصہ ورثاء کی نسبت یہ ہے "مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذُرِّيَّةٌ تَرْجِعُ حُقُوقُهُمْ اِلَى بَيْتِ الْعَدْلِ ... وَالَّذِي لَهُ ذُرِّيَّةٌ وَلَمْ يَكُنْ مَا دُونَهَا عَمَّا حُدِّدَ فِي الْكِتَابِ يَرْجِعُ الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَهُ اِلَى الذُّرِّيَّةِ وَالثُّلُثُ اِلَى بَيْتِ الْعَدْلِ ... وَالَّذِي لَمْ يَكُنْ لَهُ مَنْ يَرِثُهُ وَكَانَ لَهُ ذُو الْقُرْبَى مِنْ اَبْنَاءِ الْاَخِ وَالْاُخْتِ وَبَنَاتِهِمَا فَلَهُمُ الثُّلُثَانِ وَاِلَّا لِلْاَعْمَامِ وَالْاَخْوَالِ وَالْعَمَّاتِ وَالْخَالَاتِ وَمِنْ بَعْدِهِمْ وَبَعْدَهُنَّ لِاَبْنَائِهِمْ وَاَبْنَائِهِنَّ وَبَنَاتِهِمْ وَبَنَاتِهِنَّ وَالثُّلُثُ يَرْجِعُ اِلَى مَقَرِّ الْعَدْلِ ... وَمَنْ مَاتَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ اَحَدٌ مِنَ الَّذِينَ نَزَلَتْ اَسْمَاؤُهُمْ مِنَ الْقَلَمِ الْاَعْلَى تَرْجِعُ الْاَمْوَالُ كُلُّهَا اِلَى الْمَقَرِّ الْمَذْكُورِ" چونکہ ترجمہ اس کا یہی ہے جو اوپر کیا گیا ہے۔ اس واسطے مزید ترجمہ کی حاجت نہیں ہے۔ منہ

رہائشی مکان اور پہننے کے کپڑے لڑکوں کو ملیں گے نہ لڑکیوں کو۔

اس طریقہ تقسیم کے علاوہ جو بیان ہوا ہے۔ ایک ہدایت بہاء اللہ نے ترکہ میت کے متعلق یہ بھی دی ہے۔ کہ **رہائشی مکان اور پہننے کے خاص کپڑے** صرف لڑکوں کو ملیں گے۔ عورتوں کا اس میں کوئی حصہ نہ ہوگا۔ اور نیز یہ کہ اگر کوئی شخص اپنے باپ کی زندگی میں مرگیا ہے۔ اور اس کی اولاد موجود ہے۔ تو وہ اولاد اس حصہ کی وارث ہوگی جو باپ کو ملنا تھا۔ چنانچہ کتاب اقدس میں لکھا ہے۔

"وَجَعَلْنَا دَارَ الْمَسْكُونَةِ وَالْأَلْبِسَةَ الْمَخْصُوصَةَ لِلذُّرِّيَّةِ مِنَ الذُّكْرَانِ دُوْنَ الْإِنَاثِ... إِنَّ الَّذِيْ مَاتَ فِيْ أَيَّامِ وَالِدِهٖ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ أُولٰئِكَ يَرِثُوْنَ مَا لِأَبِيْهِمْ" کہ ہم نے رہائشی مکان اور پہننے کے خاص کپڑے صرف لڑکوں کے لئے ہی کردیئے ہیں۔ عورتوں کا ان میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ اور جو شخص اپنے باپ کی زندگی میں مرتا ہے اور اس کی اولاد ہے۔ تو وہ اولاد اس حصہ کی وارث ہوگی۔ جو اس کے باپ کو ملنا تھا۔

ترکہ کے متعلق وصیت کرنے کے وسیع اختیارات

ترکہ کے متعلق یہ ہدایات اور طریقہ تقسیم جو بہاء اللہ نے کتاب اقدس میں بیان کیا ہے۔ اس کے ساتھ بہاء اللہ کے بیٹے اور اوّل جانشین عبد البہاء نے اپنی طرف سے یہ قید بھی لگائی ہے۔ کہ تقسیم ورثہ کے اُن قواعد پر جو بہاء اللہ نے بیان کئے ہیں۔ اسی حالت میں عمل ہوگا۔ جب مرنے والے نے کوئی وصیت نہ کی ہو۔ اگر اس نے وصیت کی ہے تو وصیت مقدم ہوگی۔ چنانچہ عبد البہاء کے مکاتیب کی تیسری جلد میں بصفحہ ۳۷۰ لکھا ہے "اما مسئلہ میراث این تقسیم در صورتے ست کہ شخص متوفی وصیتے ننمائد آں وقت این تقسیم جاری گردد ولے ہر نفسے مکلّف بر وصیت ست مکنا وصیت نماید و بحسب میل خودش ہر نوعے کہ بخواہد وصیت کند.... ....دریں صورت شخص متوفی میدانے وسیع دارد کہ در زمان حیات خود بہر قسمی کہ میل دارد وصیت نماید مجری خودد" کہ وراثت کے متعلق جو مسائل کتاب اقدس میں بیان کئے گئے ہیں ان کے مطابق تقسیم ترکہ اسی صورت میں ہوگی کہ شخص متوفی نے کوئی وصیت نہ کی ہو۔ لیکن ہر شخص کو حکم ہے۔ اور وہ مجاز کیا گیا ہے کہ جس طرح چاہے اپنی خواہش کے مطابق وصیت کرے۔

وصیت کرنے والا اپنی زندگی میں جس طرح چاہتا ہے۔ وصیت کرے اُس کے لئے کوئی روک نہیں ہے مگر بہاء اللہ نے کسی جگہ یہ بیان نہیں کیا کہ جو طریقہ تقسیم میں نے بیان کیا ہے۔ وہ وصیت سے منسوخ بھی ہو سکتا ہے۔ بہرحال جو قواعد ورثہ کے بہاء اللہ نے مقرر کئے ہیں۔ وہ بھی اسلامی شریعت کے مخالف ہیں۔ اور جو عبد البہاء نے یہ کہا ہے۔ کہ مرنے والا جو وصیت چاہے کرے۔ یہ بھی نادرست ہے کیونکہ جس وصیت سے وارثوں کے جائز حقوق کو نقصان پہنچے گا۔ وہ کسی طرح بھی جائز نہیں ہوگی۔

بہائیوں کی چالبازیاں تقیہ کے پردہ میں

شریعت بہائیہ کی جو تفصیل یہانتک بیان کی گئی ہے۔ اس کو پڑھ کر ہر شخص خود فیصلہ کر سکتا ہے کہ کیا میرزا حسین علی الملقب بہ بہاء اللہ کا یہ مشن تھا۔ کہ اسلام کو فروغ دیا جائے اور اس کے لئے ایک ایسی جماعت تیار کی جائے۔ جو اسلام کی خادم ہو۔ اور یا اس کا یہ مُدعا تھا کہ اسلامی شریعت کو مٹا کر اپنی ایک خود ساختہ نئی شریعت جاری کرے۔ بہاء اللہ ایرانی کی اس شریعت کے ہوتے ہوئے جس کا اکثر حصہ میں نے اس رسالہ میں درج کر دیا ہے۔ کوئی شخص یہ خیال نہیں کر سکتا کہ بہاء اللہ یا اس کے ماننے والوں کا اسلام کے ساتھ کچھ بھی تعلق باقی ہے بلکہ اس شریعت کا ایک ایک لفظ بتا رہا ہے۔ کہ اسلام کے یہ لوگ کس قدر مخالف ہیں۔ ایسی صورت میں جو شخص یہ کہتا ہے کہ بہائی فرقہ بھی کوئی اسلامی فرقہ ہے۔ وہ یا تو بے خبر ہے۔ اور نہیں جانتا کہ اسلامی شریعت میں اور بہائی شریعت میں کیا فرق ہے۔ اور یا وہ کوئی خُفیہ بہائی ہو سکتا ہے۔ جو تقیہ کے پردہ میں لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے ایسا کہتا ہے کیونکہ بہائی فرقہ میں ایسی چالبازیاں تقیہ کے پردہ میں نہ صرف جائز ہیں بلکہ ضروری ہیں۔ چنانچہ میرزا حیدر علی صاحب اصفہانی جو بہائی فرقہ کے بہت بڑے مُبلّغ سمجھے گئے ہیں۔ اور ابھی دو چار سال ہوئے ہیں۔ کہ حیفا میں جو بہائی فرقہ کا مرکز خیال کیا جاتا ہے۔ ان کا انتقال ہُوا ہے۔ اپنی کتاب بہجۃ الصدور مطبوعہ ۱۹۱۳ء کے صفحہ ۸۳ میں لکھتے ہیں۔ کہ جب بمقام ادرنہ عبد البہاء کی سفارش پر بہاء اللہ نے مجھے اپنے مذہب کی تبلیغ کے لئے استنبول کا مُبلّغ مقرر کیا۔ تو سب سے پہلی ہدایت انہوں نے مجھے یہ دی۔

22 بحکمت صُحبت کُن و مشرف شدن ادرنہ را برائے سیاحت و اطلاع ہر جائی اظہار

"وا اُسْتُرْ ذَهَبَكَ وَذَهَابَكَ وَمَذْهَبَكَ" را ہموارہ ملاحظہ نما"

کہ تم لوگوں سے حکمت کے ساتھ ملاقات کرنا اور اور نہ ہیں جہاں اس وقت بہائی رہتے تھے۔ اپنا آنا ایک عام اطلاع حاصل کرنے والے سیّاح کے طور پر لوگوں کے پاس بیان کرنا اور اس نصیحت کو ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھنا کہ

یعنی دولت۔ اپنا سفر۔ اپنا مذہب کسی کے پاس ظاہر نہ کرنا اور حتی الامکان ان تینوں چیزوں کو چھپائے رکھنا۔ چنانچہ بہاء اللہ کی اس ہدایت اور نصیحت کے مطابق میرزا حیدر علی اصفہانی باوجود بہائی مذہب کا مُبلّغ مقرر ہونے کے جس طرح حتی الامکان اپنا مذہب چھپاتے رہے اور اپنے بہائی ہونے سے انکار کرتے رہے ہیں۔ اس کی بہت سی مثالیں اُنہوں نے اپنی اسی کتاب بہجۃ الصدور میں درج کر دی ہیں۔ جو عبدالبہاء کے اشارہ سے دوسرے بہائیوں کی تعلیم اور تلقین کے لئے لکھی اور شائع کی گئی ہے۔ چنانچہ

ایک واقعہ میرزا حیدر علی صاحب بہجۃ الصدور صفحہ ۱۰۷ میں یہ لکھتے ہیں کہ جب مجھ پر مصر میں یہ اتہام لگایا گیا کہ "از دین اسلام خارج شدہ است و دین و آئین جدیدے بدعت نمودہ است" کہ یہ شخص دین اسلام سے خارج ہو گیا ہے اور ایک نئے دین اور نئے مذہب کو اس نے اختیار کر لیا ہے۔ تو میں نے مصر کے پولیس افسر کو یہ لکھ بھیجا کہ

"قنصل بعداوت و نفسانیتے کہ با فانیاں داشت نسبت تجدید کتاب و فروع جدید دادہ است ولدے التحقیق بر اولیاء امور کذب و افتراء و تہمتش چوں شمس فی رابعۃ النہار آشکار و ہویدا خواہد شد"

کہ سرکاری کونسل نے خود غرضی اور عداوت سے جو اس کو ہم ماخوذ شدہ اشخاص کے ساتھ ہے ہم کو ایک نئے دین اور نئی کتاب کا پیرو بتایا ہے لیکن تحقیق کرنے پر حکام کو اس کونسل کا جھوٹ اور افتراء اور اتہام لگانا ایسا واضح اور آشکارا ہو جائیگا۔ جیسے دوپہر کا سورج۔

حالانکہ میرزا حیدر علی خوب جانتے تھے کہ ان کی نسبت جو قنصل نے یہ بیان کیا ہے کہ یہ لوگ ایک نئے دین اور نئی کتاب کے پیرو ہو گئے ہیں۔ یہ درست اور امر واقعہ تھا۔ اور اسی کام کے لئے میرزا حیدر علی مبلّغ مقرر تھے۔ چنانچہ جہاں جہاں میرزا حیدر علی کے کوئی شخص قابو آتا ہے۔ تو

وہاں انہوں نے فخریہ طور پر یہ بیان کیا ہے۔ کہ فلاں شخص کو میں نے تبلیغ کی اور اس سے یہ بات بھی منوالی کہ نئی شریعت آگئی ہے۔ جیسا کہ اسی بہجۃ الصدور ص ۱۸۲ میں لکھتے ہیں۔ کہ

"از نسخ و تجدید شریعت ہم بہ برہان آگاہ شد"

کہ ایک شخص کو جب تبلیغ کی گئی تو اس پر اسلام کا منسوخ ہونا اور اس کی بجائے نئی شریعت کا آجانا دلائل کے ساتھ واضح ہو گیا۔

ایک دوسرا واقعہ بہجۃ الصدور صفحہ ۸۶-۸۸ میں میرزا حیدر علی یہ لکھتے ہیں کہ بعد اس کے کہ یہ بہاءاللہ کی طرف سے بہائی مذہب کی تبلیغ کے لئے مقرر ہو چکے تھے۔ بطور مبلغ کے جب یہ مصر میں آئے۔ اور ایرانی لوگوں نے ان سے یہ سوال کیا۔ کہ ہمارے پاس استنبول سے ایسی ایسی اطلاعات آئی ہیں۔ کہ تم نے حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے دامن مبارک کو چھوڑ دیا ہے۔ اور حضرات ائمہ طاہرین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی دوستی سے ہاتھ اٹھا لیا ہے۔ اور تم اسلام اور مسلمانوں سے خارج ہو گئے ہو۔ اس کے کیا وجوہات ہیں۔ تو مرزا حیدر علی نے انہیں یہ جواب دیا۔ "برائے تبلیغ نیامدہ ام وخود را قابل اینکہ نسبت بمومنین ایں امر بدہیم نمی دانیم تا چہ رسد بہ مبلغین" کہ ہم بہائی مذہب کی تبلیغ کرنے کے لئے نہیں آئے ہیں۔ مبلغ بننا تو بڑی بات ہے۔ ہم تو اپنے آپ کو اس قابل بھی نہیں سمجھتے ہیں کہ جو لوگ اس مذہب میں داخل ہیں۔ ان کی طرف اپنے آپ کو منسوب بھی کر سکیں۔ حالانکہ میرزا حیدر علی بہجۃ الصدور ص ۳۵ میں خود لکھ چکے ہیں کہ جد البہاء کی سفارش پر بہاءاللہ کی طرف سے یہ مبلغ مقرر ہو چکے تھے۔

تیسرا واقعہ بہجۃ الصدور ص ۱۹۶ میں میرزا حیدر علی نے یہ بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ وہ ایران کے حاکم **شجاع الدولہ** سے اس غرض سے ملے کہ بہائیوں کے متعلق کوئی شخص ان کے پاس غلط شکایات پہنچاتا تھا۔ میرزا حیدر علی نے عند الملاقات ظاہر کیا کہ میں سیاح ہوں۔ اور عکا کا حال بیان کیا۔ اور آخر میں کہا۔

"از ایں طائفہ ستم الآں بہ شرف خانہ مشرف شدم و بہ عرض خانہ آنچہ دانستہ و دیدہ است عرض میکند فرمود تا تفصیلے موقع نباشد ایں قسم صحبت نمی کند وایں قدر از بیانات

خان حفظنی تانبود تو ازین نفوسی و بامن بے پردہ صحبت کنی"

کہ میں بہائی فرقہ سے نہیں ہوں۔ بغیر کسی غرض کے میں تو حاضر ہوا تھا۔ اور جو عکا میں دیکھا اور جانا تھا۔ وہ عرض کیا ہے۔ شجاع الدولہ نے کہا کہ جب تک کوئی شخص بہائی نہ ہو بہائی مذہب کے متعلق ایسی باتیں نہیں کر سکتا۔ اور نہ اس کو اس فرقہ کے متعلق اتنی باتیں یاد ہو سکتی ہیں۔ تم بہائی ہو اور مجھ سے پردہ کرتے ہو"

شجاع الدولہ کے اس فرمانے پر میرزا حیدر علی نے جو جواب دیا وہ یہ تھا۔

"داگر فانی مومن و موقن است باید حضرتش را در جمیع جہات اطاعت کنم"

کہ اگر میں بہائی فرقہ سے ہوں۔ اور اس مذہب پر میرا ایمان اور یقین ہے تو مجھے حضرت بہاء اللہ کی تمام باتوں میں اطاعت کرنی چاہیئے۔ مدعا یہ تھا۔ کہ یہ جھوٹ اور تقیہ بازی بھی تو اُنہی بہاء اللہ کی سکھائی ہوئی ہے۔ جس پر عمل کر کے باوجود بہائی مذہب کا مبلغ ہونے کے بہائی فرقہ میں ہونے سے انکار کر رہا ہوں۔ اگر میں بہائی نہ ہوتا اور بہاء اللہ نے مجھے مبلغ مقرر کرتے وقت یہ تعلیم نہ دی ہوتی کہ اپنے مذہب کو بھی اسی طرح لوگوں سے چھپا رکھنا ضروری ہے جیسے دولت کو تو میں بہائی ہونے سے کیوں انکار کرتا۔

چوتھا واقعہ مرزا حیدر علی نے بہجۃ الصدور صفحہ ۲۰۶-۲۰۷ میں یہ لکھا ہے کہ میں اور آقا غلام حسین اور آقا محمد صادق جو دونوں بہائی تھے۔ ایران کے ایک مقام میں جمع تھے۔ صبح کو دیکھا تو لوگوں نے ہمارے مکان کا محاصرہ کیا ہوا ہے۔ ہمارے پاس جو تحریریں اور آیات بہائی مذہب کے متعلق تھیں وہ تو میں نے آقا غلام حسین اور آقا محمد صادق کے حوالہ کر دیں۔ اور خود میں اس ہجوم میں چلا گیا۔ جو وہاں جمع تھا۔ انہوں نے مجھے شہر سے باہر لے جا کر ایک کوٹھڑی میں بند کر کے یہ کہنا شروع کیا۔

"جناب آخوند حکم فرمود کہ اگر آیات و نوشتہ جات را داد خارجش کنید کہ برود۔ و کسے او را اذیت نکند و اگر نشان نداد البتہ سنگسار و پارہ پارہ اش کنید فانی دانست ملا کاظم میخواہد در فتوئے قتل سندے داشتہ باشد لذا یک جواب داد۔ دیشب نصف از شب گذشتہ بود کہ سرکار فرستادو جمیع آیات و نوشتہ جات فانی را

خواست وگرفتند و بُردند و حالا نزد سرکار است۔[۱]

کہ جناب آخوند ملا کاظم نے ہم کو یہ حکم دیا ہے۔ کہ اگر تم میرزا حیدر علی وہ نوشتہ جات (تحریرات) اور آیات جو بہائی مذہب کے متعلق تمہارے پاس ہیں ہمیں دیدو تو تمہیں چھوڑ دیا جائے۔ اور کسی قسم کی کوئی تکلیف تمہیں نہ دی جائے۔ اور اگر تم ان تحریروں (نوشتہ جات) اور آیات کا کوئی پتہ نہ دو گے۔ تو تم کو سنگسار اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے۔ میرزا حیدر علی کہتے ہیں کہ ملا کاظم میرے قتل کا فتوے دینے کے لئے کوئی دلیل تلاش کرنا چاہتے تھے۔ میں نے انکو یہ جواب دیا کہ کل آدھی رات کا وقت تھا کہ سرکار (شجاع الدولہ) کے آدمی میرے پاس آئے اور انہوں نے تمام وہ نوشتہ جات اور آیات جو بہائی مذہب کے متعلق میرے پاس تھے مانگے میں نے انہیں دیدیئے۔ اور وہ لیکر چلے گئے۔ اسوقت وہ تمام نوشتہ جات اور آیات انہی کے پاس ہیں۔

مرزا حیدر علی کا یہ خلاف واقعہ جواب گو ایک حد تک کسی کے نزدیک فتویٰ قتل سے بچنے کے لئے اپنے اندر ایک معذوری بھی رکھتا ہو۔ لیکن شجاع الدولہ کے متعلق جو کچھ بیان کیا گیا ہے۔ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ نہ شجاع الدولہ کا کوئی آدمی آیا تھا۔ نہ انہوں نے بہائی مذہب کے متعلق کوئی نوشتہ جات آکر مانگے تھے۔ نہ ان کے پاس یہ نوشتہ جات موجود تھے بلکہ میرزا حیدر علی خود بیان کر چکے ہیں۔ کہ وہ نوشتہ جات اور آیات میں نے آقا غلام حسین اور آقا محمد صادق کے حوالہ کر دیئے تھے۔ اور انکے بچانے کی میں نے یہ تدبیر کی تھی کہ خود ہجوم میں چلا گیا۔

پانچواں واقعہ۔ مرزا حیدر علی نے بہجۃ الصدور میں یہ بیان کیا ہے۔ کہ اگرچہ میں اور مرزا حسین شیرازی اور درویش حسن بہائی فرقہ میں داخل تھے لیکن لوگوں کے سامنے ہم ظاہرا طور پر اسلامی احکام کی اسی طرح پابندی کرتے تھے۔ جس طرح دوسرے مسلمان کرتے ہیں۔ چنانچہ جب ہم مصری قنصل کے بلانے پر اس کے مکان پر گئے۔ تو وہاں بھی ہم نے ایسا ہی کیا۔ چنانچہ صفحہ ۷۹ میں لکھا ہے۔

[۲] فانی و میرزا حسین شیرازی و درویش حسن شب میعاد بخانہ قنصل رفتیم

ونزد اوو آخرین ہم در ظاہر آداب اسلام را حفظ می نمودیم دلو باتی
بکتاب جدید و شرع جدید را ہم بدلائل آفاقیہ وانفسیہ ثابت میکرد"
کہ ایک شب میں (میرزا حیدر علی) اور میرزا حسین شیرازی اور درویش حسن وعدہ کے
مطابق قنصل کے مکان پر گئے۔ اور اگرچہ میں نئی کتاب اور نئی شریعت کو اندرونی اور
بیرونی دلائل کے ساتھ ثابت کیا کرتا تھا اور ہمارا اعتقاد تھا کہ اسلام منسوخ ہو چکا ہے۔ اور نئی
شریعت آ چکی ہے۔ مگر قنصل کے مکان پر ہم نے نمازیں وغیرہ اسی طرح پڑھیں جس طرح
دوسرے مسلمان پڑھتے ہیں۔ اور ایسا ہی ہم دوسروں کے سامنے بھی کرتے تھے۔

چھٹا واقعہ۔ میرزا حیدر علی بہائی نے بہجۃ الصدور صفحہ ۲۳۵ میں یہ بیان کیا ہے
کہ میں استنبول سے عکا کو آ رہا تھا۔ کہ راستہ میں ایک فاضل شخص نے جو عکا کا رہنے
والا تھا۔ میرے پاس عبدالبہاء کی بہت تعریف کی۔ میں نے اُسے کہا۔ کہ ایران میں ان کے
بہت سے مُرید سُنے جاتے ہیں۔ لیکن ذاتی طور پر میں ان کے حالات اور عقائد اور انکی تعلیمات
اور روش سے واقف نہیں ہوں۔ اس نے کہا کہ عبدالبہاء اپنے کمالات اور صفات
جمالیہ و جلالیہ میں پہلے شخص ہیں۔ جن کا مثیل اور نظیر نہیں پایا جاتا۔ پھر آٹھ ۸ روز ہم جہاز
میں اکٹھے رہے تو وہ شخص عبدالبہاء کی اور بھی زیادہ تعریف کرتا رہا۔ میں نے اوسے کہا کہ میرا
ارادہ تو مصر جانے کا تھا لیکن اب میرے لئے ایسے بزرگ شخص کی خدمت میں فیض حاصل
کرنے اور مدد طلب کرنے کے لئے پہلے حاضر ہونا ضروری ہے۔ اس کے بعد جب میں
عبدالبہاء کے حضور میں حاضر ہوا۔ تو وہ شخص وہاں موجود تھا۔ اور ہماری نسبت عبدالبہاء
سے ہمارے آنے سے پیشتر کہہ چکا تھا۔ کہ راستہ میں تین ایرانیوں میں یہاں آنے کے متعلق
میں نے اتنی محبت اور رغبت پیدا کر دی ہے کہ وہ آج ضرور حاضر ہونگے"
مندرجہ بالا واقعہ میں میرزا حیدر علی نے یہ خیال کر کے کہ نہ معلوم یہ دوسرا شخص جو عبدالبہاء
کی اتنی تعریف کر رہا ہے کون ہے اپنا مذہب چھپانے کے لئے پہلی خلاف بیانی یہ کی ہے
کہ ذاتی طور پر اس فرقہ کے عقائد اور حالات اور ان کی روش اور تعلیمات سے اپنا بے خبر
ہونا ظاہر کیا ہے۔ حالانکہ میرزا حیدر علی اور نہ کے زمانہ سے اس مذہب کی تبلیغ کے لئے

مُبلّغ مقرر ہو چکے تھے۔ اور پہلا مقام جہاں وہ مُبلّغ مقرر ہوئے یہی استنبول تھا۔ جہاں سے وہ اب عکّا کو آ رہے تھے۔

دوسری خلاف بیانی میرزا حیدر علی نے یہ کی۔ کہ باوجودیکہ استنبول سے وہ عکّا کو آ رہے تھے اور اس سے پیشتر کئی دفعہ بہاء اللہ اور عبد البہاء سے مُلاقات بھی کر چکے تھے۔ جیسا کہ اسی کتاب بہجۃ الصدور میں لکھا ہوا موجود ہے۔ مگر اس شخص سے ایسا ظاہر کیا۔ کہ گویا نہ انہوں نے کبھی عکّا دیکھا ہے۔ اور نہ بہاء اللہ اور عبد البہاء سے ہی کبھی وہ ملے ہیں۔ اور گویا یہ پہلا موقع ہے۔ کہ عبد البہاء کی نسبت انکے سننے میں یہ آیا ہے۔ کہ وہ اتنے بڑے پایہ کے بزرگ ہیں۔ کہ ان کا فیض حاصل کرنا اور ان سے روحانی مدد کا خواستگار ہونے کے لئے سب سے پہلے ان کے پاس جانا چاہیئے۔

تیسری بات۔ اس واقعہ سے یہ معلوم ہوئی۔ کہ جس طرح میرزا حیدر علی صاحب بہائی تھے۔ اسی طرح وہ دوسرا شخص بھی خُفیہ بہائی تھا۔ کیونکہ وہ میرزا حیدر علی سے بھی پہلے عبد البہاء کے پاس پہنچ گیا تھا۔ اور ان سے کہہ چکا تھا۔ کہ تین ایرانیوں کو میں نے اس طرح راستہ میں بہکایا ہے۔ اور وہ آج ضرور آئیں گے۔ مگر دونوں نے ہی ایک دوسرے کو غیر بہائی سمجھ کر اپنے خیالات سے متاثر کرنا چاہا۔ ایک نے تو اپنے آپ کو غیر جانبدار ظاہر کر کے عبد البہاء کی اتنی تعریف کی کہ میرزا حیدر علی کو قابو کرے اور میرزا حیدر علی نے اس دوسرے شخص کو اس طرح متاثر کرنا چاہا کہ عبد البہاء کے مُریدوں کی تعداد ایران میں اتنی بتلا دی کہ خواہ مخواہ دوسرے پر اثر پڑے۔

ساتواں واقعہ۔ بہجۃ الصدور صفحہ ۲۰۷ میں میرزا حیدر علی نے یہ لکھا ہے۔ کہ

"از یزد بکاشان و طہران رفتہ و در طہران بجہت ستر و حفظ و امید اقبال اظہار ارادت بجناب استاد غلام رضائی شیشہ گر مرشد مشہور مسلّم نمودہ"

کہ ایران کے سفر میں میں "میرزا حیدر علی" یزد سے کاشان اور طہران میں گیا۔ اور طہران میں پہنچکر میں ایک شخص اُستاد غلام رضا شیشہ گر کا جو مشہور اور مسلّم پیر تھا۔ مُرید بن گیا۔ اس مرید بننے میں ایک غرض میری یہ تھی۔ کہ میرا بہائی ہونا لوگوں سے پوشیدہ اور مخفی رہے۔ دوسری

یہ اُمید تھی کہ کسی طرح اُستاد غلام رضا بھی بہائی ہو جائیں۔

اس واقعہ میں میرزا حیدر علی نے ایک دوسرے مُرشد کی مُریدی اختیار کر کے نہ صرف اپنے بہائی ہونے کو چھپانا چاہا ہے۔ بلکہ یہ نیت بھی ساتھ رکھی ہے کہ کسی طرح مُرید بنکر اپنے پیر کو بھی گمراہ کرے۔

آٹھواں واقعہ۔ میرزا حیدر علی نے بہجۃ الصدور صفحہ ۹۳ تا ۹۴ میں یہ لکھا ہے کہ طہران سے میں میرزا اسد اللہ اصفہانی کے ساتھ بغداد جانے کے ارادہ سے نکلا۔ راستہ میں ہم دونوں کبھی طبیب بن جاتے تھے کبھی رمال کبھی تعویذ گنڈا کرنے والے اور کبھی تسخیر جنات کے مدعی یہانتک کہ ہم نے ہمدان کے ایک مدرسہ میں جا کر ڈیرہ لگا دیا۔ ہمدان میں ایک شخص تیمور شاہ جھوٹا پیر بنا ہوا تھا۔ جو کردستان کا رہنے والا تھا۔ ایک دن میرے رفیق میرزا اسد اللہ اصفہانی اس کی ملاقات کو چلے گئے۔ ان کے چلے جانے کے بعد ایک شخص نے مجھ کو بتلایا کہ مدرسہ والوں نے تم کو پہچان لیا ہے۔ یعنی تمہارا بہائی ہونا ان کو معلوم ہو گیا ہے اور تمہیں تکلیف دینا چاہتے ہیں۔ اس پر رات کے ایک بجے میں مدرسہ سے نکل کر دروازہ پر آیا تھا کہ ایک کُرد نے مجھکو آکر پُوچھا اور کہا کہ تمہارے دوست (میرزا اسد اللہ اصفہانی) تیمور شاہ کے گھر میں ہیں۔ اور تم کو بُلاتے ہیں۔ میں نے وہاں پہنچکر تیمور شاہ اس جھوٹے پیر سے اپنی ارادت کا اظہار کیا۔ اور اہل مدرسہ کی تکلیف سے بچ جانا ان کی کرامت بیان کیا۔ چند روز تک تیمور شاہ نے ہمیں اپنے پاس رکھا۔ اور بڑی مہربانی کی اور اپنی کرامات اور تسخیر قلوب کا اظہار کرتے رہے۔ میں بھی ان کی تصدیق کرتا رہا اور ان پر اپنا ایمان اور یقین ظاہر کرتا رہا۔ چند روز کے بعد میرے اور میرزا اسد اللہ اصفہانی کے متعلق جب تیمور شاہ کو یقین ہو گیا کہ ان کا ایمان میرے متعلق پختہ ہو گیا ہے۔ اور یہ میرے پکے مُرید ہو گئے ہیں۔ تو تیمور شاہ نے ہم کو بغداد جانے سے روک دیا۔ اور اصفہان اور شیراز کے لئے ہمیں اپنا مبلغ مقرر کر دیا۔ اور ہم دونوں کو بہت سا روپیہ بھی دیا۔ جو ہم نے لے لیا۔ مگر بعد مشورہ یہ کہکر ہم نے واپس کر دینا چاہا۔ کہ اگر بغداد سے لوٹکر ہم آئے اور آپ کی طرف سے مبلغ مقرر ہونا ہم کو منظور ہوا۔ تو پھر یہ روپیہ لے لیں گے۔ لیکن تیمور شاہ نے وہ روپیہ واپس نہ لیا۔ اور اس روپیہ

سے ہمکران شاہ وغیرہ پہونچ گئے۔ اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ بہائی لوگ اپنا مذہب چھپانے کے لئے یہ ترکیب بھی کر لیتے ہیں۔ کہ دوسرے مذہب میں داخل ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ یہاں پر ایسا ہی کیا گیا ہے۔ کہ میرزا حیدر علی اور میرزا اسداللہ اصفہانی دونوں کی طرف سے اپنے مذہب کو چھپانے کے لئے اس جھوٹے پیر کی مریدی اختیار کر لی جاتی ہے! اور اس کے آگے رسا اخلاص اور ایمان ظاہر کیا جاتا ہے کہ وہ ان کو اپنی طرف سے مبلغ مقرر کر دیتا ہے۔

نواں واقعہ ۔ بہجۃ الصدور صفحہ ۷۶ میں میرزا حیدر علی نے یہ لکھا ہے کہ میں بغداد سے لوٹ کر اکیلا کربلائے معلیٰ میں آیا۔ اور وہاں کی زیارت اور طواف کیا۔ اور اپنی پھوپھی کو ملا۔ دو تین دن کے بعد میں نے پھوپھی سے عذر خواہی کی اور نجف اشرف کی زیارت کے لئے چلا گیا۔ وہاں پر میں بہائی مذہب کی تبلیغ کرنے کی غرض سے۔ علماء۔ طلباء۔ صوفیا اور عقلاء سب سے ملا۔ اور انہی کے ساتھ ملکر با جماعت نمازیں پڑھتا رہا۔ اور کبھی کبھی ان کی درس کی مجلسوں میں بھی چلا جاتا تھا۔

میرزا حیدر علی کے اس واقعہ سے ثابت ہے کہ مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے بہائی فرقہ کے لوگ ایک ترکیب یہ بھی کرتے ہیں۔ کہ انہی میں شامل ہو جاتے ہیں۔ انہی کے ساتھ نمازیں پڑھتے ہیں۔ انہی کی طرح ان کے مقدس مقامات کا احترام اور ان کی زیارت اور طواف کرتے ہیں۔ اور ان میں اس طرح مل جاتے ہیں کہ گویا انہی میں سے وہ ایک ہیں۔ حالانکہ بہائی مذہب میں نہ یہ نمازیں ہیں جو مسلمانوں کی ہیں۔ اور نہ ان کے وہ مقامات مقدسہ ہیں جو مسلمانوں کے ہیں۔

چنانچہ میرزا حیدر علی نے واقعہ مندرجہ بالا میں خود یہ بیان کر دیا ہے۔ کہ میرا کربلا معلیٰ اور نجف اشرف میں جانا اور انہی لوگوں کے ساتھ ملکر با جماعت نمازیں پڑھنا محض اس غرض سے تھا۔ کہ بہائی مذہب کی تبلیغ کی جائے۔ ورنہ اسی کتاب بہجۃ الصدور صفحہ ۹۲ میں وہ خود یہ امر تسلیم کرتے ہیں۔ کہ

"صلوٰۃ جماعت ممنوع است مگر در صلوٰۃ میت" کہ بہائی مذہب میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا منع ہے۔ سوائے نماز جنازہ کے۔

دسواں واقعہ۔ بہجۃ الصدور صفحہ ۵۰ میں میرزا حیدر علی نے یہ لکھا ہے۔ کہ

"حضرت ملا علی اکبر از تلامیذ حضرت اسم اللہ الاصدق ملا محمد صادق مقدس بودند و در شیراز حضرت اصدق امام جماعت بودہ اند و در منبر بطلوع و ظہور حضرت اعلیٰ بشارت می دادند"

کہ حضرت ملا علی اکبر جس کے ملنے کے لئے ہم یزد سے اردستان میں گئے تھے۔ حضرت اصدق (ملا محمد صادق) کے شاگردوں میں سے تھے۔ جو شیراز میں امام جماعت تھے۔ اور منبر پر علی محمد باب کے ظہور کی بشارت دیا کرتے تھے۔

باوجودیکہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا علی محمد باب کے وقت سے منع ہو چکا تھا۔ لیکن شیراز میں جو شخص مسلمانوں کو فریب دینے کے لئے مسلمانوں کی نمازیں خراب کرتا رہا۔ اور ان کا امام مسجد بنا رہا۔ اور پردہ پردہ میں اپنے منبر کے خطبوں میں علی محمد باب پر ایمان لانے کی تلقین کرتا رہا۔ وہ بہائیوں کے نزدیک اصدق ہے یعنی سب سے سچا۔ جو شخص اس سے بڑھ کر مسلمانوں کی نمازیں خراب کرے۔ اور انکو دھوکہ دے۔ اس کا نام خدا جانے بہائیوں کے نزدیک کیا ہوگا۔

بہائیوں کی چالبازیوں کے ان چند واقعات سے جو میرزا حیدر علی بہائی کی کتاب بہجۃ الصدور مطبوعہ ۱۹۱۳ء میں سے بطور نمونہ کے پیش کئے گئے ہیں۔ اندازہ ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں کے کسی قول یا فعل کا کہاں تک اعتبار ہو سکتا ہے۔ اور یہ فرقہ مسلمانوں کے لئے کیسا خطرناک ہے۔ چنانچہ کتاب الکواکب الدریہ فی مآثر البہائیہ صفحہ ۴۵۲ میں بطور فخر کے یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ اس تقیہ کا یہ نتیجہ تھا۔ کہ

"پیوستہ ایں طائفہ در ہر دستگاہ راہ داشتند واز کار ہر کسے آگاہ بودہ چندان کہ از حرم سرائے سلطانی ہر راز نہانی بتوسط بہائیان کہ در پردۂ تقیہ مستور و دارئ مدار امور بودند برائے ایشان مکشوف میگشت"

کہ تقیہ کی برکت سے ایران کے بہائیوں نے ہر صیغہ میں اپنا راستہ بنایا ہوا تھا اور ہر شخص کے حالات سے انکو اطلاع تھی۔ یہاں تک کہ بادشاہ کی بیگمات کے تمام خفیہ راز بھی ان چھپے ہوئے بہائیوں کے ذریعہ جو محلات شاہی کے کاموں کے سپرد دار تھے۔ اس فرقہ

کو معلوم ہوتے رہتے تھے۔ تقیہ کے یہ واقعات ایسے حیرتناک ہیں۔ کہ اس سے اس مذہب کا سارا تارو پود بکھر جاتا ہے۔

اور اگرچہ میرزا حیدر علی بہائی بھی وہ شخص ہے جس کے متعلق کتاب الکواکب الدریہ فی آثر البہائیہ صفحہ ۱۰۴ و ۱۰۵ میں یہ لکھا ہے کہ

"جناب ملا میرزا حیدر علی بزرگتر مُبلّغ است کہ امروزہ مقاماً و سناً اندر بزرگتر نیست و لے بسبب کثرت سن و حالت شیخوخت وہرم چند سال است قاعد شدہ در حیفا عاکف کوئے حضرت عبد البہاء است آنجناب شرح حیات خود را بعنوان سوانح عمری در یک کتابے مشروحاً نگاشتہ باسم کتاب بہجۃ الصدور موسوم داشتہ"

کہ جناب حاجی میرزا حیدر علی بہت بڑے مُبلّغ بہائی مذہب کے ہیں۔ اور آج بلحاظ عمر اور مرتبہ کے ان سے بڑا کوئی مبلغ نہیں ہے۔ یہ چند سال سے بوجہ بڑھاپے کے حیفا میں عبد البہاء کے کوچہ میں بیٹھے ہیں۔ انہوں نے اپنی مفصل سوانح عمری (بحکم عبد البہاء) ایک کتاب موسومہ بہجۃ الصدور میں لکھی ہے۔ (جس کے بہت سے حوالہ جات اس کتاب میں دیئے گئے) اور اس لحاظ سے بہائی فرقہ کے تقیہ اور خفیہ چالوں کی بابت بہائی مذہب کی کسی اور کتاب کے حوالہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ تاہم چونکہ بہائی مذہب کا یہ ایک ایسا مسئلہ ہے۔ کہ وہ بعید از عقل ہونے کے ممکن ہے کہ کسی شخص کو اس بات کے ماننے میں تردد ہو۔ اس لئے میں بعض حوالہ جات اس کی تائید میں اور پیش کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ اس معاملہ میں بہائی مذہب کی جو اصل روش ابتداء سے لیکر اس وقت تک چلی آئی ہے۔ وہ اچھی طرح واضح ہو جائے۔

چنانچہ علی محمد باب جو فرقہ بہائیہ کے مہدی یا قائم آل محمد خیال کئے جاتے ہیں۔ باوجودیکہ ان کی کتاب فروع میں یہ حکم دیا گیا تھا۔ کہ میری شریعت میں جمعہ کی نماز پڑھنا یا پڑھانا حرام ہے۔ مگر ملا محمد علی زنجانی کو اپنا مذہب چھپانے اور تقیہ کرنے کی غرض سے انہوں نے یہ لکھ بھیجا۔ کہ تمہارا نماز جمعہ ترک کرنا مناسب نہیں ہے۔ تم اُسی طرح نماز جمعہ قائم رکھو۔ اور لوگوں کے امام جمعہ بنے رہو۔ جیسا کہ پہلے تھے (ملاحظہ کتاب نقطۃ الکاف صفحہ ۲۳۰)

ایسا ہی علی محمد باب کی شریعت کا ایک حکم یہ بھی تھا کہ

"نہی شدہ از تنباکو و اشیاء آن و آنچہ از سمت خراسان حمل می شود کہ دائحہ غیر طیبہ دارد و استمال بہر نوع کہ منقلب گردد"

کہ تمباکو اور اس قسم کی دوسری تمام چیزوں سے جو خراسان کے علاقہ سے آتی ہیں۔ اور ان میں بدبو ہوتی ہے۔ تم کو منع کیا جاتا ہے۔ اور حکم دیا ہے کہ ان کا استعمال کسی شکل میں بھی تمہارے لئے جائز نہیں ہے۔ لیکن مکاتیب عبدالبہاء جلد اوّل صفحہ ۲۲۷ میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ

"احباء بجہت تقیہ بشرب دخان پرداختند"

کہ باوجود علی محمد باب کے اس حکم کے کہ تمباکو پینا منع ہے۔ اس فرقہ کے سارے لوگوں نے تقیہ کرنے اور اپنا مذہب چھپانے کی غرض سے تمباکو پینا شروع کر دیا۔ تاکہ کسی کو یہ شبہ پیدا نہ ہو کہ یہ شخص بابی ہے۔ یہاں تک کہ شروع شروع میں بہاء اللہ نے بھی حقہ نوشی شروع کر دی جیسا کہ مکاتیب کا اسی جلد صفحہ ۲۳۷ میں یہ لکھا ہے۔

"حتی در بدایت بملاحظہ قدری استعمال میفرمودند بعد بکلی ترک نمودند"

کہ تقیہ کے خیال سے ابتدا میں بہاء اللہ بھی حقہ پیتے رہے۔ گو بعد میں انہوں نے بالکل ترک کر دیا تھا۔ نقطۃ الکاف صفحہ ۱۱۲ میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ اس فرقہ میں اپنے مذہب کو چھپانے کی یہ حالت تھی۔ کہ باپ اپنے بیٹے سے تقیہ کرتا تھا۔ اور بیٹا باپ سے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

"چنان ابا نیکہ پدر از پسر می گذرد و از اہل خود تقیہ می نمود یا بر علاوت آن پسر از پدر میگذرد"

یعنی کہ باپ اپنے بیٹے اور اپنے گھر والوں سے اپنا مذہب چھپاتا تھا اور بیٹا باپ سے۔

یہ بات تو ابتدائی زمانہ کی تھی۔ ممکن ہے کہ اس وقت کوئی ایسی ہی مشکلات ہوں۔ مگر عبدالبہاء تو اب بھی یہی حکم دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے ایک خط مورخہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۲۱ء میں جو شیخ فرج اللہ زکی الکردی کے نام انہوں نے لکھا ہے اور مکاتیب جلد ۳ صفحہ ۲۲۵ میں چھپا ہے۔ حکم دیتے ہیں۔ "علیکم التقیۃ" کہ تقیہ کرنا اور اپنے مذہب کو چھپانا تم پر لازم ہے۔ حالانکہ ۱۹۲۱ء میں جب یہ خط لکھا گیا عبدالبہاء حیفا میں تھے۔ اور شیخ فرج اللہ مصر میں جو اب تک وہیں ہیں۔ اور کوئی ایسے

حالات ان دونوں مقامات (حیفا اور مصر) کے نہ تھے۔ کہ تقیہ کرنے اور مذہب چھپانے کی اتنی سخت تاکید کی جاتی۔ لیکن عبدالبہاء صرف اسی حکم پر اکتفاء نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ ساتھ ہی ایک دوسرے خط مندرجہ مجموعہ بالا میں شیخ فرج اللہ ذکی کو یہ بھی تاکیدی حکم بھیجتے ہیں کہ

"جمال مبارک تبلیغ را دریں دیار حرام فرمودہ اند مقصود ایں است کہ احبا باید کہ ایامے چند بکلی سکوت نمائند و اگر کسے سوال نماید بکلی اظہار بے خبری کنند کہ ہمہمہ و دمدمہ قدرے ساکن شود"

کہ بہاء اللہ نے مصر میں بہائی مذہب کی تبلیغ کرنا حرام کیا ہوا ہے۔ بہائی دوستوں کو چاہیئے کہ کچھ عرصہ اور خاموش رہیں۔ اور اگر کوئی شخص بہائی مذہب کے متعلق سوال بھی کرے تو اسکے آگے بالکل اپنی بے خبری ظاہر کریں۔ اور یہ جواب دیں۔ کہ ہم نہیں جانتے کہ بہائی مذہب کیا ہے۔ اور کہاں پیدا ہوا ہے۔ اور اس مذہب کا بانی کون ہے۔

اسی طرح فرج اللہ ذکی الکردی نے جن کا اوپر ذکر آیا ہے مصر سے ایک رسالہ جاری کرنے کی اجازت چاہی تو عبدالبہاء نے یہ جواب دیا۔ لَا یَجُوْزُ التَّعَرُّضُ بِالْمَسَائِلِ الَّتِیْ تَؤُوْلُ اِلَی الدِّیْنِ کہ اس رسالہ میں ان مسائل سے بحث کرنا جائز نہیں ہوگا۔ جو بہائی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ نہ معلوم بہائی مذہب کے وہ کون سے اسرار ہیں۔ جن کی وجہ سے بہاء اللہ نے تو مصر میں تبلیغ کرنی حرام کی ہوئی ہے۔ اور عبدالبہاء یہاں تک تاکید کرتے ہیں۔ کہ اگر کوئی شخص بہائی مذہب کے متعلق سوال بھی کرے تو مطلق بے خبری ظاہر کرنی چاہیئے۔ اور جب ایک شخص رسالہ جاری کرنے کی اجازت چاہتا ہے۔ تو عبدالبہاء کی طرف سے اس کو یہ حکم دیا جاتا ہے۔ کہ بہائی مذہب کے مسائل کا ذکر کرنا بھی ناجائز ہے۔

اسی طرح دوسرے لوگوں کو بھی عبدالبہاء یہی تاکیدی حکم دیتے رہے ہیں۔ کہ بہائی مذہب کے عقائد کا کسی سے ذکر نہیں ہونا چاہیئے۔ عام تعلیمات کا بیان کیا جائے۔ چنانچہ ایک شخص میرزا یوحنا داؤد کے نام ۲۲ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو جو خط عبدالبہاء نے لکھا۔ اور مکاتیب جلد ۲ صفحہ ۴۴۴ میں چھپا ہے۔ اس میں میرزا یوحنا کو لکھتے ہیں۔

"جناب یوحنا حکمت شرط است و احتیاط لازم پردہ دری ننمائید بحکمت صحبت

کنید و با ہر کس صحبت مدارید بنفوس متعددہ مکالمہ کنید و از **عقائد صحبت** ندارید از تعالیم جمال مبارک روحی لاحبائہ الفداء بیان کنید و از وصایا و نصائح او دم زنید"

کہ جناب میرزا ابو حسن! لوگوں سے ملاقات اور گفتگو کرنے کے لئے احتیاط اور حکمت دو چیزیں بڑی ضروری ہیں۔ لوگوں سے حکمت کے ساتھ گفتگو کرو لیکن **بہائی مذہب کے عقائد کا کوئی ذکر نہ آئے**۔ بلکہ بہاء اللہ کی عام تعلیمات اور نصائح کا بیان ہونا چاہیئے۔

یہی حکم عبد البہاء ایک اور شخص شیخ محی الدین کردی کو بھی دیتے ہیں۔ کہ "مسائل حکمیہ را اساس مذاکرہ قرار دہید نہ **عقائد** را" (مکاتیب جلد ۳ صفحہ ۴۹۶)

کہ لوگوں سے گفتگو اور تبادلہ خیالات علوم و فنون اور حکمت کی دوسری باتوں پر کرنا چاہیئے۔ نہ **بہائی مذہب کے عقائد پر**۔ بہائی مذہب کے ان **احکامات** و ہدایات سے اور اس **طریق عمل** سے جو ان لوگوں میں ابتداء سے چلا آتا ہے ثابت ہے کہ اپنے مذہب کو مخفی رکھنے اور **تقیہ** کے پردہ میں دوسرے لوگوں کو دھوکہ دینے کی اس مذہب میں خاص طور پر تعلیم دی گئی ہے۔ اور اصل مذہب اس فرقہ کا وہ ہے۔ جو پولوس نے اپنے پہلے خط بنام کرنتھیوں کے باب ۹ میں بیان کیا ہے۔ کہ

"میں یہودیوں کے لئے یہودی بنا تاکہ یہودیوں کو کھینچ لاؤں۔ جو لوگ شریعت کے ماتحت ہیں ان کے لئے میں **شریعت کے ماتحت بنا۔ تاکہ شریعت کے ماتحتوں کو کھینچ لاؤں اگرچہ خود شریعت کے ماتحت نہ تھا۔ بے شرع لوگوں کے لئے بے شرع بنا تاکہ** بے شرع لوگوں کو کھینچ لاؤں" یہی حال اس فرقہ کا ہے کہ ہر مذہب اور ہر فرقہ کے سامنے نئے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں بلکہ پولوس سے بھی یہ لوگ آگے قدم لے گئے ہیں۔ کیونکہ پولوس نے تو اپنے آپکو عیسائی ظاہر کرنے کے بعد مسیح پر کبھی لعنت نہیں کی مگر اس فرقہ کے پہلے بانی علی محمد باب نے جیسا کہ نقطۃ الکاف صفحہ ۲۱۴ میں حاجی میرزا جانی بابی نے بیان کیا ہے اپنے قتل ہونے سے ایک دن پیشتر یہ وصیت کی۔ کہ "اے اصحاب فردا کہ از شما سوال نمایند از حقیقت من تقیہ نمائید و انکار کنید و لعن کنید زیرا کہ حکم اللہ بر شما این است یعنی کہ اے میرے با اخلاص مریدو! کل کو تم سے میرے دعوٰی کی سچائی اور حقانیت کی بابت سوال ہوگا۔ تم نے میری سچائی کا انکار کر جانا۔ اور تقیہ کر کے مجھ پر لعنت بھیجنا کیونکہ تمہارے لئے خدا کا یہی حکم ہے۔ چنانچہ اکثر موقعوں پر اس فرقہ کا یہی عمل رہا ہے۔

علی محمد باب کی امن شکن اور مخالف اسلام تعلیم

کا ایک حصہ

جونکہ بہائی فرقہ کا دعویٰ ہے کہ علی محمد باب اور میرزا حسین علی الملقب بہ بہاء اللہ اسی لئے دنیا میں آئے تھے کہ تا دنیا میں نئی شریعت جاری کی جائے۔ اور علی محمد باب کو یہ لوگ اپنے زعم باطل میں قائم آل محمد یا مہدی منتظر خیال کرتے ہیں۔ اور بہاء اللہ کے سارے دعاوی کی بنیاد جو سنہ ۱۲۸۰ھ سے شروع ہوتا بتائے جاتے ہیں۔ علی محمد باب کے دعویٰ قائمیت یا مہدویت پر بتائی جاتی ہے۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جہاں میرزا حسین علی الملقب بہ بہاء اللہ کی شریعت کا بہت سا حصہ پیش کیا گیا ہے۔ وہاں پر علی محمد باب کی شریعت کے بعض احکام بھی اس کے اپنے لفظوں میں پیش کئے جائیں۔ جن سے اندازہ ہو سکیگا۔ کہ شریعت بابیہ کی کیا حقیقت ہے۔ اور وہ کیسی شریعت ہے۔ جس کی بابت دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ابتداء عالم سے انبیاء اسی کی بشارت دیتے چلے آئے ہیں۔

شریعت بابیہ کا پہلا حکم اسلامی تعلیم ہے۔ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ (سورہ زمر) کہ علم والے اور بے علم برابر نہیں ہیں بلکہ آنحضرت صلعم کو اس دعا کا بھی حکم تھا۔ "رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا" کہ اے خدا ہمارے علم کو بڑھا۔ اور ترقی دے۔ اس کے مقابلہ میں غور فرمایا جائے کہ شریعت بابیہ کیا حکم دیتی ہے۔ لکھا ہے

"لَا يَجُوْزُ التَّدْرِيْسُ فِيْ كُتُبِ غَيْرِ الْبَيَانِ اِلَّا اِذَا اُنْشِئَ فِيْهِ مِمَّا يَتَعَلَّقُ بِعِلْمِ الْكَلَامِ وَاِنَّ مِمَّا اخْتُرِعَ مِنَ الْمَنْطِقِ وَالْاُصُوْلِ وَغَيْرِهِمَا لَمْ يُوْذَنْ لِاَحَدٍ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ" (البیان باب ۱۰ واحد ۴)

کہ کسی شخص کے لئے جائز نہیں ہے۔ کہ باب کی کتاب البیان کے سوا کوئی دوسری کتاب پڑھے یا پڑھائے۔ اور یہ کہ جس قدر علوم متداولہ یا غیر متداولہ ہیں۔ کسی مومن کو اجازت نہیں کہ

کہ انکو حاصل کرے یا آگے ان کی تعلیم دے۔

یہ حکم جس قدر نامعقول اور علوم کا دشمن ہے اسکو ہر ایک شخص خود غور کر سکتا ہے۔ دین اور دنیا کی جس قدر ترقیات ہیں۔ وہ سب علوم کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اگر علوم کو حاصل نہ کیا جائے اور انکے حاصل کرنے سے روک دیا جائے۔ تو کوئی شخص نہ کوئی دینی ترقی کر سکتا ہے۔ اور نہ کوئی دنیاوی ترقی۔ اگر علی محمد باب کے اس حکم پر عمل کیا جاتا۔ تو دنیا میں آج اندھیر ہوتا۔ اور ان ہزارہا علوم و فنون کا نام و نشان بھی مٹ چکا ہوتا۔ جو اس وقت دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ نہ علوم مذہبی باقی رہتے اور نہ کوئی دنیاوی علم باقی رہتا۔

شریعت بابیہ کا دوسرا حکم

اس سے بھی بڑھ کر خطرناک حکم شریعت بابیہ کا یہ ہے کہ دنیا میں جس قدر کتابیں پائی جاتی ہیں۔ ان سب کو نیست و نابود کر دیا جائے چنانچہ علی محمد باب کی کتاب البیان میں لکھا ہے۔

"اَلْبَابُ السَّادِسُ مِنَ الْوَاحِدِ السَّادِسِ فِیْ حُکْمِ مَحْوِ الْکُتُبِ کُلِّھَا اِلَّا مَا اُنْشِئَتْ اَوْ تُنْشَئُ فِیْ ذَالِکَ الْاَمْرِ" کہ دنیا میں جس قدر کتابیں پائی جاتی ہیں۔ ان سب کو مٹا دینا چاہیئے۔ سوائے ایسی کتابوں کے جو بابی مذہب کی تائید میں لکھی گئی ہیں۔ یا آئندہ لکھی جائیں۔ اس حکم کے رو سے دنیا میں نہ کسی مذہب کی کوئی کتاب باقی رہ سکتی ہے۔ خواہ وہ اسلام ہے۔ یا غیر اسلام اور نہ علوم و فنون کی کتابیں باقی رہ سکتی ہیں۔ خواہ وہ علوم جدیدہ ہیں۔ یا قدیمہ۔ اگر باب یا اس کے متبعین کو اس حکم پر عمل کرنے کا کوئی موقع مل جاتا تو دنیا میں ایسی خطرناک تباہی بپا ہو چکی ہوتی جس کا کوئی علاج نہ ہو سکتا۔ نہ دنیا میں کسی دوسرے مذہب کی کسی کتاب کا وجود ہوتا۔ اور نہ علوم جدیدہ و قدیمہ کی کتابوں کا کوئی نشان باقی ہوتا۔ اور جو جنگ و جدل مذاہب کی کتابوں کے مٹانے سے ہوتا۔ وہ ایسا خطرناک ہوتا کہ انسان اس کو وہم میں بھی نہیں لا سکتا۔

شریعت بابیہ کا تیسرا حکم

ان دونوں حکموں کے علاوہ تیسرا حکم شریعت بابیہ کا یہ ہے کہ جو لوگ علی محمد باب پر ایمان نہیں لائے وہ پلید ہیں اور واجب القتل ہیں۔ چنانچہ کتاب نقطۃ الکاف (مقدمہ ص) میں لکھا ہے "ایشاں کسانے را کہ مومن بباب نبودند نجس و واجب القتل می دانستند" کہ علی محمد باب کے پیرو۔ ان لوگوں کو جو باب کو نہیں مانتے

اوران پرایمان نہیں لاتے۔ ناپاک اور واجب القتل اعتقاد کرتے ہیں۔ چنانچہ بہاء اللہ کے جانشین عبدالبہاء آفندی بھی کتاب البیان کے اس حکم کی تصدیق مکاتیب جلد ۲ صفحہ ۲۶۶ میں یوں کرتے ہیں کہ "در یوم ظہور حضرت اعلیٰ منطوق بیان ضرب اعناق و حرق کتب و اوراق و ہدم بقاع و قتل عام الا من آمن و صدق بود" کہ حضرت اعلیٰ (علی محمد باب) کا حکم البیان میں یہی ہے۔ کہ جو لوگ آپ پر ایمان نہیں لائے۔ اور آپ کی تصدیق نہیں کرتے ان کی گردنیں اڑا دی جائیں۔ اور انکا قتل عام کر دیا جائے۔ اور علوم و فنون اور مذاہب عالم کی جتنی کتابیں ہیں۔ ان سب کو جلا دیا جائے۔ اور ان کا ایک ورق بھی نہ چھوڑا جائے جو نذر آگ کیا جائے۔ اور جتنے مقامات مقدسہ اور قبور انبیاء وغیرہ ہیں۔ ان میں سے بھی کسی کو نہ چھوڑا جائے۔ سب کو گرا دیا جائے۔ تاکہ بابی مذہب کے سوا دوسرا کوئی مذہب دنیا میں باقی نہ رہے۔

شریعت بابیہ کا یہ حکم بھی دنیا کے امن و امان کو جس قدر برباد کرنیوالا اور دنیا کے اندر فساد اور بربادی پیدا کرنیوالا ہے۔ اسکا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ اس حکم کی رو سے نہ کسی کی جان محفوظ ہے۔ اور نہ ہی مسلمانوں کے مقامات مقدسہ محفوظ ہیں۔ اور نہ کسی دوسری قوم کا کوئی معبد یا متبرک مقام بچ سکتا ہے۔ حالانکہ سورہ حج میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ خدا کو یہ منظور نہیں ہے کہ قوموں کے معبد اور گرجے اس طرح جبراً گرائے جائیں۔ اور ہر ایک شخص کی جان کی حفاظت کے لئے حکم دیا ہے۔ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ (بنی اسرائیل) کہ کسی شخص کو بھی بے وجہ اور ناحق قتل مت کرو۔

شریعت بابیہ کا چوتھا حکم

چوتھا حکم شریعت بابیہ کا یہ ہے کہ علی محمد باب جو فرقہ بہائیہ کے زعم میں قائم آل محمد تھے انکے مریدوں پر چوری اور حرام کمال بھی جس پر علی محمد باب کی نظر پڑ گئی ہو حلال ہو جاتا ہے جیسا کہ کتاب نقطۃ الکاف صفحہ ۱۴۰ و ۱۴۱ میں حاجی میرزا جانی کاشانی بابی نے لکھا ہے کہ علی محمد باب نے اپنے رسالہ فروع میں لکھا تھا کہ منجملہ ان چیزوں کے جو ناپاک کو پاک کر دیتی ہیں ائمہ معصومین کی نظر بھی ہے چنانچہ اسی اصول پر البیان کے باب ۱۷ - واحد ۵ میں علی محمد باب نے دعویٰ کیا۔ کہ "ہمیں قدر کہ تلقاء آیہ ازاں واقع شد شئ کہ عینیت در او نباشد ظاہر میگردد ... و شجرۂ حقیقت است در یوم ظہور آن و کل آثار را دا"

کہ جو ناپاک چیز ایسی ہو کہ اس میں جسمانی گندگی نہیں ہے - وہ البیان کی کسی آیت کے سامنے کرنے یا علی محمد باب کے دوسرے آثار اور اس کی اپنی نظر کے سامنے کرنے سے پاک ہو جاتی ہے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر نقطۃ الکاف صفحہ ۱۴۰ میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ باب کے اس حکم کی بناء پر جو اس نے رسالہ فروع میں دیا تھا۔ قرۃ العین نے مظہر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہونے کا ادعا کرنے کے بعد اپنے احباب کو یہ فرمایا کہ "حکم چشم من حکم چشم مبارک ایشاں است و ہر چہ من نظر نمائیم طاہر می شود پس فرمودند اے اصحاب ہر چہ را در بازار گر فتید بیاورید من نظر نمائیم تا حلال شود و اصحاب چنیں کردند" کہ میرے رفیقو! بازار کی جن چیزوں کو تم حرام سمجھتے ہو میری نظر کے سامنے لاؤ۔ میری نظر سے وہ پاک ہو جائیں گی کیونکہ میری نظر بھی اسی طرح پاک کرنے والی ہے جس طرح دوسرے ائمہ کی۔ چنانچہ قرۃ العین کے اصحاب نے ایسا ہی کیا۔ پھر نقطۃ الکاف ص۱۵۰ میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ قائم آل محمد کے زمانہ میں لوگوں کو اجازت ہوئی تھی کہ جو چیز بازار کی دکانوں سے کوئی چاہے اٹھا لائے۔ گو شریعت محمدیہ میں یہ چوری ہے جس کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے۔

نقطۃ الکاف کے اس بیان کی تائید علی محمد باب کی کتاب البیان کے باب ۱۴ واحدہ کے اس فقرہ سے بھی ہوتی ہے "چہارم قطع فست از غیر اہل بیان و وصل آں باہل بیان است" کہ ناپاک کو پاک کرنے والی چوتھی چیز یہ ہے کہ غیر بابی سے اس چیز کا تعلق ٹوٹ جائے اور بابی سے اس کا تعلق پیدا ہو جائے۔

شریعت بابیہ کا پانچواں حکم

پانچواں حکم شریعت بابیہ کا یہ ہے کہ ہر چیز جو غیر بابی کے قبضہ میں ہے وہ پلید ہے مگر جب وہ چیز بابی کے قبضہ میں آجاتی ہے۔ تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ "كُلُّ مَنْ يَدْخُلُ فِي ذٰلِكَ الدِّيْنِ فَاِذًا يَطْهُرُ وَ كُلُّ مَا نُسِبَ اِلَيْهِ ثُمَّ مَا نَزَلَ مِنْ اَيْدِيْ غَيْرِ اَهْلِ ذٰلِكَ الدِّيْنِ اِلٰى اَهْلِ الدِّيْنِ فَاِنَّ قَطْعَ النِّسْبَةِ عَنْهُمْ وَ اِثْبَاتُ النِّسْبَةِ اِلَيْهِمْ يُطَهِّرُهُ" (بیان باب ۱۴ ص۵۰)

کہ ہر شخص جو غیر بابی ہے۔ جب وہ بابی دین میں داخل ہوتا ہے تو فوراً ہی وہ خود بھی اور اس کی تمام چیزیں بھی پاک ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح جو چیزیں بابیوں کے قبضہ میں غیر بابیوں کی آجائیں وہ بھی تبدیل قبضہ کے ساتھ ہی فوراً پاک ہو جاتی ہیں۔ ورنہ غیر بابی اگر دن میں ہزار مرتبہ دریا میں بھی غسل کرے تو اس کی چیزیں اور وہ خود پاک نہیں ہوتا جیسا کہ لکھا ہے کہ "اگر یومے ہزار مرتبہ در بحر داخل شوید و خارج شوید حکم طہارت جسدی نمی شود" دیکھو (بیان باب ۲ واحد ۶) کہ اگر تم علی محمد باب کے حکموں کو نہیں مانتے تو گو تم ہزار مرتبہ بھی دن میں دریا میں نہاؤ پھر بھی تمہارا جسم پاک نہیں ہو سکتا۔

چھٹا حکم علی محمد باب نے جو بہائی فرقہ کے مہدی ہیں۔ اپنی کتاب البیان میں یہ دیا ہے۔ کہ جو لوگ میرے دین میں داخل نہیں ہیں۔ جہاں تک ممکن ہو ان کے سب اموال چھین لئے جائیں۔ اور قدرت ملنے پر انکو مجبور کیا جائے کہ اس مذہب میں داخل ہوں مگر باوجود اس جبر کے اگر کوئی شخص اس مذہب کو قبول نہیں کرتا تو اسے قتل کیا جائے۔ اور اگر ایمان لے آتا ہے۔ تو جو مال اسکا پہلے چھینا گیا تھا۔ وہ اس کو واپس دیا جائے۔ چنانچہ کتاب البیان کے پانچویں واحد کے پانچویں باب میں علی محمد باب نے لکھا ہے کہ

"اَلْبَابُ الْخَامِسُ مِنَ الْوَاحِدِ الْخَامِسِ فِیْ بَیَانِ حُکْمِ اَخْذِ اَمْوَالِ الَّذِیْنَ لَایُؤْمِنُوْنَ بِالْبَیَانِ وَحُکْمِ رَدِّهٖ اِنْ دَخَلُوْا فِی الدِّیْنِ اِلَّا فِی الْبِلَادِ الَّتِیْ لَا یُمْکِنُ الْاَخْذُ"

کہ اس باب میں ان لوگوں کے مال چھین لینے کا حکم دیا گیا ہے۔ جو میری کتاب البیان کو نہیں مانتے۔ اور ان لوگوں کے مال واپس کر دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ جو بعد از آں ایمان لے آتے ہیں۔ ان دونوں حکموں کی جو تفصیل کتاب البیان میں دی گئی ہے۔ وہ یہ ہے۔

الف: "کل از کل گرفتہ می شود الا آنکہ داخل شوند در ظل دین او" (باب ۵ واحد ۵) کہ ہر غیر بابی شخص سے اسکا ہر مال و اسباب چھین لینا چاہیئے۔ سوائے اس کے کہ وہ بابی ہو جائے۔

ب: "در دین ظہور حلال نیست بر غیر مومنین بحق آنچہ منسوب بایشان است الا آنکہ داخل در ایمان گردند" (باب ۵ واحد ۵)

کہ بابی دین کے ظہور کے بعد ہر اس شخص پر جو اس دین حق پر ایمان نہیں لایا۔ اس کی ہر وہ چیز جو اس کی طرف منسوب ہوتی ہے۔ حرام ہے سوائے اس کے کہ وہ اس دین پر ایمان لے آئے۔

ج: "مالک کل شئے خداوند است عز و جل واذن نداوہ بر غیر مومن تملیک شئے و آنچہ بر ایدی غیر مومنین می بینی بغیر حق است" (باب ۸ واحد ۸)

کہ خدا جو ہر چیز کا مالک ہے۔ اس نے اجازت نہیں دی کہ کسی غیر مومن کو کسی چیز کا مالک بنایا جائے اور اس وقت ہر وہ چیز جو غیر بابیوں کے قبضہ میں ہے۔ اس پر ان غیروں کا قبضہ ناحق ہے۔

(د) "اگر حق مقتدرے باشد نفسہائے ایشان را از ایشان منع می کند الا آنکہ ایمان آورند چہ گونہ ما یملک ایشان" (باب ۵ واحد ۸)

کہ اگر اس دین حق (بابی مذہب) کو قدرت حاصل ہوتی۔ تو ان لوگوں کو جو اس مذہب پر ایمان نہیں لائے۔ مار ڈالا جاتا۔ چہ جائیکہ ان کے اموال لے لئے جائیں۔

(ہ) "ہر نفسے بر ما حیش حلال نیست الا با ایمان باو" (باب ۵ واحد ۵)

کہ کسی شخص پر اپنی جان بھی حلال نہیں ہے اگر وہ اس دین کو نہیں مانتا یعنی ایسے شخص کا مار ڈالنا جو بابی دین کو نہیں مانتا منع نہیں ہے۔

(و) "ایں حکم بر سلاطین صاحب اقتدار در دین واجب است نہ بر ہمہ ۔۔۔ الا آنکہ خداوند نصرت زاید باقتدار یکہ مقتدر شود بر ما علی الارض چنانچہ وعدہ فرمودہ کہ آن وقت کل در رحمت الٰہی ساکن خواہند بود اگرچہ بنفسہ نخواہند ولے قدرت سلطانی ایشان را داخل می فرماید" (باب ۵ واحد ۵)

کہ یہ حکم جو کتاب البیان میں غیر بابی لوگوں کی جان و مال لینے کا دیا گیا ہے۔ یہ حکم بابی مذہب کے بادشاہوں کے لئے دیا گیا ہے۔ نہ ہر ایک کے لئے یعنی اس کی تعمیل بابی مذہب کے بادشاہوں کے ذمہ رکھی گئی ہے۔ نہ دوسروں کے۔ ہاں اگر خدا کسی بادشاہ کو ایسی طاقت اور ایسا اقتدار عطاء فرمائے کہ وہ تمام روئے زمین کا بادشاہ ہو جائے تو اُس وقت گو سب لوگ اس دین میں خود بخود طوعاً داخل نہ ہونگے مگر اس بابی بادشاہ کے ذریعہ جس کو خدا نے ایسا اقتدار بخشا ہے۔ سب کو جبراً اس دین میں داخل کیا جائیگا۔

علی محمد باب کی اس قسم کی جابرانہ اور متشددانہ تعلیم کا نتیجہ تھا۔ کہ ایران میں جہاں یہ فرقہ پیدا ہوا۔ بابیوں نے غیر بابیوں پر بہت سے مظالم کئے۔ جس کی وجہ سے حکومت اور رعایا دونوں کو مدافعت کرنی پڑی۔

ساتواں حکم علی محمد باب کا البیان میں یہ ہے۔ کہ جو مال غیر بابیوں کا چھینا جائے اُس میں سے جو چیز بے مثل اور بے نظیر اور اعلیٰ درجہ کی ہو۔ وہ علی محمد باب کی ہوگی۔ اور اگر وہ مر چکا ہو تو بابی لوگ اس کے امین ہونگے۔ جیسا کہ لکھا ہے۔

فِیْ حُکْمِ اَمْوَالِ الَّتِیْ یُؤْخَذُ فِیْ ذٰلِکَ الدِّیْنِ اِنْ یَّکُنْ فِیْهِ مِنْ شَیْءٍ

لَمْ يَكُنْ لَهُ عِدْلٌ لَنْ يَمْلِكَهُ اِلَّا نُقْطَةُ الْبَيَانِ وَاِنْ غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَلْيَمْلِكَنَّ لِمَطْلَعِهَا" (باب واحد ۵)

کہ وہ اموال جو بابی مذہب کے مطابق غیر بابیوں کے لئے جائیں۔ اگر ان میں کوئی ایسی چیز ہے جس کا مثل نہیں ہے۔ تو اپنی زندگی میں علی محمد باب اس کے خود مالک ہونگے۔ اور اگر کوئی ایسی چیز ان کی زندگی کے بعد آئے تو وہ بابی مومنوں کے پاس امانت رہے گی۔ جو علی محمد باب کے بعد کے ظہور میں پیش کرینگے۔

آٹھواں حکم

علی محمد باب کا یہ ہے۔ کہ ان اعلیٰ درجہ کی چیزوں کے سوا جو اس کا حق ہیں۔ درمیانہ درجہ کی چیزوں میں علی محمد باب کے ان اٹھارہ مُریدوں کا حق ہے جنہوں نے اُسے سب سے اوّل مانا۔ چنانچہ لکھا ہے

"فِیْ اَنَّ كُلَّ شَیْءٍ اَعْلَاهُ لِلنُّقْطَةِ وَاَوْسَطُهُ لِلْحُرُوْفِ الْحَيِّ وَاَدْنَاهُ لِلْخَلْقِ" (باب واحد ۸) کہ اعلیٰ درجہ کی ہر چیز علی محمد باب کی ہے۔ اور درمیانہ درجہ کی اس کے اٹھارہ مُریدوں کی۔ اور اس سے اتر کر درجہ بدرجہ دوسرے بابیوں کا حق ہے۔

نواں حکم

علی محمد باب کا یہ ہے۔ کہ اگر کوئی شخص سو مثقال سونا کی قیمت کی چیزوں کا مالک ہے تو وہ ہر سو مثقال سونا کے پیچھے ۱۹ مثقال سونا باب اور اس کے خاص الخاص اٹھارہ مُریدوں کو دینے کے لئے (جو حروف حیّ سے تعبیر ہوتے تھے) باب کے حوالہ کرے۔ چنانچہ البیان میں لکھا ہے۔

"اَلْبَابُ السَّادِسُ وَالْعَشَرُ مِنَ الْوَاحِدِ الثَّامِنِ فِيْمَا كُتِبَ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ مِنْ كُلِّ مَا يَمْلِكُ مِنْ مِائَةِ مِثْقَالِ ذَهَبٍ مِنْ بَهَاءِ كُلِّ شَیْءٍ تِسْعَةَ عَشَرَ وَاحِدًا لِلّٰهِ اِنْ كَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً فَلْيُفَوِّضْ اِلَيْهِ لِيَقْسِمَنَّ بَيْنَ حُرُوْفِ الْوَاحِدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِثْقَالٌ اِذَا شَاءَ وَاِلَّا الْاَمْرُ بِيَدِهٖ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ وَاِنْ كَانَتِ الشَّمْسُ مُحْتَجِبَةً وَيَكُوْنُ لِلْحُرُوْفِ الْوَاحِدِ ذُرِّيَّةٌ يُوْصَلَنَّ اِلَيْهِمْ"

ترجمہ یہ ہے کہ ہر شخص جو اتنی چیزوں کا مالک ہے۔ جن کی کل قیمت سو مثقال سونا تک پہنچ جاتی ہے اس پر فرض کیا گیا ہے۔ کہ اس میں سے ۱۹ مثقال سونا ہر سو مثقال سونا

یہ علی محمد باب کے حوالہ کرے۔ جو اپنی مرضی سے اپنے اور اپنے خاص الخاص اٹھارہ مُریدوں کے درمیان تقسیم کرنیکا مجاز ہے۔ اور اگر علی محمد باب اور اس کے وہ خاص اٹھارہ مُرید مرچکے ہیں تو یہ سونا ان کی اولاد کو پہنچایا جائے۔

دسواں حُکم شریعت بابیہ میں یہ دیا گیا ہے۔ کہ بابی حکومت میں کسی غیر بابی کو آنے یا رہنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔ چنانچہ البیان میں علی محمد باب لکھتے ہیں" قَدْ فُرِضَ عَلٰى كُلِّ مَلِكٍ يُبْعَثُ فِي دِيْنِ الْبَيَانِ اَنْ لَا يَجْعَلَ اَحَدٌ عَلٰى اَرْضِہِمْ مِمَّنْ لَمْ يَدِيْنُ بِذٰلِكَ الدِّيْنِ وَكَذٰلِكَ فُرِضَ عَلَى النَّاسِ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ اِلَّا مَنْ يَتَّجِرُ تِجَارَةً كُلِّيَّةً يَنْتَفِعُ بِهِ النَّاسُ" (باب۲ واحد۶)

کہ ہر بابی بادشاہ پر فرض کیا گیا ہے۔ کہ اپنے علاقہ میں کسی غیر بابی کو (سوائے کسی عام تجارت پیشہ شخص کے) آنے اور رہنے کی ہرگز اجازت نہ دے۔ اور یہی فرض تمام دوسرے بابیوں پر بھی عائد کیا گیا ہے۔

گیارھواں حُکم اس عام حُکم کے علاوہ کہ کسی بابی حکومت کے علاقہ میں کوئی غیر بابی نہ رہنے پائے۔ ایک خاص حکم علی محمد باب نے یہ بھی دیا ہے۔ کہ ایران کے **پانچ صوبوں** (فارس[۱] (شیراز) عراق[۲]۔ آذربیجان[۳]۔ خراسان[۴]۔ مازندران[۵]) میں کبھی بھی کسی غیر بابی کو رہنے کی اجازت نہ دی جائے۔ جیسا کہ لکھا ہے۔

"مَا اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ يَسْكُنَ عَلٰى قِطَعِ الْخَمْسِ غَيْرُ مَنْ دَانَ فِي الْبَيَانِ وَاِنْ طَالَ الزَّمَانُ ...... زیرا کہ اشراق ایں کلمہ برایں حدود خمسہ اقرب تر گشت ارض فاء..... عین... الف... خاء..... میم" (باب۱۶ واحد۶)

کہ خدا نے اذن نہیں دیا کہ ایران کے ان **پانچ صوبوں** فارس[۱]۔ عراق[۲]۔ آذربیجان[۳] خراسان[۴]۔ مازندران[۵] میں سوائے ان لوگوں کے جو علی محمد باب کی پیروی کرتے ہیں اور بابی کہلاتے ہیں۔ کوئی دوسرا شخص رہے۔ اگرچہ کتنا ہی لمبا زمانہ کیوں نہ گذر جائے۔ کیونکہ اس مذہب کا ظہور ان پانچ صوبوں میں شروع ہوا تھا۔ پھر اس کے بعد علی محمد باب نے یہ لکھا ہے۔
"اگر قدرت مشاہدہ می شد ہر آئینہ امر می شد کہ از فوق ماء حدود مرتفعہ بران انداکاس متنفح

* علی محمد باب کی عربی کے نمونے جو اس کتاب میں درج ہوئے ہیں ان سے البیان کی فصاحت و بلاغت کا اندازہ ہو سکتا ہے...

گردد... وہر گاہ ممکن بود کہ سور کل از یاقوت احمر گردد ہر آئینہ امر الٰہی جاری میگشت "

کہ اگر امکان میں ہوتا تو ان پانچ سوروں کے متعلق خدا کی طرف سے یہ حکم دیا جاتا۔

کہ ان کے حدود کی بنیادیں تہ زمین کے پانی سے لیکر اوپر تک الماس کی اوٹھائی جائیں

اور ان کی دیواریں سُرخ یاقوت کی ہوں۔

بارہواں حکم | علی محمد باب نے یہ کہا ہے کہ میرے گھر کے ارد گرد جو زمینیں لوگوں کی ہیں۔ انکے بیچنے کا انکو کوئی اختیار نہیں ہے۔ اور جو شخص میرے اس گھر

واقعہ شیراز کو جس کے حج کرنے کا میں نے حکم دیا ہے۔ مطابق میری ہدایت کے تعمیر کرنا چاہے

اسے جائز ہے کہ بلا مرضی ان لوگوں کے جن کی یہ زمینیں ہیں۔ ان زمینوں کو میرے اس گھر

میں شامل کر لے۔ چنانچہ علی محمد باب نے بیان میں لکھا ہے کہ

" حَوْلَ الْبَيْتِ لَا يَجُوزُ بَيْعُهُ وَمَنْ اَرَادَ اَنْ يَرْفَعَ حَدَّ الْبَيْتِ عَلَيْهِ

اَنْ يَاْخُذَ وَلَوْ لَمْ يَرْضَ صَاحِبُهُ " (باب ۱۲ واحد ۴)

کہ میرے گھر کے ارد گرد جتنی زمینیں ہیں۔ انکی خرید و فروخت کرنا ناجائز ہے۔ اور میرا جو مرید

اس گھر کو میری اس ہدایت کے مطابق تعمیر کرنا چاہے۔ جو میں نے اس کی تعمیر کے لئے دی ہے

اس کے لئے جائز اور حلال ہے کہ ان زمینوں کے مالکوں اور قابضوں کی رضامندی کے

بغیر ہی ان زمینوں کو اس گھر میں شامل کر لے۔

علی محمد باب کی تعلیم کے اس قسم کے **خود غرضانہ** اور **ظالمانہ** احکام سے ثابت ہوتا ہے

کہ اگر اس ذرّیت کو کبھی **اقتدار** دُنیا میں حاصل ہو جاتا۔ تو یہ لوگ اپنے خود غرضانہ مقاصد کے پورا کرنے

کے لئے دُنیا میں ایک بہت بڑا فتنہ پیدا کر دیتے۔ ایرانی حکومت کے اندر رہ کر جو مفسدانہ احکام

لوگوں کے حقوق غصب کرنے اور اپنی ایک خیالی حکومت کے قائم کرنے اور ایرانی حکومت کے

اُڑا دینے اور اس کے درہم برہم کر دینے کے متعلق دیئے گئے ہیں۔ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ

ان لوگوں کا ایرانی حکومت کے خلاف شور مچانا اور اپنے آپ کو مظلوم ظاہر کرنا ایک فریب ہے۔ جو انہی

ان منصوبہ بازیوں اور سازشوں پر پردہ ڈالنے کے لئے کیا جاتا ہے۔

تیرہواں حکم | شریعت بابیہ میں یہ دیا گیا ہے کہ جو شخص اس قائم آل محمد (علی محمد باب)

کہ جو اس کے بعد ظاہر ہونیوالے بابی موعود کو ناخوش کرے۔ یا رنج اور تکلیف پہنچائے۔ تو ایسے شخص کو جس طرح ممکن ہو جان سے مار ڈالا جائے۔ چنانچہ البیان میں لکھا ہے "اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَمَرَ بِاَنْ تَقُوْمُوْا مِنْ مَقَاعِدِکُمْ اِذَا سَمِعْتُمْ اِسْمَ مَنْ یُّظْہِرُہُ اللّٰہُ مِنْ بَعْدُ بِلَقَبِ الْقَائِمِ وَالْحُکْمِ عَلٰی اِعْدَامِ مَنْ یَّحْزُنُہٗ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ بِمَا یُمْکِنُ" (باب ۱۵ واحد ۶)

کہ جب تم اسکے بعد مَنْ یُّظْہِرُہُ اللّٰہُ کا نام سنو جو قائم کے لقب سے ظاہر ہوا ہے۔ تو اس کی تعظیم کے لئے اپنی جگہوں سے جہاں تم بیٹھے ہو۔ کھڑے ہو جاؤ۔ اور خدا نے تم کو یہ حکم بھی دیا ہے کہ جو شخص اس قائم آل محمد (علی محمد باب) کو ناخوش کرے۔ یا رنج اور تکلیف پہنچائے۔ تو ایسے شخص کو جس ذریعہ سے بھی ممکن ہو جان سے مار ڈالو۔

چنانچہ علی محمد باب کے اس حکم کی تعمیل کا جہاں جہاں بھی بابیوں کو موقع ملا۔ انہوں نے ویسا ہی کیا۔ مثلاً کتاب نقطۃ الکاف مصنفہ حاجی میرزا جانی کاشانی بابی کے صفحہ ۱۴۲ میں لکھا ہے۔

"شنیدم ہنگامیکہ حضرت از قزوین می گذشتند کاغذے باو نوشتہ بود کہ من مظلوم میباشم و اولاد رسول اللہ ہستم مرا نصرت نمائید کاغذ آن جناب را پارہ نمودند و ناسزا ہم گفتہ بحضرت کہ عرض نمودند۔ فرمودند کہ نبود کسے کہ بر دہان او بزند ایں بود کہ خداوند چنیں نمود کہ زبانہ نیزہ جانگداز بر دہان بزاختند تا با بزرگان دین زبان درازی ننمائد"

کہ جب علی محمد باب کو سرکاری آدمی طہران سے تبریز لئے جا رہے تھے تو راستہ میں قزوین سے گذرتے ہوئے علی محمد باب نے ایک خط حاجی ملا تقی کو لکھا کہ میں مظلوم ہوں اور آل رسول ہوں۔ تم میری مدد کرو۔ تو حاجی ملا تقی نے علی محمد باب کو برا بھلا کہکر انکا خط پھاڑ دیا۔ علی محمد باب کے حضور جب یہ واقعہ عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا۔ کہ کیا وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ جو اس کے منہ پر تھپڑ مارتا۔ اس کے بعد خدا کو یہ منظور ہوا کہ میرزا صالح نامی ایک شیرازی بابی نے حاجی ملا تقی کے منہ میں ایک نہایت خطرناک اور مہلک برچھا مار دیا تاکہ بزرگان دین کے حق میں آیندہ کبھی زبان درازی نہ کرے۔

ایسا ہی نقطۃ الکاف صفحہ ۱۹۵ میں ایک واقعہ یہ بھی لکھا ہے۔ کہ علی محمد باب کے ادنیٰ متبعین میں سے حاجی ملا محمد علی بار فروشی (جو فرقہ بہائیہ کے نزدیک حضرت قدوس کے نام سے ملقب تھے) کے ساتھ ایک (جوان بابی رضا خان رہتا تھا۔ اور جب حضرت قدوس گھر سے باہر نکلتے تھے تو وہ اپنی تلوار کھینچ کر حضرت قدوس کے آگے آگے یہ کہتا جاتا تھا کہ جب تک میں دس آدمیوں کا خون نہ کر لوں گا۔ مارا نہ جاؤں گا۔ اصل عبارت نقطۃ الکاف کی یہ ہے۔

"ہمیں رضا خان ہر گاہ حضرت از منزل بیرون تشریف می آوردند شمشیر خود را کشیدہ بر سر دوش گذاردہ یکہ و تنہا در جلو آنحضرت میرفت و فریاد می زد کہ تا دہ نفر نکشم کشتہ نخواہم شد" (صفحہ ۱۹۵ نقطۃ الکاف)

کہ یہ رضا خان اپنی تلوار کھینچ کر اپنے مونڈھے پر رکھ لیتا تھا۔ اور جب حضرت قدوس گھر سے باہر تشریف لاتے تھے۔ تو ان کے آگے آگے یہ شور کرتا جاتا تھا کہ جب تک میں دس آدمیوں کو قتل نہ کر لوں گا۔ مارا نہ جاؤں گا۔

حاجی ملا محمد علی بار فروشی اور رضا خان کے اس واقعہ سے بھی یہ ثابت ہے۔ کہ بابیوں کا رویہ علی محمد باب کے اس قسم کے احکام کی وجہ سے نہایت اشتعال انگیز اور خطرناک تھا۔

چودھواں حکم

علی محمد باب نے یہ دیا ہے کہ اگر کسی شخص نے عمارت بنانا شروع کی ہے۔ تو خواہ ضرورت رہے یا نہ رہے اس شخص کا فرض ہے کہ وہ اس عمارت کو اس درجہ کامل کر دے کہ کوئی درجۂ کمال باقی نہ رہ جائے۔ جیسا کہ البیان (باب ۱۶ واحد ۶) میں لکھا ہے کہ

"اگر کسے بنائے عمارتی گذارد و آن را بکمال آنچہ در آن ممکن است نرساند ہیچ آنے بر آن شئے نمی گذرد مگر آنکہ ملائکہ طلب نقمت می کنند از خداوند برا و بلکہ ذرات آن بنا ہم طلب میکنند"

(ترجمہ) کہ اگر کوئی شخص عمارت بنانی شروع کرتا ہے۔ اور اس کو اس درجۂ کمال تک نہیں پہنچاتا جو اس عمارت میں ممکن ہے۔ تو کوئی گھڑی نہیں گذرتی مگر فرشتے اور اس عمارت

کا ہر ذرہ خدا سے اس شخص کے لئے عذاب کی دُعا مانگتے ہیں۔

علی محمد باب کا یہ حکم معقولیت سے جتنا دُور ہے اسکو ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کیونکہ اس حکم کے رُو سے کسی عمارت کو شروع کرنیکے بعد درمیان میں نہیں چھوڑا جا سکتا! اور اس شخص کا جس نے عمارت شروع کی تھی فرض ہو جاتا ہے۔ کہ اس عمارت کو کمال کے اس درجہ تک پہنچائے۔ جو اس شخص کی طاقت میں ہے۔ خواہ اس عمارت کے مکمل کرنیکی اسکو ضرورت ہے یا نہیں۔

پندرہواں حکم اسی قسم کا علی محمد باب نے ایک اور حکم یہ دیا ہے کہ ہر بابی بادشاہ پر فرض ہے کہ وہ دو گھر اپنے لئے بنائے۔ ایک گھر کے پچانوے دروازے ہوں۔ اور دوسرے کے نوے۔ چنانچہ البیان (باب ۹ واحد ۸) میں لکھا ہے "فُرِضَ عَلیٰ کُلِّ مَلِکٍ یُبْعَثُ فِی ذٰلِکَ الدِّیْنِ اَنْ یَبْنِیَ بَیْتًا لِنَفْسِہٖ عَلٰی اَبْوَابٍ خَمْسَۃٍ قَبْلَ التِّسْعِیْنَ وَ بَیْتًا عَلٰی اَبْوَابِ التِّسْعِیْنَ" کہ ہر بابی بادشاہ اور صاحب مرتبہ شخص پر فرض کیا گیا ہے کہ وہ ایک گھر ۹۵ دروازہ کا اپنے لئے بنائے اور دوسرا ۹۰ دروازہ کا۔ اگرچہ بابی فرقہ کی یہ بادشاہت جسکی آرزو میں علی محمد باب نے یہ احکام دیئے تھے قائم نہیں ہو سکی۔ اور نہ آیندہ بابی فرقہ کی کوئی سلطنت قائم ہونے کی اُمید ہے۔ پھر بھی علی محمد باب کا بابی فرقہ کے خیالی بادشاہوں کیلئے اتنے دروازوں کے دو گھر بنانے کی فرضیت بیان کرنا تعجب سے خالی نہیں ہے۔

سولھواں حکم جس سے بابیوں اور بہائیوں کی عمریں بہت لمبی ہو سکتی ہیں۔ یہ دیا ہے کہ ہر وقت کُرسی یا تخت یا چارپائی پر بیٹھنا چاہیئے۔ چنانچہ البیان (باب ۱۱ واحد ۶) میں لکھا ہے۔ کہ "دوست می دارد خداوند کہ در ہر حال اہل بیان بر فوق سریر یا عرش یا کرسی نشینند کہ آن وقت از عمر او محسوب نمی گردد" (ترجمہ) خدا کو یہ بات بہت پسند ہے کہ اہل بیان (جو علی محمد باب کی کتاب البیان کے متبع ہیں) ہر حال میں چارپائی یا تخت یا کُرسی پر بیٹھیں۔ کیونکہ جتنا وقت ان چیزوں پر بیٹھیں گے وہ انکی عمروں میں شمار نہ ہوگا۔ غالباً علی محمد باب کو خود اپنی عمر میں کُرسی یا تخت یا چارپائی پر پابندی کے ساتھ بیٹھنے کا موقع نہیں ملا۔ ورنہ انکی اپنی عمر بھی خوب لمبی ہوتی اور اتنی جلدی قتل نہ کئے جاتے کہ ۲۵ سال کی عمر میں تو دعویٰ کیا۔ اور ۳۱ سال کے اندر قتل ہو گئے مگر بہائیوں کے لئے درازی عمر کا یہ نسخہ وہ

بہت اچھا چھوڑ گئے ہیں۔

ستر ہواں حکم علی محمد باب نے اپنی کتاب البیان میں یہ دیا ہے کہ "اَلْبَابُ الثَّامِنُ مِنَ الْوَاحِدِ التَّاسِعِ فِیْ حُرْمَۃِ التِّرْیَاقِ وَالْمُسْکِرَاتِ وَالدَّوَاءِ مُطْلَقاً" (باب واحد ۹) کہ میری شریعت میں جس طرح افیون وغیرہ نشہ آور چیزوں کا استعمال کرنا منع ہے۔ اسی طرح بیماروں کے علاج میں دوا کا استعمال کرنا بھی حرام ہے۔ جیسا کہ الکواکب الدریہ مصنفہ میرزا عبدالحسین صاحب بہائی کے صفحہ ۱۰۴ میں بھی بیان کیا گیا ہے کہ افیون اور حقہ کے ساتھ دوا دُں کا استعمال کرنا بھی علی محمد باب نے منع کیا تھا۔

مگر یہ عجیب بات ہے کہ ابتدائے آدم سے لے کر علی محمد باب تک جو بابی مذہب کے مطابق بارہ ہزار دو سو دس سال کا زمانہ گذرا ہے (سنہ ۱۲۲۱) اس میں تو خدا نے کسی نبی کی معرفت یہ حکم نہ بھیجا کہ دواؤں کا استعمال کرنا منع ہے۔ مگر ہزار ہا سال کے بعد جبکہ علم طب اور ڈاکٹری میں پہلے کی نسبت سینکڑوں درجہ ترقی ہو چکی ہے۔ بابی خدا کو یاد آیا کہ اب اس سے منع کرنا چاہیئے۔

علی محمد باب جن کی شریعت کے یہ چند احکام بطور نمونہ یہاں بیان کئے گئے ہیں۔ انکی نسبت بہاءاللہ کی کتاب ایقان صفحہ ۲۰۵ میں جو بہاءاللہ نے اپنے دعویٰ خدائی سے پہلے لکھی تھی دعویٰ کیا گیا ہے کہ "قدر و رتبہ آنحضرت را ملاحظہ فرما کہ قدرش اعظم از کل انبیاء و امرش اعلیٰ و ارفع از عرفان و ادراک کل اولیاء است" کہ علی محمد باب کے اس درجہ اور مرتبہ کو دیکھو کہ تمام انبیاء سے آپکا درجہ بڑھکر ہے اور کل اولیاء کے عرفان اور ادراک سے آپکا معاملہ بہت اونچا اور بلند ہے اور کتاب ادعیہ محبوب صفحہ ۱۹۵ میں بیان کیا گیا ہے کہ "اِنَّہٗ سُلْطَانُ الرُّسُلِ" کہ علی محمد باب تمام رسولوں کا بادشاہ ہے لیکن اسکے مقابلہ میں میں یہ کہتا ہوں کہ کیا ایسا شخص جسکی شریعت میں اس قسم کے دور از عقل بعید از انصاف احکام بیان کئے گئے ہیں اسکو کچھ بھی نسبت انبیاء اور اولیاء سے ہو سکتی ہے پھر قائم آل محمد کی نسبت تو ایقان صفحہ ۲۲۱ وغیرہ میں یہ بھی مانا گیا ہے کہ کل انبیاء و اولیاء نے تو آجتک ایک حصہ علم کا دنیا میں پھیلایا تھا مگر قائم آل محمد ۲۶ حصے علم کی اشاعت کریگا۔ اگر بہائی فرقہ کے نزدیک علی محمد باب کا دعویٰ قائمیت و مہدویت درست تھا تو وہ علوم ظاہر ہونے چاہیئیں جو علی محمد باب نے بمقابلہ کل اولیاء و انبیاء کے ۲۶ حصے بڑھکر دنیا میں پھیلائے ہیں۔ ورنہ علی محمد باب کی نسبت قائم آل محمد ہونے کا دعویٰ کرنا ایسا ہی غلط ہوگا جیسے میرزا حسین علی نے علی محمد باب کی وفات کے بعد میرزا یحییٰ صبح ازل کی پیروی کرتے کرتے خدائی نسبت خدائی کا دعویٰ کردیا۔

بہائی فرقہ کے نزدیک اسلامی شریعت ۱۲۶۰ھ سے منسوخ ہے

میرزا حسین علی الملقب بہ بہاء اللہ اور علی محمد باب کی اس مخالف اسلام شریعت کے ہوتے ہوئے جو یہاں تک بیان کی گئی ہے۔ کوئی شخص وہم بھی نہیں کر سکتا کہ بہائی لوگ کبھی اس بات سے بھی انکار کرتے ہونگے۔ کہ اسلامی شریعت ان کے نزدیک منسوخ ہے اور اس کی بجائے اب ان کے لئے باب اور بہاء اللہ کی نئی شریعت آگئی ہے۔ لیکن یہ فرقہ جس کے اصل بانی علی محمد باب نے اپنے قتل ہونے سے ایک روز پہلے اپنے مریدوں کو یہ وصیت کی تھی کہ "کل تم سے میرے دعویٰ کی سچائی اور حقانیت کے متعلق سوال ہوگا۔ تم نے تقیہ کر کے میری سچائی کا انکار کر دینا اور مجھ پر لعنت بھیجنا"[1] اپنے پیشوا کی اس مقدس وصیت کا کیونکر خلاف کر سکتا تھا۔ اس لئے بعض جگہ جہاں یہ بیدھڑک چل سکتا ہے۔ اس کا انکار کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ بہائی لوگ اپنے اصول تقیہ کی (جو بہائی مذہب کی روح رواں ہے) پیروی کر کے مسلمانوں سے یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ ہم اسلامی شریعت کو منسوخ نہیں سمجھتے۔ نہ ہمارے ہاں نسخ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ بلکہ دھوکا دینے کے لئے بطور تقیہ مسلمانوں کی نمازوں میں بھی شامل ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ اس کی پوری تفصیل اسی کتاب کے صفحہ ۸۸ میں زیر عنوان "بہائیوں کی چالبازیاں تقیہ کے پردہ میں" گذر چکی ہے حتے کہ خود عبد البہاء جو بہاء اللہ کا جانشین تھا۔ وہ بھی یہ تقیہ کر لیتا تھا۔ اور تقیہ کے پردہ میں مسلمانوں کی نمازوں میں شامل ہو جاتا تھا۔ چنانچہ الکواکب الدریۃ فی مآثر البہائیۃ صفحہ ۲ میں میرزا عبد الحسین صاحب بہائی لکھتے ہیں کہ "شیخ محمد بخیت مفتی دیار مصریہ بزیارت آن حضرت در اوائل مزبود نائل شدہ آن حضرت باعادہ زیارت در منزل مفتی تشریف بردہ درہمان روز کہ جمعہ بود نماز جمعہ را در مقام سیدہ زینب ادا فرمودہ"۔

---

[1] بابی فرقہ کی کتاب نقطۃ الکاف مصنفہ حاجی میرزا جانی کاشانی بابی صفحہ ۲۴۱ میں اصل عبارت علی محمد باب کی اس وصیت کے متعلق یہ ہے "اے اصحاب فرداکہ از شما سوال نمایند از حقیقت من تقیہ نمائید و انکار نمائید و لعن کنید زیرا کہ حکم اللہ بر شما این است"۔

کہ ایک دفعہ دیار مصریہ کے مفتی شیخ محمد بخیت جناب عبدالبہاء کی ملاقات کو اس ہوٹل میں جہاں عبدالبہاء ٹھیرے تھے۔ تشریف لائے اس کے بعد عبدالبہاء بھی اسی روز مفتی مذکور کے مکان پر بازدید کے طور پر تشریف لے گئے۔ اور جمعہ کی نماز آپنے وہیں (بمقام سیّدہ زینب) ادا فرمائی۔" حالانکہ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ شریعت بہائیہ میں نہ جمعہ ہے نہ جماعت نہ یہ قبلہ ہے نہ امام۔ بلکہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا تو حرام ہو چکا ہے۔ چونکہ تقیہ کے پردہ میں بہائی فرقہ کا یہ دھوکا عملی ہے نہ صرف قولی۔ اسلئے اس امر کے ثبوت میں کہ اس فرقہ کے نزدیک سنہ ۱۲۶۰ ہجری سے جبکہ علی محمد باب نے دعویٰ کیا! اسلامی شریعت بالکل منسوخ ہے۔ بہائی فرقہ کی مسلّمہ اور مستند کتابوں سے مندرجہ ذیل حوالہ جات پیش کرتا ہوں۔ جن کے پڑھنے سے اس فرقہ کا نفاق پورے طور پر واضح ہو جاتا ہے۔

پہلا حوالہ۔ بحرالعرفان میں ایک روایت بیان ہوئی ہے" حَلَالُ مُحَمَّدٍ حَلَالٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَحَرَامُ مُحَمَّدٍ حَرَامٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ" کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جو چیزیں حلال ٹھیرائی گئی ہیں۔ وہ قیامت تک حلال ہیں۔ اور جو چیزیں حرام ٹھیرائی گئی ہیں۔ وہ قیامت تک حرام ہیں۔ بہائیوں کو اقرار ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ لیکن تاویل کرتے ہیں۔ کہ قیامت سے مراد قائم آل محمد کا زمانہ ہے چونکہ بہائیوں کے نزدیک علی محمد باب قائم آل محمد ہے۔ جس کو دوسرے لفظوں میں شیعوں کا مہدی بھی کہتے ہیں۔ اور اسی کا زمانہ قیامت ہے۔ اس لئے وہ یہ کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت میں جو حلال و حرام بیان ہوئے تھے۔ انکا زمانہ ختم ہو چکا ہے اور اب نئی شریعت جو شریعت بابیہ و بہائیہ ہے۔ اس کا دور ہے۔ (دیکھو بحرالعرفان صفحہ ۱۱۵-۱۱۶ وغیرہ)

دوسرا حوالہ۔ بحرالعرفان صفحہ ۱۱۷ میں لکھا ہے" می گویند قائم کہ ظاہر می شود۔ بشریعت مقدسہ نبوی رفتار می فرماید۔ و احکام را تغییر و تبدیل نمی دہد و بر ہم نمے زند۔ پس ظاہر شدن از برائے چہ و شغلش چیست" یعنی شیعہ جو کہتے ہیں کہ جب قائم آل محمد ظاہر ہوگا۔ تو وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مقدس شریعت کا پیرو ہوگا۔ اور احکام شریعت میں کوئی تبدیلی نہیں کریگا۔ تو ہم اہل بہاء کہتے ہیں۔ کہ اگر قائم آل محمد نے آکر احکام شریعت میں کوئی تبدیلی نہیں کرنی تھی

تو اس کا آنا کس لئے اور اس کے آنیکا کیا مطلب۔ مدعا یہ کہ قائم آل محمد (علی محمد باب) کے آنے کی تو غرض ہی یہ ہے کہ وہ شریعت اسلامی کو منسوخ کر کے ایک نئی شریعت کو قائم کرے۔

تیسرا حوالہ۔ بحرالعرفان صفحہ ۱۱۸ میں لکھا ہے "البتہ شکے نیست کہ یہ دین و آئین جدید ظاہر می شود" کہ اس میں ذرا شک نہیں ہے۔ کہ قائم آل محمد کی نسبت یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ نیا دین اور نیا طریقہ لیکر آئیگا۔ چنانچہ وہ قائم (علی محمد باب) نیا دین اور نیا طریقہ لیکر آگیا ہے۔

چوتھا حوالہ۔ بحرالعرفان صفحہ ۱۲۶ میں لکھا ہے "اینکہ جمیع ادیان را یکی می فرماید۔ یعنی نسخ می فرماید شریعت قبل را" یعنی یہ جو قائم آل محمد کی نسبت پیشگوئی ہے کہ وہ تمام دینوں کو ایک کر دیگا اسکا یہ مطلب ہے۔ کہ اپنے سے پہلی شریعت کو (جو شریعت محمدیہ ہے) منسوخ کر دیگا اور سب کو ایک نئے دین کی دعوت دے گا۔

پانچواں حوالہ۔ بحرالعرفان صفحہ ۲۲۷ میں لکھا ہے "بُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا فَكَانَتْ هَبَاءً مُّنْبَثًّا" یعنی رانده شود کوہہا را نمی پس باشد غبارے پراگندہ کہ دیدہ می شود یعنی چوں احکام جدیدہ میشود و احکام قبل عتیق و تاثیر احکام قبل برداشتہ میشود۔ از گفتار شان اثرے و ثمرے مترتب نمی شود۔ ایں ست کہ در نظر نمے آیند۔ مگر چوں غبارے پراگندہ"

یعنی یہ جو قرآن شریف میں آیا ہے۔ کہ پہاڑ چلائے جائیں گے۔ اور وہ پراگندہ غبار کی طرح نظر آئینگے اس سے یہ مطلب ہے۔ کہ جب پہلے احکام بوسیدہ ہو جائیں گے۔ اور ان کی تاثیر اٹھا دیجائیگی اور نئے احکام انکی جگہ قائم ہو جائینگے تو اسوقت علماء کی باتیں ایسی بے اثر اور بے ثمر ہو جائیں گی کہ وہ لوگوں کی نظروں میں پراگندہ غبار کی طرح ہو جائیں گے۔ اس سے غرض یہ ہے کہ نئی شریعت قائم ہوگئی ہے جس کی وجہ سے علماء کی باتوں میں اثر نہیں رہا۔

چھٹا حوالہ۔ بحرالعرفان صفحہ ۲۲۵ سے ۲۲۳ میں لکھا ہے۔ کہ قرآن مجید میں جو یہ آیت آئی ہے۔ "وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ" اس آیت میں قیامت کے دن آسمانوں کے لپیٹے جانے سے یہ مراد ہے۔ کہ قائم آل محمد کے زمانہ میں پہلی شریعت منسوخ کر دیجائیگی۔ اصل الفاظ بحرالعرفان کے یہ ہیں "دیگر از واقعات قیامت تزلزل ارض است۔ و آں ارض قلوب خلائق ست۔ کذلک پیچیدہ شدن۔ آسمان چون

طومار داں شریعت وحکم قبل بود کہ چوں طومار ہم پیچیدہ شد" مطلب یہ کہ قرآن شریف کی آیت متذکرہ بالا میں زمین سے مُراد لوگوں کے دلوں کی زمین ہے۔ اور آسمانوں کے لپیٹے جانے سے مُراد پہلی شریعت کا لپیٹا جانا مراد ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں وہ شریعت اسلامی طومار کی طرح لپیٹ دی گئی ہے۔ اور ایک نئی شریعت قائم کر دیگئی ہے جسکو باب اور بہاء اللہ لائے۔

ساتواں حوالہ۔ بحر العرفان صفحہ ۴۶ میں قرآن شریف کی آیت "اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ" کے معنے بیان کرتے ہوئے لکھا ہے" برپا دارید نماز را بعد از زوال آفتاب تا تاریکی شب مراد آنکہ برپائے دارید نماز را قطعاً تمکام ایام شریعت آں بزرگوار منقضی و تاریک شود۔ و وقت آں در غسق اللیل می باشد و غسق اللیل بحروف تہجی می شود۔ ہزار و دویست و شصت و یک یعنی نماز را برپا دارید الی سنۃ ہزار و دویست و شصت و یک از ہجرت کہ دراں سنہ قائم ظاہر می شود۔ و حکم ایں صلوٰۃ مرتفع میگردد و احکام تازہ و شریعت تازہ حادث می شود"

یعنی قرآن مجید کا جو یہ حکم ہے کہ زوال آفتاب کے بعد سے رات کی تاریکی تک نماز قائم کرو۔ اسکا یہ مطلب ہے کہ جب تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا زمانہ نہیں گذر جاتا جو ۱۲۶۱ھ تک ہے اسوقت تک نماز کا حکم قائم ہے۔ اسکے بعد قائم آل محمد ظاہر ہو جائیگا اور اسلامی نماز کا حکم منسوخ ہو جائیگا۔ اور اسوقت نئی شریعت اور نئے احکام جاری ہو جائیں گے۔

چنانچہ بہائیوں کے نزدیک ۱۲۶۱ھ میں علی محمد باب ظاہر ہو چکا ہے جسے یہ لوگ قائم آل محمد کہتے ہیں۔ اور ۱۲۶۱ھ سے شریعت اسلامی ان کے نزدیک منسوخ ہو چکی ہے۔

آٹھواں حوالہ۔ بحر العرفان صفحہ ۱۳۵ میں لکھا ہے۔ کہ" در صدر اسلام اصحاب حضرت رسول را اذیت می کردند و سب می نمودند۔ کہ چرا دین تازہ اختیار کردہ اند۔ و از دین آباء و اجداد دست کشیدہ اند۔ و امروز ہم برایں طائفہ ملامت و شماتت و اذیت می نمایند۔ کہ چرا از طریقہ آباء و اجداد خود خارج شدہ و بصاحب امر جدید و کتاب تازہ مومن و مقبل شدہ اند"

اس عبارت میں مصنف بحر العرفان بیان کرتا ہے۔ کہ جس طرح اسلام کے شروع ہونیکے وقت صحابہ کو اسوجہ سے تکلیف دیجاتی تھی۔ کہ انہوں نے باپ دادا کے طریقہ کو چھوڑ کر ایک نیا دین کیوں اختیار کر لیا ہے۔ اسیطرح ہم بہائیوں کو اسوجہ سے ملامت وغیرہ

کی جاتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے مذہب کو چھوڑ کر ایک نئی شریعت کو کیوں ماننے لگ گئے ہیں۔ گویا بہائیوں کا اپنی نسبت یہ اقرار ہے۔ کہ جس طرح صحابہ نے اپنے باپ دادا کے مشرکانہ مذہب کو چھوڑ کر ایک نیا دین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں اختیار کر لیا تھا۔ اسی طرح ہم نے باپ دادا کے اسلامی مذہب کو چھوڑ کر ایک نیا دین قبول کر لیا ہے۔ جو باب اور بہاءاللہ لائے ہیں۔

نواں حوالہ۔ کتاب الفرائد مطبوعہ ۱۳۱۵ھ صفحہ ۲۸۲ میں بہائی مبلغ ابوالفضل لکھتے ہیں:

"و تصیص براینکہ درایں یوم عظیم دیانت متجدد خواہد شد۔ و شریعت جدیدہ ظہور خواہد نمود۔ ایں آیہ مبارکہ نزول یافتہ کہ می فرمائد یَوْمَئِذٍ یُوَفِّیْهِمُ اللّٰهُ دِیْنَهُمُ الْحَقَّ یعنی درآن روز حق جل جلالہ دین حق را وافیاً بخلق عنایت خواہد فرمود و این دین اسلام نیست۔ زیراکہ دین اسلام در ظہور حضرت رسول علیہ السلام وافیاً نازل شد۔ و آنحضرت کاملاً بخلق ابلاغ فرمودہ بل مقصود شریعت جدیدہ ست"

اس فارسی عبارت میں ابوالفضل بہائی نے یہ بیان کیا ہے کہ سورہ نور کی آیت "یَوْمَئِذٍ یُوَفِّیْهِمُ اللّٰهُ دِیْنَهُمُ الْحَقَّ" (جو کہ قیامت کے متعلق ہے) اس بات کی بین دلیل ہے کہ قیامت کے دن (جس سے مراد بہائیوں کے نزدیک باب اور بہاءاللہ کا زمانہ ہے) ایک نیا دین اور نئی شریعت ظاہر ہوگی۔ اور اس دن خدا تعالیٰ اپنی مخلوق کے لئے ایک کامل دین عنایت کرے گا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اس دین سے جس کا آیت میں ذکر ہے۔ دین اسلام مراد نہیں ہے۔ کیونکہ دین اسلام تو آنحضرت صلعم کے زمانہ میں اترا۔ اور آنحضرت صلعم نے مخلوق میں اس کی تبلیغ فرما دی۔ بلکہ اس سے مقصود دین اسلام کے سوا دوسری نئی شریعت ہے۔ جو قیامت کے دن یعنی باب اور بہاءاللہ کے زمانہ میں لوگوں کو دی گئی ہے۔

اگرچہ ابوالفضل بہائی کا قرآن مجید کی آیت سے یہ استدلال کرنا کہ دین اسلام کے بعد کوئی نئی شریعت یا کوئی نیا دین آئیگا۔ سورہ نور کی آیت متذکرہ کے ماقبل و مابعد کو دیکھنے سے بالکل غلط ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ دین سے مراد اس آیت میں جزا و سزا سے ہے۔ لیکن جو عبارت کتاب الفرائد کی اوپر نقل کی گئی ہے۔ وہ بہائیوں کے اس عقیدہ کو

صاف کرتی ہے۔ کہ قرآن مجید کی شریعت ان کے نزدیک منسوخ ہے۔ اور دین کامل یہ لوگ اسی شریعت کو سمجھتے ہیں۔ جو باب اور بہاء اللہ لائے ہیں۔

دسواں حوالہ۔ کتاب الفرائد صفحہ ۳۰۲۔ باب کی مہدویت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"ظہور مہدی سبب ختم اسلام و فتح شریعت و دیانت جدیدہ باشد"

کہ باب کا ظہور (جسے بہائی قائم آل محمد یا شیعوں کا مہدی بھی کہتے ہیں) اسلام کے دَور کو ختم کر دینے اور نئی شریعت اور نئے دین کے شروع ہونیکا سبب ہے۔ یعنی باب کے ظاہر ہونے پر شریعت اسلام کا دَور ختم ہو جائیگا۔ اور نئی شریعت اور نیا دین شروع ہو جائے گا۔

گیارہواں حوالہ۔ کتاب الفرائد صفحہ ۳۰۳ میں لکھا ہے۔

"از ایں جملہ کہ عرض شدہ ثابت و مبرہن گشت۔ بطلان ایں قول فاسد باطل کہ شریعتے دیگر بعد از شریعت اسلامیہ تشریع نخواہد شد"

مصنف فرائد کہتے ہیں۔ کہ جو کچھ عرض ہوا ہے اس سے اس عقیدہ کا باطل و فاسد ہونا ظاہر ہو گیا کہ شریعت اسلامیہ کے بعد کوئی اور شریعت جدیدہ نہ آئیگی۔ اس حوالہ میں بہائی لوگ اس عقیدہ کو باطل اور فاسد قرار دیتے ہیں۔ جو کہ اہل اسلام کا ہے۔ کہ شریعت اسلام کے بعد کوئی دوسری شریعت جدیدہ نہ آئے گی۔ پس جن ناواقفوں کو بہائی لوگ دھوکا دیتے ہیں۔ کہ ہم اسلام کو مانتے ہیں وہ ان سے پوچھیں کہ تمہارے ہاں لکھا گیا ہے۔ اور کہتے کیا ہو۔

بارہواں حوالہ۔ کتاب نقطۃ الکاف کا ہے۔ جو مرزا جانی کاشانی کی تصنیف ہے۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۵۰ میں اس مرتبہ اور درجہ کا بیان کرتے ہوئے کہ جس پر پہنچکر شریعت کے احکام پر عمل کرنے کی بابیوں کے نزدیک ضرورت نہیں رہتی۔ لکھا ہے۔

"ہمیں قسم بداں حکم جمیع احکام شرائع انبیاء را زیرا کہ اینہا احکام راہ رفتن بود۔ بجہت منزل رسیدن ہر گاہ شخص مسافر بمنزل رسید دیگر احکام سفر از و مرفوع می گردد ...... بایں دلیل شریعت حضرت

رسول اللہ صلعم نسخ می شود۔ زیراکہ احکام راہ رفتن می باشد وآں دین نسخ نخواہد شد کہ امر آں وا مدا است۔ و دین توحید می باشد وآں دین حضرت قائم آل محمد است۔۔۔۔۔ واحکام حضرت احکام باطن است ولابد باطن کہ آمد حکم ظاہر می رود۔"

اس حوالہ میں میرزا جانی بیان کرتے ہیں۔ کہ جیسے ایک راہ رو اور مسافر کے متعلق کچھ احکام ہیں۔ اور جب وہ مسافر گھر پہنچ جاتا ہے۔ تو اس سے وہ احکام ساقط ہو جاتے ہیں۔ یہی مثال نبیوں کی شریعتوں کی باب کی شریعت کے مقابلہ میں ہے۔ کہ ان کی شریعتوں میں جس قدر احکام بیان ہوئے ہیں۔ وہ مسافر کے احکام کے مشابہ ہیں۔ اور اسی دلیل سے آنحضرت صلعم کی شریعت کے منسوخ ہونے کی ضرورت تھی کیونکہ قائم آل محمد (علی محمد باب) کے دین کے مقابلہ میں شریعت محمدیہ کے احکام بھی مسافرانہ احکام ہیں۔ اور جو دین باقی رہنے والا اور منسوخ نہ ہونیوالا ہے۔ وہ علی محمد باب کا دین ہے۔ جس کے احکام باطنی ہیں۔ اور یہ ضروری تھا کہ باطن کے آجانے پر ظاہری احکام منسوخ ہو جاتے۔"

تیرہواں حوالہ۔ میرزا حسین علی اپنی کتاب ایقان صفحہ ۱۹۹ میں لکھتے ہیں۔

"روایات محققہ کہ جمیع دال است۔ بر شرع وحکم جدید وامر بدیع۔ باز منتظر ند کہ طلعت موعود بر شریعت فرقان حکم فرماید چنانچہ یہود ونصاریٰ ہمیں حرف رامی گویند۔"

کہ ثابت شدہ روایات اس بات پر دلالت کر رہی ہیں۔ کہ نئی شریعت اور نئے احکام اس زمانہ میں آنیوالے تھے۔ مگر محمدی لوگ یہودیوں اور نصرانیوں کی طرح اس امر کے منتظر ہیں۔ کہ یہ موعود قرآن شریف کی شریعت کا پابند ہوگا۔

چودھواں حوالہ۔ ایقان صفحہ ۲۰۴ میں لکھا ہے۔

"اگر قائم موعود بشریعت واحکام قبل مبعوث ذظاہر شود دیگر ذکر ایں احادیث برائے چہ شدہ۔"

کہ اگر اس قائم موعود (علی محمد باب) نے پہلی اسلامی شریعت پر ہی ظاہر ہونا تھا۔ اور اس کی بعثت قرآن مجید کی شریعت کے ہی تابع ہونی تھی۔ تو ان احادیث کے بیان کرنے کا کیا فائدہ تھا۔ (جن سے بزعم بہائیاں اسلامی شریعت کے منسوخ ہونے کا اثبات ہوتا ہے)

پندرہواں حوالہ۔ ایقان صفحہ ۱۶۵ میں میرزا حسین علی ایرانی قرآن مجید کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

"جمیع امور باتباع آن بودہ تا ظہور بدیع در سنہ ستین" کہ قرآن مجید کی شریعت کے اتباع کرنے کا جو حکم سب کو دیا گیا ہے یہ ۱۲۶۰ھ تک کے لئے تھا۔ جب کہ علی محمد باب کا ظہور ہوا۔ اس کے بعد اسلامی شریعت منسوخ ہے۔

سولھواں حوالہ۔ میرزا حسین علی ایرانی الملقب بہ بہاء اللہ اپنی کتاب اقتدار صفحہ ۴۷-۴۸ میں یہ لکھتے ہیں۔

"اگر اعتراض و اعراض اہل فرقان نبود ہر آئینہ شریعت فرقان در ایں ظہور نسخ نمی شد" کہ اگر قرآن مجید ماننے والوں کی طرف سے (باب اور بہاء اللہ) کا انکار کیا جاتا۔ اور ان سے منہ نہ پھیرا جاتا۔ اور جو اعتراض ان کے دعاوی پر کئے گئے ہیں وہ اعتراض نہ کئے جاتے تو قرآن مجید کی شریعت کبھی بھی منسوخ نہ ہوتی۔ گویا چونکہ قرآن مجید کے ماننے والوں نے باب اور بہاء اللہ کے غلط دعاوی پر اعتراض کئے ہیں۔ اور ان کے غلط دعاوی کو بلا چون و چرا تسلیم نہیں کر لیا۔ اس لئے باب اور بہاء اللہ نے مسلمانوں سے انتقام لینے کی غرض سے قرآن مجید کی شریعت کے منسوخ کرنے کا ادعا کر کے ایک نئی شریعت کے جاری کرنے کا دعویٰ کر دیا ہے۔ ورنہ حقیقۃً نہ ان کو قرآن مجید کے منسوخ کرنے کی ضرورت تھی۔ اور نہ قرآن مجید کی تعلیم کے ہوتے ہوئے کسی دوسری شریعت کی حاجت تھی۔ یہ حوالہ بہائی فرقہ پر قوی حجت ہے کہ باب اور بہاء اللہ کی شریعت مسلمانوں سے انتقام لینے کی غرض سے گھڑی گئی ہے ورنہ قرآن مجید کے ہوتے کسی دوسری شریعت کے آنے کی اس وقت کوئی ضرورت نہ تھی۔

بابی اور بہائی مذہب کا اپنے منکروں کے متعلق کیا فتویٰ ہے

اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ علی محمدؐ باب اور میرزا حسین علی ایرانی الملقب بہاء اللہ نے (جن دونوں کے ناموں کی مناسبت سے اس فرقہ کو بابی اور بہائی فرقہ کہا جاتا ہے) ان لوگوں کی نسبت جو شریعت بابیہ و بہائیہ کو نہیں مانتے کیا فتویٰ دیا ہے۔ اور ان کے متعلق کیا وعیدی احکام صادر کئے ہیں۔ اس سے واضح ہو جائے گا کہ بہائی فرقہ کے بعض پیرو جو تقیہ کی آڑ میں یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ سناتن دہرم عقیدہ کی طرح ہمارا بھی یہی اعتقاد ہے کہ سب مذاہب حق پر ہیں۔ ان کا یہ بیان کس قدر غلط اور خلاف واقعہ ہے ۔

(الف) علی محمدؐ باب اپنی کتاب بیان باب ۲ واحد ۲ میں لکھتے ہیں :- "اے اہل بیان نہ کردہ آنچہ اہل قرآن کردند۔ کہ ثمرات لیل خود را باطل کردند" کہ اے اہل بیان جو میرے ماننے والے ہو ایسا ہرگز نہ کرنا جیسے قرآن شریف کے ماننے والوں نے کیا کہ میرا انکار کرکے انہوں نے اپنے تمام اعمال باطل کر لئے۔ جو کہ انہوں نے آفتاب نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غروب سے لیکر اسوقت تک کئے تھے

(ب) البیان باب ۱۱ واحد (۴) میں لکھا ہے :- "مَنْ یَتَجَاوَزُ عَنْ حَدِّ الْبَیَانِ فَلَا یُحْکَمُ عَلَیْہِ حُکْمُ الْاِیْمَانِ سَوَاءٌ کَانَ عَالِمًا اَوْ سُلْطَانًا اَوْ مَمْلُوْکًا اَوْ عَبْدًا" کہ جو شخص علی محمد باب کی کتاب البیان کے مقرر کردہ حدود سے تجاوز کریگا سا پر ایماندار ہونے کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔ خواہ وہ عالم ہو یا بادشاہ۔ مملوک ہو یا غلام۔

(ج) البیان باب ۶ واحد (۲) میں لکھا ہے کہ "اگر کسے باشد و داخل میزان بیان نشود۔ ثمر نمی بخشد تقویٰ اے او۔ او را" کہ اگر کوئی شخص ایسا ہے۔ جو علی محمد باب کی کتاب البیان کی شریعت میں داخل نہیں ہوتا تو اس کا تقویٰ اور پرہیزگاری اس کو کوئی فائدہ نہیں پہنچائیگی ۔

(د) علی محمدؐ باب اپنی کتاب البیان کے باب ۱۱ واحد (۸) میں یہ لکھتے ہیں کہ "اگر در غیر ایمان بیان قبض رُوح شود۔ اگر عمل ثقلین را نماید کہ نفع بادنمی بخشد۔ و اگر بعد از موت او کل خیرات از برائے او شود کہ نفع بادنمی بخشد" کہ جس شخص کی موت ایسی حالت میں واقع ہو کہ وہ بابی

شریعت کا تابع نہ ہو۔ اگر اس نے دو جہان کے نیک اعمال بھی کئے ہوں تو اس کو ان اعمال سے کوئی نفع نہ ہوگا۔ اور اس کی موت کے بعد جو بھی صدقہ خیرات کیا جائے گا۔ اس سے اس کو کوئی فائدہ نہ پہنچیگا۔ علی محمدؐ باب کی کتاب البیان کے ان حوالہ جات کے سوا میرزا حسین علی ایرانی الملقب بہار اللہ اپنے نہ ماننے والوں کے متعلق کتاب اقدس میں یہ بیان کرتے ہیں :۔ "وَالَّذِیْ مُنِعَ اَنَّہٗ مِنْ اَھْلِ الضَّلَالِ وَلَوْ یَاْتِیْ بِکُلِّ الْاَعْمَالِ۔ کہ جس شخص نے اس مذہب کے بانی کو قبول نہیں کیا۔ وہ گمراہ ہے اگرچہ وہ تمام اعمال بجا لائے۔ اور بہاء اللہ کی کتاب مبین صفحہ ۱۸ میں لکھا ہے :۔ اِذْ تَنَعَّمَ سَمَاءُ الْبَیَانِ وَثَبَتَ مَا نُزِّلَ فِیْہِ اِنَّ الَّذِیْنَ اَنْکَرُوْا اُولٰئِکَ فِیْ غَفْلَۃٍ وَّ ضَلَالٍ" کہ کتاب بیان کا رتبہ بلند ہو گیا۔ اور جو کچھ اس میں اوتارا گیا تھا۔ وہ ثابت ہو گیا۔ اور جو لوگ اس کے منکر ہیں وہ غفلت اور گمراہی میں ہیں اور اسی کتاب کے صفحہ ۲۸۳ میں لکھا ہے :۔ "قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیَاتِنَا سَوْفَ تَاْکُلُھُمُ النِّیْرَانُ" کہ جو لوگ ہماری آیات کی تکذیب کرتے ہیں وہ گھاٹے میں ہیں اور عنقریب ان کو آگ کھا جائیگی۔

ادعیہ محبوب صفحہ ۲۳ میں بہار اللہ لکھتے ہیں :۔ "لَوْ یَقْرَاُ اَحَدٌ کُلَّ الْکُتُبِ وَلَا یُؤْمِنُ بِہٖ لَا یَنْفَعُہٗ اَبَدًا وَلَوْ یَقْرَاُ اٰیَۃً مِنْ اٰیَاتِہٖ لَیَکْفِیْہِ" کہ میں وہ ہوں کہ اگر کوئی شخص تمام کتابوں کو پڑھتا رہے۔ اور مجھ پر ایمان نہ لائے تو اس کو ان کتابوں کے پڑھنے سے ہرگز کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اور اگر کوئی شخص میری آیات میں سے ایک آیت بھی پڑھ لے گا تو وہ ایک آیت اس کے لئے کافی ہو جائیگی۔ اسی طرح کتاب اقدس کے ایک اور مقام پر لکھا ہے مَنْ یَقْرَءُ اٰیَۃً مِنْ اٰیَاتِیْ لَخَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَقْرَءَ کُتُبَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ۔ کہ جو شخص میری کتاب کی آیتوں میں سے ایک آیت بھی پڑھ لیگا تو وہ ایک آیت اس کے لئے تمام اولین وآخرین کی کتابوں کے پڑھنے سے بہتر ہوگی + مجموعہ الواح مبارکہ صفحہ ۱۷۸ میں بہار اللہ اپنے منکروں کے متعلق لکھتے ہیں :۔ "لَمْ یَکُنْ لَکُمْ مَقَرٌّ اِلَّا فِیْ اَصْلِ الْجَحِیْمِ" کہ اے میرے منکرو! تمہارا کوئی ٹھکانہ سوائے دوزخ کے نہیں ہے۔

علی محمد باب اور میرزا حسین علی ایرانی کی کتابوں کے ان حوالجات سے جو پیش کئے گئے ہیں ظاہر ہے کہ انکے نزدیک وہ لوگ جنھوں نے شریعت بہائیہ بابیہ کا انکار کیا ہے۔ یہودی اور عیسائی ہیں اور انکے کل اعمال باطل ہیں جن کا کوئی اثر نہیں ہے جس کی وجہ سے وہ گمراہ اور جہنمی ہیں ؛

میرزا حسین علی الملقب بہاء اللہ کا دعویٰ الوہیت

اگرچہ بہاء اللہ کے دعویٰ الوہیت اور خدائی کے متعلق اس کتاب کے متفرق مقامات میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور بہائی فرقہ کی کتابوں سے اچھی طرح ثابت کیا جا چکا ہے کہ یہ لوگ بہاء اللہ کو اپنا معبود اور مسجود اور دعاؤں کا سننے والا مانتے ہیں لیکن چونکہ اس فرقہ میں جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے مذہب کا چھپانا اور تقیہ کرنا بھی اصول مذہب میں داخل ہے اس لئے جو قومیں مشرک ہیں ان میں تو یہ لوگ بہاء اللہ کی خدائی کا صاف صاف اقرار کرتے ہیں لیکن جو قومیں موحدین ان کے سامنے یا تو بہاء اللہ کی خدائی سے قطعی انکار کر جاتے ہیں یا بہاء اللہ کے اس دعویٰ کی کوئی توجیہ اور تاویل کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ اس مذہب کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ ہر فرقہ اور ہر قوم میں نئے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔ چنانچہ مسٹر ای۔ جی۔ براؤن اپنی کتاب "میٹریلس فار دی سٹڈی آف دی بابی ریلیجن" صفحہ ۱۲۱ میں لکھتے ہیں کہ مندرجہ ذیل ایک صحیح شکل اس فارم بیعت کی ہے جو عیسائی لڑکوں کو دی جاتی ہے۔ جس میں بہاء اللہ کے جانشین عبدالبہاء (غصن اعظم) کو اس طرح خطاب کیا جاتا ہے کہ:۔

"اے غصن اعظم (عبدالبہاء) میں عاجزی سے اقرار کرتا ہوں خدائے قادر مطلق کے ایک ہونے کا جو میرا پیدا کرنے والا ہے میں ایمان لاتا ہوں کہ وہ انسانی شکل میں ظاہر ہوا۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اس نے اپنا ایک کنبہ قائم کیا اور پھر یقین رکھتا ہوں اس کے اس دنیا سے رخصت ہو جانے پر اور ایمان لاتا ہوں اس بات پر کہ اس نے اپنی بادشاہت تجھ کو دیدی ہے اے غصن اعظم جو اس کا نہایت ہی سب سے پیارا بیٹا اور راز ہے۔"

اس فارم بیعت میں جو عیسائی لڑکوں سے پُر کرائی جاتی ہے۔ بہاء اللہ کی خدائی کے متعلق بالکل اسی طرح اقرار لیا جاتا ہے جس طرح عیسائی فرقہ کا اعتقاد حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق ہے کہ وہ انسانی شکل میں خدا تھے۔ دو شخصوں کا جھگڑا خود بہاء اللہ کے سامنے پیش ہوا۔ ایک کہتا تھا کہ بہاء اللہ خدا ہیں اور ان کے سوا کوئی خدا نہیں دوسرا کہتا تھا کہ ظل اللہ ہیں بہاء اللہ نے کہا تم دونوں ٹھیک کہتے ہو۔ چنانچہ ایم۔ ایچ۔ فیلپس بہائی (نیویارک امریکہ) نے اپنی کتاب سوانح و تعلیمات عبدالبہاء صفحہ ۱۳۵ تا ۱۳۶ میں لکھا ہے کہ مجھکو عبدالبہاء اور اسکی بہن نے یہ بتایا کہ ظل اللہ کے معنے ہیں خدائی کے مرتبہ پر پہنچا ہوا انسان اور یہ وہ تشریح ہے جو عیسائی حضرت مسیح کی خدائی کی کرتے ہیں اس سے ظاہر ہے کہ بہاء اللہ کا اصل دعویٰ خدا ہونے کا تھا جیسا کہ حوالجات مابعد سے ثابت ہوتا ہے

پہلا حوالہ :۔ کتاب اقدس مطبوعہ مطبع ناصری بمبئی کلاں ہے۔ اس کے صفحہ ۱۶۲ میں بہاء اللہ اپنے ایک متبع کو خطاب کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔ "یَا اَکْبَرُ یَذْکُرُکَ مَالِکُ الْقَدَرِ فِیْ حِیْنٍ اَحَاطَتْہُ الْاَحْزَانُ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِالرَّحْمٰنِ" کہ اے اکبر تجھ کو قضا و قدر کا مالک ایسے وقت میں یاد کرتا ہے۔ جبکہ اس کو غموں نے گھیرا ہوا ہے۔

اس عبارت میں "قضا و قدر کے مالک" سے بہاء اللہ نے اپنی ذات مُراد لی ہے اگر ان کا دعویٰ خدائی کا نہ ہوتا۔ تو اپنے آپ کو وہ قضا و قدر کا مالک نہیں کہہ سکتے تھے۔

دوسرا حوالہ :۔ صفحہ ۲۲۵ کتاب اقدس میں بہاء اللہ لکھتے ہیں :۔ "اَلَّذِیْ یَنْطِقُ فِی السِّجْنِ الْاَعْظَمِ اَنَّہٗ لَخَالِقُ الْاَشْیَاءِ وَمُوْجِدُھَا حَمَلَ الْبَلَاءَ بِالْاِحْیَاءِ الْعَالَمِ وَاِنَّہٗ لَھُوَ الْاِسْمُ الْاَعْظَمُ الَّذِیْ کَانَ مَکْنُوْنًا فِیْ اَزَلِ الْاٰزَالِ" کہ وہ جو عکّا کے بڑے قید خانہ میں بولتا ہے۔ وہی تمام چیزوں کے پیدا کرنے والا ہے اور وہی ان کا ایجاد کرنے والا ہے۔ اس نے مصیبتوں کو دنیا کے زندہ کرنے کے لئے اپنے اُوپر اُٹھایا ہے۔ اور وہ وہ اسم اعظم ہے۔ جو ہمیشہ ہمیش سے مخفی تھا۔

اس عبارت میں بہاء اللہ نے تمام چیزوں کا خالق اور موجد اپنی ذات کو قرار دیا ہے اور جو مصیبتیں اس پر آئی ہیں۔ ان کی اس نے وہی توجیہ کی ہے۔ جو عیسائی حضرت مسیح کے مصائب برداشت کرنے کی کرتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح نے خدا ہو کر پھر بھی دنیا کو زندگی بخشنے کے لئے مصائب کو اپنے اُوپر برداشت کیا۔

تیسرا حوالہ :۔ کتاب اقدس صفحہ ۲۴۰ "وَالْکِتَابُ یَقُوْلُ قَدْ جَاءَ مُنْزِلِیْ" کہ کتاب بیان پکار کر کہہ رہی ہے کہ میرا اُتارنے والا آگیا۔

اس عبارت میں بہاء اللہ نے بابی فرقہ کے اس حصہ کو جو علی محمد باب اور اس کی کتاب بیان کو مانتا ہے۔ مگر بہاء اللہ کے دعویٰ کا انکار کرتا ہے۔ بتایا ہے کہ علی محمد باب پر جو کتاب بیان اتاری گئی تھی۔ اس کتاب کا نازل کرنیوالا خدا تو میں ہوں۔ میرا انکار کیوں کرتے ہو۔

چوتھا حوالہ :۔ کتاب اقدس صفحہ ۱۰۷ :۔ "یَا عِیْسٰی اِفْرَحْ بِمَا یَذْکُرُکَ مَالِکُ الْعَرْشِ وَالثَّرٰی" یہ فقرہ ایک خط کا ہے۔ جو بہاء اللہ نے عیسیٰ نام ایک شخص کو

لکھا ہے۔ اس فقرہ میں "مَالِكُ الْعَرْشِ وَالثَّرىٰ" یعنے عرش و فرش کا مالک بہاء اللہ نے اپنے آپ کو قرار دیا ہے :

پانچواں حوالہ :۔ کتاب اقدس ص۶۹ میں بہاء اللہ لکھتے ہیں :۔ "قَدْ صَعِدَتْ زَفَرَاتِيْ وَ نَزَلَتْ عَبَرَاتِيْ وَ بَكَتْ عَيْنُ شَفْقَتِيْ وَ نَاحَ قَلْبِيْ بِمَا أَرَى الْعِبَادَ مُعْرِضِيْنَ عَنْ بَحْرِ رَحْمَتِيْ وَ شَمْسِ فَضْلِيْ وَ سَمَاءِ كَرَمِيَ الَّذِيْ أَحَاطَ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَ الْأَرَضِيْنَ :" میری آہیں بلند ہیں اور آنسو جاری ہیں۔ میری شفقت کی آنکھیں رو رہی ہیں اور میرا دل نوحہ کرتا ہے۔ اس وجہ سے کہ میں بندوں کو دیکھتا ہوں کہ میری رحمت کے دریا اور میرے فضل کے سورج اور میری بخشش سے جو آسمانوں اور زمینوں کی تمام چیزوں پر محیط ہے، منہ پھیرے ہوئے ہیں۔

اس عبارت میں بہاء اللہ نے ایسی عام اور وسیع رحمت و فضل و بخشش کو اپنی ذات کے لئے قرار دیا ہے۔ جو آسمان و زمین کی تمام کائنات پر محیط ہے۔ اور جو صرف خدا تعالیٰ ہی کی ذات میں پائی جاتی ہے۔ اس کے سوا کسی اور وجود میں پائی نہیں جا سکتی ؛

چھٹا حوالہ :۔ کتاب اقدس صفحہ ۵۸ :۔ "يَا مَحْمُوْدُ اسْمَعْ نِدَائِيْ مِنْ مَقَامِيَ الْمَحْمُوْدِ ثُمَّ اشْهَدْ بِمَا شَهِدَ لِسَانُ الْعَظَمَةِ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا الْمُهَيْمِنُ الْقَيُّوْمُ قَدْ أَرْسَلْنَا الرُّسُلَ وَ أَنْزَلْنَا الْكُتُبَ وَ فَصَّلْنَا فِيْهَا مَا يُرْفَعُ الْعِبَادُ إِلَى الْغَايَةِ الْقُصْوٰى وَالْجَنَّةِ الْعُلْيَا۔ وَلٰكِنَّ الْقَوْمَ أَعْرَضُوْا بِمَا اتَّبَعُوْا كُلَّ نَاعِقٍ مَرْدُوْدٍ۔ كَمْ مِنْ عَالِمٍ تَمَسَّكَ بِالشَّرِيْعَةِ وَ بِهَا أَفْتٰى عَلٰى مُنْزِلِهَا ؛" ان فقرات میں بہاء اللہ ایک شخص محمود نامی کے خط میں اس کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں۔ کہ میری آواز اور ندا کو میرے مقام محمود سے سن پھر تو گواہی دے۔ اس بات کی جس کی گواہی دی لسان عظمت نے۔ اور وہ بات یہ ہے، کہ کوئی معبود نہیں۔ مگر میں جو سب کا نگہبان اور سہارا ہوں۔ ہم ہی نے تمام رسولوں کو بھیجا ہے اور تمام کتابوں کو اُتارا ہے۔ اور ان میں وہ باتیں بیان کی ہیں۔ جو بندوں کو ان کے آخری مقصد تک لے جائیں۔ اور جنت علیا تک پہنچا دیں۔ لیکن لوگوں نے اعراض کیا اور

ہر ایک مردود پکارنے والے کی اتباع کی۔ بہت سے عالم ہیں۔ جنھوں نے پہلی شریعت کو پکڑا ہوا ہے اور اس کے ذریعہ اس شریعت کے اتارنے والے کے خلاف فتوے دئیے ہیں۔

اس عبارت میں بہاء اللہ نے اپنے آپ کو رسولوں کا بھیجنے والا اور کتابوں کا اتارنیوالا قرار دیا ہے اور اس شخص کو جس کے نام خط لکھا گیا ہے۔ اس بات کی شہادت دینے کی تلقین کی ہے کہ میں خدا ہوں۔ جو سب کا محافظ اور نگہبان ہوں۔ اور یہ وہ صفات ہیں۔ جو صرف خدا تعالیٰ میں پائے جاتے ہیں۔ بہاء اللہ کے اس دعویٰ کی تائید کہ وہ رسولوں اور نبیوں کا بھیجنے والا اور ان پر کتابیں نازل کرنے والا ہے۔ مرزا حیدر علی بہائی کی کتاب بہجۃ الصدور صفحہ ۲۹۹ سے بھی ہوتی ہے۔ جہاں وہ لکھتے ہیں:۔ "حضرت بہاء اللہ آسمانی است کہ از آفاقش شموس انبیاء و مرسلین اشراق نمودہ مرسل رسل و منزل کتب و رب الارباب و سلطان مبدء و مآب است و بقدر یک صندوق نوشتہ جات و صحف و الواح و آیات از حضرت احدیتش موجود و منتشر است۔ و جمیع را کتب آسمانی و صحف ربانی و تورات صمدانی و انجیل رحمانی و قرآن یزدانی و بیان جلیل واجب الاتباع میدانیم ...... و یک سطر ہم از این حضرت رب الربوب نازل نشد و زیارت نگشت کہ باعلی الندار نفرمودند برائے من شبیہ و شریک و مثیل نبودہ و نیست۔"

(ترجمہ) یہ کہ بہاء اللہ وہ آسمان ہے۔ جس کے اُفق سے ہر نبی اور ہر رسول کا سورج نمودار ہوا ہے۔ بہاء اللہ وہ ہے جو رسولوں کا بھیجنے والا اور کتابوں کا نازل کرنے والا ہے بہاء اللہ ہے جو سب کا رب ہے۔ بہاء اللہ ہے جو ابتدا اور انتہا سب کا بادشاہ ہے۔ بہاء اللہ کی وہ ذات احدیت ہے۔ جس کی تمام تحریروں اور کتابوں اور خطوط اور آیات کو آسمانی کتابیں اور ربانی صحیفے (الہٰی کو تورات۔ الہٰی کو انجیل الہٰی کو قرآن الہٰی کو کتاب بیان) یقین کرتے ہوئے ہم واجب الاتباع جانتے ہیں۔ بہاء اللہ نے ان کتابوں میں جو ایک صندوق کے برابر ہیں ایک سطر بھی ایسی نازل نہیں کی۔ کہ جس میں بہاء اللہ بآواز بلند یہ فرماتے ہوں کہ میرا کوئی مشابہ نہیں ہے میرا کوئی شریک نہیں ہے۔ میرا کوئی مثیل نہیں ہے

اس حوالہ میں مرزا حیدر علی بہائی نے جو بہائی فرقہ کے بڑے مبلغ سمجھے جاتے ہیں صاف

لفظوں میں بہائی فرقہ کا یہ اعتقاد ظاہر کر دیا ہے کہ بہاء اللہ ہی نبیوں اور رسولوں کے بھیجنے والے اور کتابوں کے اتارنے اور نازل کرنے والے ہیں۔ نہ کوئی اور جس سے صاف طور پر ثابت ہو گیا کہ بہاء اللہ کا یہی دعویٰ تھا کہ وہ خدا ہے۔ کیونکہ رسولوں اور نبیوں کا بھیجنا اور ان پر کتابیں نازل کرنا صرف خدا ہی کا کام ہے نہ کسی دوسرے کا۔

ساتواں حوالہ:۔ کتاب اقدس میں شریعت کا بیان کرتے ہوئے بہاء اللہ تحریر کرتے ہیں۔

"یَا اَهْلَ الْاَرْضِ اِذَا غَرَبَتْ شَمْسُ جَمَالِیْ وَ سُتِرَتْ سَمَاءُ هَیْکَلِیْ لَا تَضْطَرِبُوْا قُوْمُوْا عَلٰی نُصْرَةِ اَمْرِیْ وَ ارْتِفَاعِ کَلِمَتِیْ بَیْنَ الْعَالَمِیْنَ۔ اَنَا مَعَکُمْ فِیْ کُلِّ الْاَحْوَالِ وَ نَنْصُرُکُمْ بِالْحَقِّ اِنَّا کُنَّا قَادِرِیْنَ" اے اہل زمین جب میرے جمال کا سورج ڈوب جائے۔ اور میرا وجود چھپ جائے۔ تو مضطرب نہ ہوجیو۔ میری باتوں کی نصرت کے لئے کھڑے رہیو۔ میں ہر حال میں تمہارے ساتھ ہوں اور تمہارا مددگار۔ اور ہم قادر ہیں۔

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ بہاء اللہ کو خدائی کا دعویٰ تھا۔ اور اس عالم میں انسانی ہیکل میں اسی طرح خدا تھے۔ جس طرح عیسائی حضرت مسیح کو انسانی جامہ میں خدا مانتے ہیں۔ ورنہ اس عالم سے گذر جانے کے بعد ان کا ہر حال میں مدد کرنے پر اپنے آپ کو قادر بتانا بجز دعویٰ خدائی کے ممکن نہ تھا۔

حوالہ آٹھواں:۔ کتاب اقدس صفحہ ۱۱۵۔ "یَذْکُرُوْنَ نُقْطَةَ الْبَیَانِ وَ یُفْتُوْنَ عَلٰی مُرْسِلِهٖ وَ یَقْرَءُوْنَ الْاٰیَاتِ وَ یُنْکِرُوْنَ مُنْزِلَهَا" کہ علی محمد باب کے متبع جو اہل بیان کہلاتے ہیں۔ اور مجھ کو نہیں مانتے۔ وہ باب اور اس کی کتاب بیان کا تو ذکر کرتے ہیں لیکن جس نے باب کو بھیجا۔ اس کے خلاف فتویٰ دیتے ہیں۔ بیان کی آیتوں کو پڑھتے ہیں۔ اور جس نے کتاب بیان کی آیات کو اتارا ہے۔ اس کا انکار کرتے ہیں۔

اس عبارت میں بہاء اللہ بابی گروہ کے اس حصہ کو جو بہاء اللہ کے دعاوی کو تسلیم نہیں کرتا مخاطب کر کے اپنی حیثیت یہ قرار دیتے ہیں کہ باب کو بھیجنے والے اور اس پر کتاب بیان اتارنے والے بہاء اللہ ہیں۔ اور تم ان کے خلاف فتویٰ دیتے ہو۔ ظاہر ہے کہ مُنَزِّلُ الْاٰیَاتِ (آیات کا اتارنے والا) اور مُرْسِلُ الرُّسُلِ (رسولوں کا بھیجنے والا) اللہ تعالیٰ ہے نہ کوئی اور

مگر بہاء اللہ کہتے ہیں۔ وہ میں ہوں۔

کتاب اقدس کے یہ آٹھ حوالے جو بطور نمونہ پیش کئے گئے ہیں ثابت کرتے ہیں کہ لاریب میرزا حسین علی الملقب بہ بہاء اللہ کو اس قسم کی خدائی کا دعویٰ ضرور تھا جس قسم کی خدائی کا دعویٰ اب تک خدائی کے جھوٹے دعویدار کرتے چلے آئے۔ کیونکہ وہ مالک القدر، خالق الاشیاء، موجد الاشیاء۔ مالک العرش والثریٰ۔ فاطر السماء۔ واسع الرحمۃ۔ علیم کل۔ محیط کل، مہیمن اور قیوم۔ مرسل الرسل۔ منزل الکتب۔ قادر مطلق ہونے کا مدعی ہے۔ اور یہ تمام وہ صفات ہیں جو صرف خدا تعالیٰ ہی میں پائے جاتے ہیں۔ اور اسی کا خاصہ ہیں ؛

کتاب اقدس کے ان حوالجات سے بہاء اللہ کی جس قسم کی خدائی کا ادعا ثابت ہوتا ہے یہی ادعا خدا ہونے کا اس کی دوسری کتابوں میں بھی موجود ہے۔ چنانچہ بعض حوالجات بہاء اللہ کی کتاب مبین اور اقتدار سے بھی اس جگہ پیش کئے جاتے ہیں ؛

نواں حوالہ :۔ کتاب مُبین (سورہ ہیکل) کا ہے۔ جس میں بہاء اللہ اپنے منکروں کو نصیحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔ "اِیَّاکُمْ اَنْ تَفْعَلُوْا بِیْ مَا فَعَلْتُمْ بِمُبَشِّرِیْ اِذَا نُزِّلَتْ عَلَیْکُمْ اٰیَاتُ اللّٰہِ مِنْ شَطْرِ فَضْلِیْ لَا تَقُوْلُوْا اِنَّمَا مَا نُزِّلَتْ عَلَی الْفِطْرَۃِ۔ اِنَّ الْفِطْرَۃَ قَدْ خُلِقَتْ بِقَوْلِیْ" کہ اے منکرو! جو سلوک تم نے باب کے ساتھ کیا۔ جو میری بشارت دینے والا تھا۔ ویسا سلوک میرے ساتھ نہ کرنا اور جب کوئی آیت میرے فضل سے تم پر اتاری جائے۔ تو یہ نہ کہنا کہ یہ فطرت کے مطابق نہیں ہے کیونکہ فطرت میرے فرمان سے پیدا ہوئی ہے ؛

اس حوالہ میں بہاء اللہ نے اپنے آپ کو فطرت کا خالق بیان کیا ہے۔ اور قرآن مجید کی تعلیم ہے کہ فطرت کا خالق اور اس کا پیدا کرنیوالا اللہ ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے۔ فِطْرَۃَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا۔ پس بہاء اللہ کا اپنے آپ کو فطرت کا پیدا کرنیوالا قرار دینا اس کے خدائی کے ادعا کو ثابت کرتا ہے ؛

بارھواں حوالہ کتاب مبین صفحہ ۲۹۸ کا ہے۔ اس میں بہاء اللہ کہتے ہیں :۔
"حَمَلْنَا الشَّدَائِدَ مِنْ کُلِّ ذِیْ بُعْدٍ اِذْ کَانَ فِیْ قَبْضَتِنَا مَلَکُوْتُ السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضِیِیْنَ" کہ ہم نے ہر ایک ذلیل سے ذلیل آدمی سے تکلیفیں اُٹھائی ہیں باوجودیکہ تمام آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہت ہمارے ہاتھ میں ہے +

اس حوالہ میں بہاء اللہ نے دعویٰ کیا ہے کہ تمام آسمانوں اور زمینوں کی حکومت و بادشاہت خود بہاء اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اب ایک طرف تو بہاء اللہ کا یہ دعویٰ ہے اور دوسری طرف قرآن مجید میں الٰہی ارشاد ہے۔ فَسُبْحَانَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ۔ کہ وہ پاک ذات جس کے قبضہ میں ہر ایک چیز کا اختیار ہے۔ وہ خدا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ بہاء اللہ کا یہ کہنا کہ آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہی اور اس کے کل اختیارات میرے ہاتھ میں ہیں۔ اس کی طرف سے صاف خدائی کا دعویٰ ہے :

گیارھواں حوالہ۔ مبین صفحہ ۲۲۳ میں لکھتے ہیں۔ هٰذَا كِتَابٌ نَزَلَ بِالْحَقِّ مِنْ لَّدُنْ عَزِيْزٍ حَكِيْمٍ۔ يَنْطِقُ بِاَنِّيْ اَنَا الْمَسْجُوْنُ فِيْ هٰذَا السِّجْنِ الْعَظِيْمِ" کہ یہ کتاب اُتاری گئی ہے۔ عزیز حکیم کی طرف سے جو کہتا ہے کہ میں عکا کے قید خانہ میں قید ہوں۔

اس حوالہ میں میرزا حسین علی الملقب بہاء اللہ نے جو قید میں تھے۔ اپنی ذات کو عزیز حکیم قرار دیا ہے۔ حالانکہ قرآن مجید کے مختلف مقامات سے ثابت ہے کہ عزیز حکیم صرف خدا تعالیٰ کی صفت ہے۔ اور اس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور شریک نہیں ہے جیسا کہ سورۃ شوریٰ میں فرمایا ہے اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ اور سورہ نمل اور سبا میں فرمایا ہے اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ پس اس صفت کو اپنے لئے بہاء اللہ کا ثابت کرنا ان کے دعویٰ خدائی کو کھلے طور پر ظاہر کر رہا ہے۔

بارھواں حوالہ۔ اقتدار صفحہ ۳۶ میں بہاء اللہ نے لکھا ہے۔ كَذٰلِكَ نَطَقَ الْقَلَمُ اِذْ كَانَ مَالِكُ الْقِدَمِ فِي سِجْنِهِ الْاَعْظَمِ بِمَا اكْتَسَبَتْ اَيْدِي الظَّالِمِيْنَ" "کہ قلم اعلیٰ نے اسی طرح نطق فرمایا۔ جب مخلوق کا قدیمی مالک ظالموں کی شرارت سے قید خانہ میں پڑا ہوا تھا"۔ اس حوالہ میں مالک قدیم سے بہاء اللہ نے اپنی ذات مراد لی ہے۔ جو ایک زمانہ تک اپنا قید میں رہنا بیان کرتا ہے ظاہر ہے کہ بہاء اللہ کسی طرح اپنے آپ کو مخلوق کا مالک قدیم نہیں کہہ سکتا۔ جب تک وہ اپنے آپ کو خدا نہ سمجھتا ہو +

تیرھواں حوالہ۔ اقتدار صفحہ ۱۱۴۔ اس میں بہاء اللہ نے اپنی نسبت لکھا ہے "اِذَا یَرَاہُ اَحَدٌ فِی الظَّاہِرِ یَجِدُہٗ عَلٰی ھَیْکَلِ الْاِنْسَانِ بَیْنَ اَیْدِیْ اَھْلِ الطُّغْیَانِ وَاِذَا یَتَفَکَّرُ فِی الْبَاطِنِ یَرَاہُ مُھَیْمِنًا عَلٰی مَنْ فِی السَّمٰوَاتِ وَالْاَرَضِیْنَ" کہ بہاء اللہ کو دیکھنے والا شخص ظاہر میں تو اس کو انسانی شکل میں دیکھتا ہے لیکن جب کوئی شخص اس کے باطن پر غور کرتا ہے تو آسمانوں اور زمینوں کی کل مخلوق کا اس کو محافظ پاتا ہے۔ حالانکہ قرآن مجید کی تعلیم کے رُو سے جیسا کہ سورۃ حشر میں فرمایا گیا ہے۔ کل مخلوق کا مہیمن (محافظ) صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ پس بہاء اللہ کا اس صفت کو اپنے لئے بیان کرنا بتاتا ہے کہ اس کو خدا ہونے کا دعویٰ تھا۔

چودھواں حوالہ۔ اقتدار صفحہ ۱۶۲ میں بہاء اللہ ایک شخص کو لکھتے ہیں:۔ "فضل خدا مشاہدہ کن بمقامے رسیدہ کہ تو در محل خود ساکنی و حق در سجن اعظم مع بلایائے لاتحصیٰ بذکر تو مشغول تا از عنایاتش محروم نمانی و از الطافش ممنوع نشوی" کہ اے مخاطب! دیکھ خدا کا فضل اس حد تک پہنچا ہوا ہے کہ تو اپنے گھر میں آرام سے ہے۔ اور خدا تعالیٰ جو بیحد مصیبتوں میں مبتلا ہے قید خانہ میں تجھ کو یاد کرتا ہے۔

ظاہر ہے کہ جو خدا قید خانہ میں مبتلائے مصائب بیان کیا جاتا ہے وہ بہاء اللہ تھا۔ یہ تمام حوالجات جو بہاء اللہ کی اپنی کتابوں سے پیش کئے گئے ہیں۔ انکو پڑھکر ہر ایک شخص خود فیصلہ کر سکتا ہے کہ بہاء اللہ کا دعویٰ خدا ہونے کا تھا۔ اور یہ دعویٰ خدائی اسی قسم کا تھا جیسا کہ عیسائی حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ وہ کامل انسان بھی تھے اور کامل خدا بھی تھے جو دنیا کو نجات دینے کے لئے انسانی شکل میں ظاہر ہوئے تھے۔

پس اس لحاظ سے کہ بہاء اللہ کا ادعا خدا ہونے کا تھا۔ اس میں خدائی صفات مانے جاتے ہیں اور اس لحاظ سے کہ وہ انسانی شکل میں ظاہر ہوا تھا۔ اس میں انسانی صفات مانے جاتے ہیں۔ اس لئے اس بات سے کبھی دھوکا نہیں کھانا چاہیئے کہ بہاء اللہ کی کتابوں میں ایسی عبارتیں بھی موجود ہیں جن سے پایا جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو انسان سمجھتا تھا۔ کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ اگر کوئی انسان خدائی کا دعویدار ہوگا تو وہ ایسی طرز پر ہی دعویٰ کریگا کہ اسے خدا مانا جا سکے۔ بہاء اللہ دُنیا میں پہلا مُدعی نہیں ہے کہ جس نے خدائی کا دعویٰ کیا ہو۔ بلکہ اس سے پہلے بھی بہت سے

لوگ ہو گذرے ہیں۔ جو خدائی کے دعویدار تھے لیکن اس حالت میں کہ وہ کھاتے پیتے تھے۔ بیمار ہوتے تھے۔ وہ اپنے آپ کو خدا نہیں منوا سکتے تھے۔ جب تک کہ ایسے طریق پر اپنی خدائی کو پیش کریں کہ اس میں کچھ نہ کچھ معقولیت کا رنگ لوگوں کو نظر آئے جتنے لوگ خدائی کے مدعی ہوئے ہیں۔ یا دوسرے لوگ ان کی طرف خدائی منسوب کرتے ہیں۔ وہ خدائی میں اقنوم بشری کو بھی ساتھ رکھتے ہیں تا یہ اعتراض نہ ہو سکے۔ کہ یہ کیسا خدا ہے۔ جو کھاتا پیتا۔ ہگتا۔ موتتا بیمار ہوتا ہے جس طرح حضرت مسیح کو انسانی ہیکل میں خدا مانا جاتا ہے اسی طرح بہاء اللہ کا دعویٰ ہے جیسا کہ وہ اپنی کتاب مبین صفحہ ۵۳ میں دعویٰ کرتا ہے۔ قَدْ ظَهَرَتِ الْكَلِمَةُ الَّتِیْ سَتَرَهَا الْاِبْنُ اَنَّهَا قَدْ نُزِّلَتْ عَلٰی هَيْكَلِ الْاِنْسَانِ فِیْ هٰذَا الزَّمَانِ تَبَارَكَ الرَّبُّ الَّذِیْ هُوَ الرَّبُّ قَدْ اَتٰی بِمَجْدِهِ الْاَعْظَمِ بَيْنَ الْاُمَمِ" کہ وہ کلمہ جسے بیٹے نے پردہ میں رکھا تھا وہ ظاہر ہو گیا ہے اور وہ اس زمانہ میں ہیکل انسانی پر اترا ہے۔ مبارک ہے وہ رب جو اپنی عظمت کے ساتھ امتوں کے درمیان آیا ہے ؛

پھر بہاء اللہ اپنی اسی کتاب مُبین کے ایک اور مقام پر لکھتے ہیں۔" یَا قَوْمِ طَهِّرُوْا قُلُوْبَكُمْ ثُمَّ اَبْصَارَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَعْرِفُوْنَ بَارِئَكُمْ فِیْ هٰذَا الْقَمِیْصِ الْمُقَدَّسِ اللَّمِیْعِ (مبین ۳۰) کہ اے قوم اپنے دلوں کو پاک کرو۔ پھر اپنی آنکھوں کو۔ تاکہ تم اپنے پیدا کرنے والے کو اس مقدس اور چمکتے ہوئے لباس میں پہچان سکو۔ علاوہ ازیں اقتدار صفحہ ۱۱۴ کا یہ حوالہ صفحہ ۱۱۴ میں گذر چکا ہے کہ " اِذَا یَرَاهُ اَحَدٌ فِی الظَّاهِرِ یَجِدُهٗ عَلٰی هَيْكَلِ الْاِنْسَانِ بَیْنَ اَیْدِیْ اَهْلِ الطُّغْیَانِ وَاِذَا یَتَفَكَّرُ فِی الْبَاطِنِ یَرَاهُ مُهَیْمِنًا عَلٰی مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِیْنَ" کہ بہاء اللہ کو دیکھنے والا شخص ظاہر میں اس کو انسانی شکل میں دیکھتا ہے۔ لیکن جب کوئی شخص اس کے باطن پر غور کرتا ہے۔ تو آسمانوں اور زمینوں کی کل مخلوق کا اس کو محافظ پاتا ہے ؛

ان حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ بہاء اللہ کا انسانی جسم اس کی خدائی کا ایک لباس تھا اور جو جھگڑا عیسائیوں میں باپ اور بیٹے کا چلا آتا ہے۔ وہی گورکھ دھندہ بہائی فرقہ میں موجود ہے۔ چنانچہ بہاء اللہ مُبین صفحہ ۷۶ (لوح ملک الروس) میں لکھتے ہیں:" قَدْ اَتَی الْاَبُ وَالْاِبْنُ فِی الْوَادِی الْمُقَدَّسِ" کہ باپ اور بیٹا دونوں اس وادی مقدس میں آگئے ہیں۔ اور الواح مبارکہ صفحہ ۳۲

میں یہ بھی لکھا ہے :۔ "اِنَّا فَدَیْنَا اِبْنَ وَمَا اَطَّلَعَ بِمَا اَرَادَ رَبُّکَ لَا جِبْرَئِیْلُ وَلَا الْمَلَائِکَۃُ الْمُقَرَّبِیْنَ" کہ ہم نے اپنے بیٹے کو قربانی میں دیا تھا۔ اور ہمارے ارادہ پر جبرئیل کو اطلاع تھی۔ اور نہ دوسرے فرشتوں کو۔ جس سے ثابت ہے کہ بہائی دراصل دوسرے عیسائی ہیں۔

پندرھواں حوالہ :۔ کتاب ادعیہ صفحہ ۱۶۷/۱۵۸ میں بہاء اللہ ملاء اعلیٰ (مقرب فرشتوں کی خاص جماعت) کو حکم ہوتا ہے :۔ "طُوْفُوْا وَزُوْرُوْا رَبَّ الْاَنَامِ فِیْ هٰذِهِ الْاَیَّامِ الَّتِیْ مَا اَدْرَکَتْ مِثْلَهَا الْعُیُوْنُ فِیْ قُرُوْنِ الْاَوَّلِیْنَ" کہ اے ملاء اعلیٰ کی جماعت! ان دنوں میں جن کی مثال پہلے زمانوں میں کسی آنکھ نے نہیں دیکھی۔ تم مخلوقات کے رب کی زیارت کرو اور اس کا طواف ۔

اس عبارت میں جس رب کی زیارت اور طواف کرنے کا بہاء اللہ نے ملاء اعلیٰ (فرشتوں کی خاص الخاص جماعت) کو حکم دیا ہے۔ اس رب سے مراد خود بہاء اللہ ہیں۔ پھر ادعیہ کے صفحہ ۲۹۲ میں بہاء اللہ لکھتے ہیں :۔ "وَالَّذِیْ اَتٰی بِالْحَقِّ اِنَّهٗ هُوَ مَالِکُ الْوُجُوْدِ" کہ یہ جو آیا ہے وجود کا مالک یہی ہے۔ یعنے سب کو وجود اسی بہاء اللہ نے بخشا ہے جو خدا ہے۔

سولھواں حوالہ :۔ الواح مبارکہ صفحہ ۱۱۴ میں ایران کے بادشاہ سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے بہاء اللہ لکھتے ہیں :۔ "حال آنکہ شان حق نیست کہ بنزد احدے حاضر شود۔ چہ کہ جمیع از برائے اطاعت او خلق شدہ اند۔ ولکن نظر باین اطفال صغیر و جمعے از نسا، کہ ہمہ از یار و دیار دور ماندہ اند۔ ایں امر را قبول نمودیم" یعنی باوجود اس کے کہ خدا کی شان نہیں ہے کہ کسی کے پاس حاضر ہووے۔ کیونکہ تمام مخلوق اس کی اطاعت کے لئے پیدا کی گئی ہے پھر بھی جو میں نے بادشاہ سے ملاقات کرنے کی خواہش کی ہے تو یہ ان چھوٹے بچوں اور عورتوں کی خاطر ہے جو اپنے وطنوں سے دُور ہیں ۔

اس عبارت میں بہاء اللہ نے بادشاہ سے ملاقات کرنے کو اپنی الوہیت کے خلاف قرار دیا ہے۔ اور بطور عذر کے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ یہ دوسروں کی خاطر ہے اگر بہاء اللہ کا خدا ہونے کا دعویٰ نہ ہوتا تو انہیں اس وجہ کے بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی ۔

سترھواں حوالہ :۔ اقتدار صفحہ ۱۳۰ میں بہاء اللہ نے لکھا ہے :۔ "وَنَفْسِیْ

عِنْدِیْ عِلْمُ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ ۔ کہ مجھے اپنی ذات کی قسم ہے کہ مجھے گذشتہ اور آئندہ سب کا علم ہے ۔ اور اشراقات (عصمت کبریٰ) صفحہ ۱۸ میں بیان کیا ہے :۔ " قَدْ ظَھَرَ مَنْ لَا یَعْزُبُ عَنْ عِلْمِہٖ شَیْءٌ " کہ وہ ظاہر ہو گیا ہے ۔ جس کے علم سے کوئی شے پوشیدہ نہیں ہے اور قرآن مجید میں بیان ہوا ہے ۔ کہ یہ شان صرف خدا تعالیٰ کی ہے کہ اس کے علم سے کوئی شے پوشیدہ نہیں ہے جیسا کہ سورہ یونس میں فرمایا ہے :۔ وَمَا یَعْزُبُ عَنْ رَّبِّکَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّۃٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ کہ یہ صفت تیرے رب کی ہے کہ آسمانوں اور زمین میں کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں ہے ۔ پس بہاء اللہ کا یہ دعویٰ کرنا کہ اس کو ہر ایک چیز کا علم ہے ۔ اور اس سے کوئی شے پوشیدہ نہیں ہے ۔ اس کے خدا ہونے کا ادعا ہے ؎

اٹھارہواں حوالہ :۔ الواح مبارکہ صفحہ ۱۵۴ میں بہاء اللہ اپنے مریدوں کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں :۔ " یَا اَحِبَّاءَ اللّٰہِ لَا تَسْتَقِرُّوْا عَلٰی فِرَاشِ الرَّاحَۃِ وَ اِذَا عَرَفْتُمْ بَارِئَکُمْ وَسَمِعْتُمْ مَا وَرَدَ عَلَیْہِ قُوْمُوْا عَلَی النُّصْرَۃِ " کہ اے اللہ کے دوستو! تم فرش راحت پر آرام نہ کرو ۔ جب تم نے اپنے پیدا کرنے والے کو پہچان لیا ۔ اور جو مصائب اس پر وارد ہیں ان کو سن لیا تو اس کی مدد کے لئے کھڑے ہو جاؤ ۔

پھر بطور شکوہ الواح مبارکہ کے صفحہ ۲۱۴ میں لکھا ہے :۔ " وَرَدَ عَلَیْنَا مِنَ الَّذِیْنَ خُلِقُوْا بِاَمْرٍ مِّنْ عِنْدِنَا " کہ ہم پر مصائب ان کی طرف سے بھی وارد ہوئے ہیں ۔ جو ہمارے حکم سے پیدا کئے گئے ہیں ۔

پھر الواح مبارکہ صفحہ ۲۱۷ میں یہاں تک لکھا ہے کہ :۔ " مَا دُوْنِیْ قَدْ خُلِقَ بِاَمْرِیْ " کہ جو کچھ میری ذات کے سوا ہے ۔ وہ سب میرے امر سے پیدا شدہ ہے ۔

الواح مبارکہ کے ان تینوں حوالوں میں بہاء اللہ نے دعویٰ کیا ہے کہ اس کی ذات کے سوا جتنی چیزیں ہیں ۔ وہ سب اس کے حکم اور امر سے پیدا ہوئی ہیں حالانکہ سورۃ اعراف میں الٰہی ارشاد ہے :۔ " اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ " کہ تمام چیزیں اللہ کے حکم سے پیدا ہوئی ہیں ۔ اور ان پر اسی کی حکومت ہے ؎

پس بہاء اللہ کا اس کے خلاف یہ دعویٰ کرنا کہ تمام چیزیں اس کے حکم سے پیدا ہوئی ہیں صاف طور پر ثابت کرتا ہے کہ اس کا دعویٰ خدا ہونے کا ہے :

اُنیسواں حوالہ :- بہاء اللہ کے بیٹے عبدالبہاء نے جو بہاء اللہ کا جانشین ہوا اور جسے بہاء اللہ نے "اَلْفَرْعُ الْمُنْشَعِبُ مِنَ الْاَصْلِ الْقَدِیْم" قرار دیا ہے۔ یعنی وہ جو خدا (بہاء اللہ) سے پیدا ہوا تھا۔ اپنی کتاب مفاوضات فارسی صفحہ ۲۱۴ میں لکھا ہے کہ :۔ "در جمیع ایامے کہ آمدہ در رفتہ است۔ ایام موسیٰ بودہ۔ ایام مسیح بودہ۔ ایام ابراہیم بودہ و ہمچنیں ایام سائر انبیاء بودہ۔ اما آں یوم یوم اللہ است" کہ بہاء اللہ سے پہلے جو زمانہ کسی نبی کا گذرا ہے وہ اس نبی کا زمانہ کہلاتا تھا۔ موسیٰ کی بعثت کا زمانہ موسیٰ کا زمانہ تھا۔ حضرت مسیح کی بعثت کا زمانہ مسیح کا زمانہ تھا۔ حضرت ابراہیمؑ کی بعثت کا زمانہ حضرت ابراہیم کا زمانہ کہلاتا تھا۔ علیٰ ہذا جس جس زمانہ میں کوئی نبی گذرا ہے۔ وہ اس نبی کا زمانہ تھا۔ مگر یہ زمانہ جو بہاء اللہ کا زمانہ ہے۔ یہ یَوْمُ اللہ ہے۔ یعنی خدا کا دن جس میں خود خدا آگیا ہے۔ چنانچہ بہاء اللہ نے اپنی کتاب مُبین صفحہ ۱۳۵ میں لکھا ہے :۔ "هٰذَا الْیَوْمُ لَوْ اَدْرَکَهٗ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لَقَالَ قَدْ عَرَفْنَاکَ یَا مَقْصُوْدَ الْمُرْسَلِیْنَ وَلَوْ اَدْرَکَهُ الْخَلِیْلُ لَیَضَعُ وَجْهَهٗ عَلَی التُّرَابِ خَاضِعًا لِلّٰهِ رَبِّکَ وَ یَقُوْلُ قَدِ اطْمَئَنَّ قَلْبِیْ یَا اِلٰهَ مَنْ فِیْ مَلَکُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ...... وَلَوْ اَدْرَکَهُ الْکَلِیْمُ لَیَقُوْلُ لَکَ الْحَمْدُ بِمَا اَرَیْتَنِیْ جَمَالَکَ وَجَعَلْتَنِیْ مِنَ الزَّائِرِیْنَ" کہ خدا کا یہ وہ دن ہے کہ محمد رسول اللہؐ نے جو یہ فرمایا (مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ) کہ اے خدایا! جیسے تیرے پہچاننے کا حق ہے اس طرح ہم نے تجھ کو نہیں پہچانا۔ اگر وہ یعنی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا اس یَوْمُ اللہ کو پالیتے۔ تو فوراً بول اُٹھتے کہ اے رسُولوں کے مقصود ہم نے تجھ کو پہچان لیا۔ اور ابراہیم خلیل اللہ کا جو یہ قول قرآن مجید میں وارد ہے (رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی) کہ اے خدا مجھ کو دکھا تو مُردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے۔ اور اس کا جواب ملا تھا (اَوَلَمْ تُؤْمِنْ) کہ اے خلیل کیا تو اس بات پر ایمان نہیں لایا۔ اور

ابراہیم خلیل نے اس پر عرض کیا تھا (وَلٰکِنْ لِیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ) کہ اے بار الہا! میرا یہ سوال اس غرض سے ہے کہ مشاہدہ سے میرا اطمینان اور سکون قلب زیادہ ہو۔ سو اگر وہ خلیل اللہ میرے زمانہ میں ہوتے تو اپنی پیشانی زمین پر رکھ کر یہ اقرار کرتے۔ کہ اے زمین آسمانوں کی بادشاہت کے خدا! اب میرا دل مطمئن ہو گیا ہے۔ اسی طرح موسیٰ کی جو یہ طلب تھی (رَبِّ اَرِنِیْ) کہ اے خدا! تو مجھ کو اپنا دیدار دکھا اور جواب ملا تھا (لَنْ تَرَانِیْ) کہ اے موسیٰ تو مجھے نہ دیکھ سکیگا۔ سو اگر وہ موسیٰ میرے اس زمانہ (یوم اللہ) کو پالیتے تو ان کی یہ طلب پوری ہو جاتی۔ اور وہ صاف کہتے کہ اے خدا تیری ہی حمد ہو کہ تو نے مجھکو اپنا جمال دکھایا اور اپنے زیارت کرنے والوں سے بنایا ؞

یہ حوالہ صاف ظاہر کرتا ہے کہ ہر ایک نبی کو جس بات کی خواہش اپنے زمانہ میں رہی اگر وہ نبی بہاء اللہ کا زمانہ پالیتے تو ان کی یہ خواہشیں پوری ہو جاتیں۔ موسیٰ علیہ السلام کو خدا کا دیدار بہاء اللہ کے دیکھنے سے نصیب ہو جاتا۔ ابراہیم خلیل اللہ مشاہدہ کے ذریعہ جس اطمینان قلب کے طالب تھے۔ بہاء اللہ کا دیدار کر کے ان کو وہ اطمینان اور سکون قلب حاصل ہو جاتا۔ اور آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عالم میں معرفت الٰہی کے جس درجہ کا حاصل نہ ہو سکنا بیان فرما گئے۔ اگر وہ بہاء اللہ کو دیکھ لیتے۔ تو بہاء اللہ کو دیکھ کر مَاعَرَفْنَا کی جگہ عَرَفْنَا فرماتے اور اقرار کرتے۔ کہ ہر ایک رسول کا مقصود اور مطلوب یہ بہاء اللہ تو ہی تھا۔ اور اسی بناء پر بہاء اللہ اپنی کتاب مبین صفحہ ۹، (لوح ملک روس) میں لکھتے ہیں۔ "قَدِ اُرْتُفِعَتْ اَیَادِی الرُّسُلِ لِلِقَائِیْ"، کہ تمام رسولوں کے ہاتھ میری زیارت کے لئے اُٹھے تھے۔ جس کی وجہ دوسرے مقامات پر یہ بیان کی ہے کہ لقاء اللہ سے مراد میری ذات ہے، جس کی نسبت اقدس صفحہ ۵، میں بہاء اللہ دعویٰ کرتے ہیں "خَلَقْنَا الْخَلْقَ لِهٰذَا الْيَوْمِ" کہ تمام مخلوقات کو ہم نے اسی دن کے لئے پیدا کیا ہے اور یہ کہ اسی کا ذکر کرنے کے لئے تمام کتابیں اُتاری گئی ہیں جیسا کہ مبین کے اسی صفحہ ۹، میں بہاء اللہ لکھتے ہیں کہ "مَا نُزِّلَتِ الْكُتُبُ اِلَّا لِذِكْرِیْ" کہ رسولوں پر جو تمام کتابیں اُتاری گئی تھیں۔ ان کے اتارنے سے صرف میری ذات کا ذکر کرنا مقصود تھا بہاء اللہ کا یہ قول عیسائیوں کے اسی قول کے مشابہ ہے جو وہ حضرت مسیح کی نسبت بیان کرتے ہیں کہ پہلے نبیوں اور رسولوں کا آنا مسیح کی آمد کیلئے ایک تیاری تھی

بیسواں حوالہ

بہاء اللہ کی کتاب مُبین صفحہ ۲۳۰ کا ہے۔ اسمیں بہاء اللہ ایک شخص کو اس دین جدید پر قائم رہنے اور اس کی مدد کا حکم دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"کَذٰلِکَ یَأْمُرُکَ الرَّحْمٰنُ اِذْ کَانَ بِاَیْدِی الظَّالِمِیْنَ مَسْجُوْنًا" کہ رحمٰن جو ظالموں کے ہاتھوں میں قید ہوا ہے۔ تم کو یوں حکم دیتا ہے۔" اس حوالہ میں بہاء اللہ نے اپنے رحمٰن ہونے کا ادّعا کیا ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ یہ رحمٰن قید میں ہے۔

اکیسواں حوالہ

مُبین صفحہ ۲۳۵ کا ہے۔ اسمیں بھی بہاء اللہ وہی حکم دیتے ہوئے جو حوالہ (۲۰) میں دیا ہے۔ لکھتے ہیں "کَذٰلِکَ اَمَرَکَ رَبُّکَ اِذْ کَانَ مَسْجُوْنًا فِیْ اَخْرَبِ الْبِلَادِ" کہ تمہارے ربّ نے سب سے خراب شہر (عکّا) میں قید ہونے کی حالت میں تم کو یہ حکم دیا ہے۔" اس میں بہاء اللہ نے اپنے آپ کو ربّ کہا ہے جو عکّا میں قید تھا۔

بائیسواں حوالہ

مُبین صفحہ ۲۴۴ کا ہے اس میں بہاء اللہ ایک شخص کو اپنی حمد کرنے کا حکم دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "قُلْ لَکَ الْحَمْدُ یَا مُبْدِعَ الْاَکْوَانِ بِمَا ذَکَرْتَنِیْ فِی السِّجْنِ اِذْ کُنْتَ بَیْنَ اَیْدِی الْفُجَّارِ" کہ تم یوں کہو کہ اے کائنات کے پیدا کرنے والے ربّ رحمٰن تیری حمد ہو کہ تو نے مجھکو ایسے حال میں یاد کیا جبکہ تو ظالموں کے ہاتھ میں قید ہے" اس میں بہاء اللہ نے ایک دوسرے شخص کو ہدایت کی ہے کہ وہ بہاء اللہ کی حمد کرتے وقت بہاء اللہ کو اس طرح پکارے کہ اے کائنات کے پیدا کرنیوالے ربّ میں تیری حمد کرتا ہوں۔ کہ تو نے مجھکو قید خانہ میں یاد کیا۔ جبکہ تو ظالموں کے قبضہ میں تھا۔

تئیسواں حوالہ

مبین صفحہ ۱۹۰ کا ہے۔ اسمیں بہاء اللہ اپنے بعض پیروؤں کو لکھتے ہیں۔ "اِقْتَدُوْا رَبَّکُمُ الْعَلِیَّ الْاَبْھٰی اِنَّہٗ فِی الشِّدَّۃِ وَالْبَلَاءِ یَدْعُو النَّاسَ اِلٰی ھٰذَا الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ" کہ تم اپنے برتر اور صاحب جمال ربّ کی اقتدا اور پیروی کرو جو بڑی تکلیف اور مصیبت کی حالت میں بھی لوگوں کو اس سیدھے راستہ کی طرف بلاتا ہے۔" اسمیں بھی بہاء اللہ نے مخلوق کا ربّ ہونے کا ادّعا کیا ہے۔

چوبیسواں حوالہ

مُبین صفحہ ۲۹۷ ہی اسمیں لکھا ہے "اِقْتَدُوْا رَبَّکُمُ الرَّحْمٰنَ اِنَّہٗ فِی الْبَلِیَّۃِ الْکُبْرٰی یَدْعُو النَّاسَ بِالْحَقِّ" کہ تم اپنے رحمٰن ربّ کی پیروی کرو جو بڑی مصیبت کی حالت

میں لوگوں کو اپنے پیچھے راستہ کی طرف دعوت دیتا ہے"۔ اس حوالہ میں بھی بہاء اللہ نے اپنی نسبت رحمٰن اور ربّ ہونے کا ادّعا کیا ہے۔

چھبیسواں حوالہ[۲۶] کتاب فردوس صفحہ ۶۱ کا ہے۔ اس میں بہاء اللہ اپنے ایک متبع کو یہ تعلیم دیتے ہیں۔ کہ تم یوں کہو۔ (الٰہی) قَامُوْا عَلٰی ضَرِّكَ وَاِطْفَاءِ نُوْرِكَ وَاِخْمَادِ نَارِ سِدْرَتِكَ وَبَلَغُوْا فِی الظُّلْمِ مَقَامًا اَرَادُوْا سَفْكَ دَمِكَ "کہ اے میرے خدا تیرے مخالف تجھ کو تکالیف پہنچانے اور دُکھ دینے اور تیرا نُور بُجھانے کے لئے کھڑے ہو گئے ہیں۔ اور ظلم کے اس مقام تک پہنچ گئے ہیں۔ کہ تیرے قتل کرنے کی فکر میں ہیں"۔ یہ حوالہ ایک لمبی دُعا کا حصّہ ہے۔ جو بہاء اللہ نے ایک شخص کو تلقین کی ہے کہ وہ بہاء اللہ کو الٰہی۔ الٰہی کہہ کر پکارے۔ اور اس سے یہ دعائیں مانگے۔

ستائیسواں حوالہ[۲۷] مُبین صفحہ ۲۸۶ کا ہے۔ جس میں بہاء اللہ دعویٰ کرتے ہیں کہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا الْمَسْجُوْنُ الْفَرِيْدُ"۔ کہ کوئی خدا نہیں ہے مگر میں (بہاء اللہ) جو قید میں ہوں۔ اور یکتا ہوں"۔ اس حوالہ میں بہاء اللہ نے کُھلے طور پر اپنی نسبت الوہیّت اور خُدائی کا دعویٰ بیان کیا ہے۔

اٹھائیسواں حوالہ[۲۸] الواح مبارکہ صفحہ ۸۸ کا ہے جس میں بہاء اللہ یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ جو جامہ اور لباس انسانیت کا میں نے پہنا ہے وہ اس وجہ سے ہے۔ کہ لوگوں میں یہ استعداد اور قوت نہیں ہے کہ خُدا کو بغیر اس جامہ اور شکل کے دیکھ سکیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ اِنَّا لَوْ نَخْرُجُ مِنَ الْقَمِيْصِ الَّذِیْ لَبِسْنَاهُ لِضُعْفِكُمْ لَيَفْدَ تِیْنَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بِاَنْفُسِهِمْ۔" کہ اگر ہم اس لباس سے باہر آجائیں۔ جو ہم نے تمہاری کمزوری اور استعداد کے نہ ہونے کی وجہ سے پہنا ہے تو آسمانوں اور زمینوں کے رہنے والے سب اپنی جانیں میری ذات کے لئے قربان کر دیں"۔ اتنے حوالجات کے ہوتے ہوئے کسی بہائی کا بطور تقیّہ کے یہ کہنا کہ بہاء اللہ کا دعویٰ خُدا ہونے کا نہ تھا۔ کس طرح قبول کیا جا سکتا ہے۔ اور کس کی عقل ہے جو اس بات کو مان لے گی۔ کہا گیا ہے۔ کہ اس نے تجلّیات میں خُدا ہونے سے انکار کیا ہے۔ مگر یہ انکار فضول ہے۔ جب کہ کثرت کے ساتھ اس کے خلاف دلائل موجود ہیں۔ اگر ان دلائل کا جواب نہیں ہے۔ تو بہاء اللہ کا دعویٰ خُدائی ثابت ہے۔ اور اگر بہائیوں کے پاس ان دلائل کا کوئی جواب ہے تو پیش کریں۔ دوم۔ بہاء اللہ کی کسی تحریر کا کوئی زمانہ اس کی تحریروں سے ثابت نہیں ہے۔ اور نہیں کہا جا سکتا کہ کونسی تحریر بہاء اللہ نے پہلے لکھی اور کونسی بعد میں۔

اس واسطے اگر کسی تحریر میں ایسا ذکر ہؤا تو بھی ایسی تحریر پہلے کی سمجھی جائے گی۔ اور الوہیت اور خدائی کا دعویٰ بعد کا۔ سوئم :۔ جیسا کہ پہلے بیان ہُوا ہے بہاء اللہ کا دعویٰ خدائی عیسائیت کے رنگ میں ہے جس طرح عیسائی حضرت مسیح کے علاوہ خُدا باپ کو بھی خُدائی میں شریک گردانتے ہیں ۔ اسی طرح بہاء اللہ بھی خدائی کو بعض جگہ صرف اپنی ذات تک محدود نہیں کیا۔ چہارم۔ کتاب الفوائد اور کتاب نقطۃ الکاف وغیرہ بہائی مذہب کی کتابوں میں فرعون وغیرہ کے دعویٰ خدائی کا ذکر کیا گیا ہے ۔ پس جن باتوں سے فرعون وغیرہ کا دعویٰ خدائی کرنا مانا جاتا ہے۔ اُن باتوں کا جب کہ بہاء اللہ کو فرعون وغیرہ سے بڑھ کر دعویٰ ہے تو اس سے بہاء اللہ کا دعویٰ خُدائی بڑھ کر ثابت ہوتا ہے نہ اُس سے کم ۔ پنجم ۔ بہاء اللہ نے جو خط شاہ ایران کو لکھا اُس میں اپنے اصولِ تقیہ پر عمل کرتے ہوئے بیان کیا ۔ کہ شریعتِ اسلام میں کوئی تبدیلی ہم نے نہیں کی ۔ حالانکہ یہ جھوٹ اور غلط تھا اسی طرح اُس کا کسی جگہ اپنے دعویٰ خُدائی سے انکار کرنا بھی تقیہ پر مبنی سمجھا جائے گا۔ کیونکہ دعوٰے خُدائی تو اُس کی کتابوں میں بڑی صراحت کے ساتھ موجود ہے ۔ فقط